فتنۂ خوارج

(تاریخی، نفسیاتی، علمی اور شرعی جائزہ)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

فتنۂ خوارِج

﴿تاریخی، نفسیاتی، علمی اور شرعی جائزہ﴾

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مِنہاجُ القرآن پبلیکیشنز

365- ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 8514 3516، 140-140-111 (42-92+)

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 7695 3723 (42-92+)

www.Minhaj.org - sales@Minhaj. org

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب : **فتنۂ خوارج**

﴿تاریخی، نفسیاتی، علمی اور شرعی جائزہ﴾

تصنیف : شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

اِہتمامِ اِشاعت : فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk

مطبع : منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور

اِشاعتِ اَوّل : اگست 2010ء

تعداد : 1,100

قیمت : -/140 روپے

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز کی کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

بسم الله الرحمن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

﴿ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ ﴾

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش

www.MinhajBooks.com

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔ا) ۴-۱/ ۸۰ پی آئی وی، مؤرّخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چِٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل و ایم ۴/ ۷۰-۹-۳-۷، مؤرّخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چِٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷ این۔ا/ اے ڈی (لائبریری)، مؤرّخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں و کشمیر کی چِٹھی نمبر س ت/ اِنتظامیہ ۶۳-۸۰۶۱/ ۹۲، مؤرّخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تصنیف کردہ کتب تمام تعلیمی اِداروں کی لائبریریوں کے لیے منظور شدہ ہیں۔

صفحہ	عنوانات

فہرس

صفحہ	عنوانات
۱۳	پیش لفظ
	باب اوّل
۱۷	فتنہ خوارِج کا آغاز اور عقائد و نظریات
۲۰	۱۔ خوارج کا تعارف
۲۳	۲۔ فتنہ خوارج (قرآن حکیم کی روشنی میں)
۲۴	(۱) خوارج اہلِ زیغ (کج رو) ہیں
۲۷	(۲) خوارج سیاہ رُو اور مرتد ہیں
۲۹	(۳) خوارج فتنہ پرور اور کینہ ور ہیں
۳۰	(۴) خوارج فتنہ پرور اور مستحقِ لعنت ہیں

عنوانات	صفحہ
(۵) خوارِج حسنِ عمل کے دھوکے میں رہتے ہیں	۳۱
(۶) خوارج واجب القتل ہیں	۳۳
۳۔ فتنہ خوارج کا آغاز: عہدِ رسالت مآب ﷺ میں	۳۷
خوارِج کے فتنے کا آغاز گستاخیِ رسول ﷺ سے ہوا	۳۸
۴۔ عہدِ عثمانی میں فتنہ خوارج کی فکری تشکیل	۴۰
۵۔ عہدِ علوی میں خوارج کا تحریکی آغاز	۴۳
۶۔ خوارج کے عقائد ونظریات	۵۵
۷۔ خوارج کی ذہنی کیفیت اور نفسیات	۶۴
۸۔ خوارج کا مذہبی جذبات بھڑکا کر ذہن سازی کرنا	۶۹
۹۔ خوارج کی نمایاں بدعات	۷۵
امام ابو بکر الآجری کی تحقیق	۷۷
باب دوم	
خوارج کے بارے میں فرامینِ رسول ﷺ	۸۵
۱۔ ’’خوارِج بظاہر بڑے دین دار نظر آئیں گے‘‘	۸۹
۲۔ ’’خوارج کا نعرہ عامۃ الناس کو حق محسوس ہوگا‘‘	۹۶

عنوانات	صفحہ
۳۔ ’’خوارج دہشت گردی کے لیے brain washed کم سِن لڑکوں کو استعمال کریں گے‘‘	۱۰۰
۴۔ ’’خوارج کا ظہور مشرق سے ہوگا‘‘	۱۰۵
۵۔ ’’خوارج دجال کے زمانے تک ہمیشہ نکلتے رہیں گے‘‘	۱۰۹
۶۔ ’’خوارج دین سے خارج ہوں گے‘‘	۱۱۳
۷۔ ’’خوارج جہنم کے کتّے ہوں گے‘‘	۱۱۵
۸۔ ’’خارجی گروہوں کی ظاہری دین داری سے دھوکہ نہ کھایا جائے‘‘	۱۱۷
۹۔ ’’خوارج شریر ترین لوگ ہیں‘‘	۱۲۱
نہایت اَہم نکتہ	۱۲۶
۱۰۔ فرمانِ نبوت: فتنہ خوارج کی مکمل سرکوبی کی جائے	۱۲۷
(۱) ’’خوارج کا کلیتاً خاتمہ واجب ہے‘‘	۱۲۷
(۲) اَئمہ حدیث کی اہم تصریحات	۱۳۴
(۳) دہشت گردوں کے خاتمے کے لیے قومِ عاد اور قومِ ثمود سے تمثیل دینے کی حکمت	۱۳۸
۱۱۔ ’’خوارج کو قتل کرنے پر اَجرِ عظیم ہے‘‘	۱۴۵
۱۲۔ دہشت گرد خارجیوں کی علامات - مجموعی تصویر	۱۴۷

عنوانات	صفحہ
باب سوم	
عصرِ حاضر کے دہشت گرد ''خوارج'' ہیں	۱۵۷
۱۔ خوارِج اِنسانوں کی شکل میں خونخوار بھیڑیے ہیں	۱۶۰
۲۔ خوارج کے تسلسل کے بارے میں علامہ ابنِ تیمیہ کی تحقیق	۱۶۳
۳۔ خوارج کی پشت پناہی کرنے والوں کی مذمت	۱۶۶
۴۔ اَہم فقہی نکتہ: دہشت گردوں پر خوارج کا اِطلاق اِجتہادی نہیں، منصوص ہے	۱۶۸
خلاصہ کلام	۱۷۱
باب چہارُم	
دہشت گردی اور بغاوت کے خلاف ائمہ اربعہ و دیگر اکابرینِ اُمت کے فتاویٰ	۱۷۳
۱۔ دہشت گردوں سے قتال پر اِمامِ اَعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ	۱۷۵
مسلح بغاوت پر امام طحاوی الحنفی رحمہ اللہ کا فتویٰ	۱۷۶
۲۔ دہشت گردوں کے خلاف امام مالک رضی اللہ عنہ کا فتویٰ	۱۷۸
۳۔ دہشت گرد باغیوں کے خلاف امام شافعی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ	۱۸۰

عنوانات	صفحہ
۴۔ مسلح بغاوت کے خلاف امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا عمل اور فتویٰ	۱۸۱
۵۔ بغاوت کے بارے میں امام سفیان ثوریؒ کا فتویٰ	۱۸۴
۶۔ بغاوت کے بارے میں امام ماوردیؒ کا فتویٰ	۱۸۴
۷۔ دہشت گردوں کی سرکوبی واجب ہے: امام سرخسیؒ کا فتویٰ	۱۸۶
۸۔ دہشت گردوں کو قتل کر دینا چاہیے: امام کاسانیؒ کا فتویٰ	۱۸۷
۹۔ بغاوت کے خاتمے تک جنگ جاری رکھی جائے: امام مرغینانیؒ کا فتویٰ	۱۸۸
۱۰۔ مسلح بغاوت کرنے والے کافر و مرتد ہیں: امام ابنِ قدامہ کا فتویٰ	۱۸۹
۱۱۔ باغیوں کے قتل پر صحابہ کا اجماع ہے: امام نوویؒ کا فتویٰ	۱۹۰
۱۲۔ دہشت گردوں کے خلاف حکومت سے تعاون: فتاویٰ تاتارخانیہ	۱۹۱
۱۳۔ باغیوں کے خلاف جنگ حکومت پر لازم ہے: امام ابراہیم بن مفلح الحنبلی کا فتویٰ	۱۹۲
۱۴۔ علامہ زین الدین ابنِ نجیم حنفیؒ کا فتویٰ	۱۹۴
۱۵۔ علامہ جزیری کا فتویٰ	۱۹۵
باب پنجم	
خوارِج کے بارے میں معاصر سلفی علماء کے فتاویٰ	۱۹۷

عنوانات	صفحہ
۱۔ دہشت گرد دورِ حاضر کے خوارج ہیں: ناصر الدین البانی کا فتویٰ	۱۹۹
۲۔ مسلمانوں کو کافر قرار دینا خوارج کی علامت ہے: شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز کا فتویٰ	۲۰۱
۳۔ دورِ حاضر کے دہشت گرد جاہلوں کا ٹولہ ہے: شیخ صالح الفوزان کا فتویٰ	۲۰۴
۴۔ دہشت گردانہ کارروائیاں جہاد نہیں: مفتی نذیر حسین دہلوی کا فتویٰ	۲۰۶
خلاصہ بحث	**۲۱۰**
باب ششم	
خوارج کی تکفیر اور وجوبِ قتل پر ائمۂ دین کی تصریحات	**۲۱۱**
تکفیرِ خوارج سے متعلق دو معروف اقوال پر ائمہ کے فتاویٰ	۲۱۸
پہلا قول: خوارج پر حکمِ تکفیر کا اِطلاق	۲۱۹
(۱) امام بخاری	۲۲۱
(۲) امام ابنِ جریر الطبری	۲۲۲
(۳) امام محمد بن محمد الغزالی	۲۲۳

عنوانات	صفحہ
(۴) قاضی ابو بکر بن العربی المالکی	۲۲۴
(۵) قاضی عیاض المالکی	۲۲۵
(٦) امام ابو العباس القرطبی	۲۲۸
(۷) علامہ ابنِ تیمیہ	۲۳۲
(۸) امام تقی الدین السبکی	۲۳۳
(۹) امام شاطبی المالکی	۲۳۵
(۱۰) امام ابن البزاز الکردری الحنفی	۲۳۸
(۱۱) امام بدر الدین العینی الحنفی	۲۳۸
(۱۲) امام احمد بن محمد القسطلانی	۲۳۹
(۱۳) ملا علی القاری	۲۴۰
(۱۴) شیخ عبد الحق محدّث دہلوی	۲۴۱
(۱۵) شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی	۲۴۱
(۱٦) علامہ ابنِ عابدین شامی	۲۴۲
(۱۷) علامہ عبد الرحمان مبارک پوری	۲۴۳
دوسرا قول: خوارج پر حکم بغاوت کا اِطلاق	۲۴۳
(۱) امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ	۲۴۵
(۲) امام شمس الدین السرخسی	۲۴٦

عنوانات	صفحہ
(۳) حافظ ابنِ حجر عسقلانی	۲۴۷
(۴) امام احمد رضا خان	۲۴۹
خوارج کے وجوبِ قتل اور اس کے اِجماع پر ائمہ حدیث کے دلائل	۲۵۰
(۱) قاضی عیاض المالکی	۲۵۴
(۲) ابنِ ہبیرہ الحنبلی	۲۵۵
(۳) علامہ ابنِ تیمیہ	۲۵۶
(۴) حافظ ابنِ حجر عسقلانی	۲۵۷
خارجی دہشت گردوں سے جنگ کرنے والے فوجیوں کے لیے اَجرِ عظیم	۲۵۷
خوارج کے بارے میں علامہ انور شاہ کاشمیری اور علامہ شبیر احمد عثمانی کا موقف	۲۶۱
مآخذ و مراجع	۲۶۷

پیش لفظ

خارجیت دراَصل منتشر الخیالی اور منتشر العملی کا دوسرا نام ہے۔ اِنتشارِ فکر و عمل کا یہ اِبلیسی فتنہ اِسلام کے اِبتدائی زمانے میں ہی پیدا ہوا جس نے پہلا منظّم اور باقاعدہ حملہ صحابہ کرام ﷺ کی مقدس جماعت پر کیا اور (نعوذ باللہ) سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کو کافر قرار دیتے ہوئے اُن کے قتل کا فتویٰ جاری کیا۔ یقیناً یہ ایک اِنتہا تھی جس کے ردِّعمل میں تاریخ اِسلام کے دوسرے بڑے فتنۂ روافض کا آغاز ہوا جو دوسری اِنتہا تھی۔ چنانچہ تب سے اب تک جتنے اِعتقادی، فکری اور کلامی فسادات رُونما ہوئے ان کے پیچھے یہی دو بڑے فتنے کار فرما رہے ہیں۔ اگرچہ خوارِج سے شروع ہونے والا یہ فتنہ مختلف صورتوں اورعنوانات کے تحت تاریخ کے مختلف اَدوار میں موجود رہا اور اَئمہ کی تحقیقات کے مطابق خوارِج کے تقریباً بیس مختلف فرقے ہیں۔ لیکن اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ان کے دو گروہ زیادہ نمایاں ہیں: پہلا النجدیۃ؛ دوسرا الحروریۃ۔ النجدیۃ کے وجود کا تعین حضور نبی اکرم ﷺ کے اُس فرمان مبارک سے کیا جاتا ہے جو آپ ﷺ نے یمن اور شام کے لیے دعا فرماتے ہوئے نجد کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ جب صحابہ کرام ﷺ نے آپ ﷺ سے نجد کے لیے دعاے برکت کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینگ (اِنتہا پسندی اور گمراہی کا فتنہ) بھی وہیں سے نکلے گا۔

اِسی طرح اَحادیثِ مبارکہ میں دوسرے گروہ الحروریۃ کا ذکر بھی ملتا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حروریہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ حروریہ اتنے عبادت گذار اور دین میں پختہ ہوں گے کہ عام مسلمان اپنی نمازوں اور روزوں کو اُن کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں حقیر سمجھیں گے، مگر وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔ اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں اِنتہا

پسند گروہوں کا جائزہ لینے اور اُن کی شخصی و فکری علامات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ اَخذ کرنا مشکل نہیں کہ فی زمانہ اِنتہا پسند طبقات کے نظریات بھی کم و بیش اُسی طرح کے ہیں جس طرح کے نظریات خوارج کے تھے۔ فی الحقیقت اِن باطل نظریات کا اِسلام کی حقیقی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ روزِ اَوّل سے لے کر آج تک ہر دور میں جب بھی معاشرے میں کسی سطح پر اِنتہا پسندانہ رجحانات نے فروغ پایا - چاہے اُن کی نوعیت مذہبی تھی یا سیاسی اور سماجی - اِن رجحانات کے نتیجے میں معاشرہ شکست و ریخت کا شکار ہوا اور من حیث الکل اُمتِ مسلمہ کو نقصان پہنچا۔

حالیہ تاریخ کے حوالے سے وطنِ عزیز کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ آج پورا ملک آگ اور خون میں نہا رہا ہے۔ اِنتہاء پسندانہ نظریات کے حاملین دین اور جہاد کے نام پر عامۃ الناس کا خون بہا رہے ہیں۔ معصوم بچوں، خواتین اور بوڑھوں کو موت کے گھاٹ اتارا جارہا ہے۔ یہ طرزِ عمل مجموعی طور پر دین دشمن طاقتوں کی سازشوں سے بڑھ کر نقصان دہ ہے جس سے خون خرابے کے ساتھ ساتھ دین کی بدنامی بھی ہورہی ہے۔ اُمت کی بقا راہِ اِعتدال اپنانے میں ہی مضمر ہے، جو روحِ اِسلام اور منشاے ہدایتِ خداوندی ہے۔ معاصر تحریکوں میں تحریک منہاج القرآن وہ واحد علمی و اِصلاحی تحریک ہے جو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ العالی کی زیر سرپرستی دین کا حقیقی اور معتدل پیغام عام کرنے میں مصروف ہے۔ قرآن اور صاحبِ قرآن ﷺ کے اَدب و تعظیم، محبت و اُلفت اور اِطاعت و اِتباع کے راستے پر گام زن رہ کر اَہلِ اِسلام کے قلوب و اَذہان کو اِنتہا پسندی کے فتنے سے محفوظ رکھتے ہوئے اُنہیں اَمن و سلامتی اور ادب و احترام کا پیکر بنانا اِس تحریک کے اَساسی اَہداف میں شامل ہے۔

زیرِ نظر کتاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ العالی کے مبسوط تاریخی فتویٰ ''دہشت گردی اور فتنہ خوارِج'' کا ایک مستقل باب ہے۔ اگرچہ ضخامت کے خوف سے اِس بحث کو فتویٰ میں مختصر رکھا گیا ہے تاہم یہ بات بجا طور پر کہی جاسکتی ہے کہ ہمارے

اِعتقادی لٹریچر میں موضوعِ زیر بحث پر ترتیبِ موضوعات اور مواد کے لحاظ سے یہ کتاب ایک منفرد اور جامع ترین کاوِش ہے۔ علاوہ ازیں حضرت شیخ الاسلام مد ظلہ العالی نے بطور خاص عصرِ حاضر میں مسلمانوں کی نسل کشی اور دہشت گردی کے مرتکب اَفراد، اُن کے ماسٹر مائنڈز اور اُن کے سرپرست کرداروں کو اِسی خارجی یعنی باغی اور مرکز گریز تحریک کا تسلسل قرار دیا ہے جس کے خلاف سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ہمراہ برسرِپیکار رہے ہیں۔ اِسلام کی خدمت کا فریضہ ادا کرنے والے حقیقی مؤمنین اور کلمہ گو مسلمانوں کا خون بہانے والے دہشت گردوں کے درمیان خطِ اِمتیاز کھینچنے کے لیے اِس کتاب کا مطالعہ اَز حد ضروری ہے۔ اِس کتاب کے مطالعے سے جہاں نوجوان نسل کی مثبت ذہنی روئیدگی کا ساماں فراہم ہوگا وہاں یہ بھی واضح ہوجائے گا کہ خدمتِ دین کی آڑ میں کون دین دشمنوں کے ایجنڈے پر سرگرمِ عمل رہ کر دین کے اُجلے چہرے کو داغ دار کرنے کی جسارت کر رہا ہے۔

(محمد فاروق رانا)

ڈپٹی ڈائریکٹر (رِیسرچ)

فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ

بابِ اَوّل

فتنۂ خوارِج
کا
آغاز اور عقائد و نظریات

اِسلام میانہ روی اور اعتدال کا دین ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ملتِ اسلامیہ کا تعارف یوں فرمایا ہے:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا.(۱)

''اور (اے مسلمانو!) اِسی طرح ہم نے تمہیں (اِعتدال والی) بہتر اُمت بنایا۔''

اُمتِ وسط سے مراد ہی میانہ روی اور اعتدال والی امت ہے۔ یہ اعتدال فکر و نظر میں بھی ہے اور عمل و کردار میں بھی۔ یہی اسلام کا وصف ہے۔ جو گروہ یا طبقہ میانہ روی سے جتنا دور ہوتا گیا وہ روحِ اسلام سے بھی اتنا دور چلا گیا۔ مختلف ادوار میں کچھ ایسے گروہ بھی مسلمانوں میں سے ظاہر ہوئے جو اسلام کی راہِ اعتدال سے اتنا دور ہو گئے کہ اسلام کی بات کرنے، اسلامی عبادات انجام دینے اور اسلامی شکل و صورت اختیار کرنے کے باوجود اسلام سے خارج تصور کیے گئے۔ انہی طبقات میں سرِفہرست گروہ ''خوارج'' کا ہے۔

خوارج کی ابتداء دورِ نبوی میں ہی ہو گئی تھی۔ بعد ازاں دورِ عثمانی میں ان کی فکر پروان چڑھی اور پھر دورِ مرتضوی میں ان کا عملی ظہور منظّم صورت میں سامنے آیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں کئی مقامات پر ان خوارج کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی کثیر احادیث مبارکہ میں ان کی واضح علامات اور عقائد و نظریات بالصراحت بیان فرمائے ہیں۔ خوارج دراصل اسلام کے نام پر دہشت گردی اور قتل و غارت گری کرتے تھے اور مسلمانوں کے خون کو اپنے انتہاء پسندانہ اور خود ساختہ نظریات و دلائل کی بناء پر مباح قرار دیتے تھے۔ لہٰذا زیرِ نظر کتاب میں خوارج کی علامات و

(۱) البقرة، ۲: ۱۴۳

خصوصیات کے تفصیلی مطالعے سے اس بات کا جائزہ لیا جائے گا کہ موجود دور کے دہشت گرد عناصر کا فکری و عملی طور پر خوارج سے کیا تعلق ہے۔

۱۔ خوارِج کا تعارُف

قبل اس کے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں خوارج کی علامات اور عقائد و نظریات کا جائزہ لیا جائے، بعض کتبِ اَسلاف سے خوارج کی چند واضح تعریفات درج کی جا رہی ہیں تاکہ ابتداء میں ہی واضح ہوجائے کہ خارجی کسے کہا جاتا ہے۔

۱۔ امام محمد بن عبدالکریم شہرستانی، خوارج کی تعریف میں لکھتے ہیں:

كل من خرج عن الإمام الحق الذي اتفقت الجماعة عليه يسمى خارجيًا سواءً كان الخروج في أيام الصحابة على الأئمة الراشدين أو كان بعدهم على التابعين بإحسان والأئمة في كل زمان.(۱)

''ہر وہ شخص جو عوام کی متفقہ مسلمان حکومتِ وقت کے خلاف مسلح بغاوت کرے اسے خارجی کہا جائے گا؛ خواہ یہ خروج و بغاوت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں خلفاے راشدین کے خلاف ہو یا تابعین اور بعد کے کسی بھی زمانہ کی مسلمان حکومت کے خلاف ہو۔''

۲۔ امام نووی، خوارج کی تعریف یوں کرتے ہیں:

الخوارج: صنف من المبتدعة يعتقدون أن من فعل كبيرة كفر، وخلد فی النار، ويطعنون لذلک فی الأئمة ولا يحضرون معهم الجمعات والجماعات.(۲)

(۱) شهرستانی، الملل والنحل: ۱۱۴

(۲) نووی، روضة الطالبين، ۱۰: ۵۱

’’خوارج بدعتیوں کا ایک گروہ ہے۔ یہ لوگ گناہِ کبیرہ کے مرتکب کے کافر اور دائمی دوزخی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے مسلم اُمراء و حکام پر طعن زنی کرتے ہیں اور ان کے ساتھ جمعہ اور عیدین وغیرہ کے اجتماعات میں شریک نہیں ہوتے۔‘‘

۳۔ علامہ ابنِ تیمیہ لکھتے ہیں:

كانوا أهل سيف وقتال، ظهرت مخالفتهم للجماعة؛ حين كانوا يقاتلون الناس. وأما اليوم فلا يعرفهم أكثر الناس...... ومروقهم من الدين خروجهم باستحلالهم دماء المسلمين وأموالهم.[۱]

’’وہ اسلحہ سے لیس اور بغاوت پر آمادہ تھے، جب وہ لوگوں سے قتال کرنے لگے تو اُن کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت سے مخالفت و عداوت ظاہر ہوگئی۔ تاہم عصرِ حاضر میں (بظاہر دین کا لبادہ اوڑھنے کی وجہ سے) لوگوں کی اکثریت انہیں پہچان نہیں پاتی۔ ...... وہ دین سے نکل گئے کیوں کہ وہ مسلمانوں کے خون اور اَموال (جان و مال) کو حلال و مباح قرار دیتے تھے۔‘‘

علامہ ابنِ تیمیہ مزید بیان کرتے ہیں:

وهؤلاء الخوارج ليسوا ذلک المعسكر المخصوص المعروف في التاريخ، بل يخرجون إلى زمن الدجّال.[۲] **وتخصيصه صلى الله عليه وآله وسلم للفئة التي خرجت في زمن علي بن أبي طالب، إنما هو لمعان قامت بهم، وكل من وجدت فيه تلک المعاني ألحق بهم، لأن التخصيص بالذكر لم يكن لاختصاصهم بالحكم، بل لحاجة**

(۱) ابن تيمية، النبوات: ۲۲۲

(۲) ابن تيميه، مجموع فتاوى، ۲۸: ۴۹۵، ۴۹۶

المخاطبين في زمنه عليه الصلاة والسلام إلى تعيينهم. [1]

''اور یہ خوارج (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے عہد کا) وہ مخصوص لشکر نہیں ہے جو تاریخ میں معروف ہے بلکہ یہ دجال کے زمانے تک پیدا ہوتے اور نکلتے رہیں گے۔ اور حضور نبی اکرم ﷺ کا اُس ایک گروہ کو خاص فرمانا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نکلا تھا، اس کے کئی معانی ہیں جو ان پر صادق آتے ہیں۔ ہر وہ شخص یا گروہ جس میں وہ صفات پائی جائیں اسے بھی ان کے ساتھ ملایا جائے گا۔ کیونکہ ان کا خاص طور پر ذکر کرنا ان کے ساتھ حکم کو خاص کرنے کے لئے نہیں تھا بلکہ حضور ﷺ کے زمانے کے ان مخاطبین کو (مستقبل میں) ان خوارج کے تعین کی حاجت تھی۔''

۴۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی فتح الباری میں فرماتے ہیں:

الخوارج: فهم جمع خارجة أي طائفة، وهم قوم مبتدعون سموا بذلک لخروجهم عن الدين، وخروجهم علی خيار المسلمين. [2]

''خوارج، خارجة کی جمع ہے جس کا مطلب ہے: ''گروہ۔'' وہ ایسے لوگ ہیں جو بدعات کا ارتکاب کرتے۔ ان کو (اپنے نظریۂ عمل اور اِقدام کے باعث) دینِ اسلام سے نکل جانے اور خیارِ اُمت کے خلاف (مسلح جنگ اور دہشت گردی کی) کارروائیاں کرنے کی وجہ سے یہ نام دیا گیا۔''

۵۔ امام بدر الدین عینی عمدة القاری میں لکھتے ہیں:

طائفة خرجوا عن الدين وهم قوم مبتدعون، سموا بذلک لأنهم خرجوا علی خيار المسلمين. [3]

---

(۱) ابن تيميه، مجموع فتاویٰ، ۲۸: ۴۷۶، ۴۷۷

(۲) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۸۳

(۳) عینی، عمدة القاری، ۲۴: ۸۴

’’وہ ایسے لوگ ہیں جو دین سے خارِج ہوگئے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو بدعات کا ارتکاب کرتے تھے (یعنی وہ اُمور جو دین میں شامل نہ تھے ان کو دین میں شامل کرتے تھے)۔ (دینِ اِسلام سے نکل جانے اور) بہترین مسلمانوں کے خلاف (مسلح بغاوت اور دہشت گردی کی) کارروائیاں کرنے کی وجہ سے اُنہیں خوارِج کا نام دیا گیا۔‘‘

۶۔ علامہ ابنِ نجیم حنفی، خوارج کی تعریف یوں کرتے ہیں:

الخوارج: قومٌ لَهم منعة وحمية خرجوا عليه بتأويل يرون أنه على باطل كفر أو معصية توجب قتاله بتأويلهم يستحلون دماء المسلمين وأموالهم.(۱)

’’خوارج سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس طاقت اور (نام نہاد دینی) حمیت ہو اور وہ حکومت کے خلاف بغاوت کریں۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ کفر یا نافرمانی کے ایسے باطل طریق پر ہے جو ان کی خود ساختہ تاویل کی بنا پر حکومت کے ساتھ قتال کو واجب کرتی ہے۔ وہ مسلمانوں کے قتل اور ان کے اموال کو لوٹنا جائز سمجھتے ہیں۔‘‘

اِس ابتدائی تعارف کے بعد ہم خوارج کی دہشت گردی، انتہاء پسندی اور مسلم اُمّہ کے خلاف بربریت اور ظالمانہ کارروَائیوں کی مذمت میں ترتیب وار آیاتِ مقدسہ اور احادیثِ مبارکہ کے مطالعے کے ساتھ ساتھ ان کے مفاہیم سے آگاہ ہونے کے لئے کتبِ تفاسیر، شروحاتِ حدیث اور دیگر مصادر و مآخذ کا بھی مطالعہ کریں گے۔

۲۔ فتنۂ خوارج (قرآن حکیم کی روشنی میں)

قرآن حکیم نے کئی مقامات پر لوگوں کے ناحق بے دردانہ قتل، دہشت گردانہ

(۱) ابن نجیم، البحر الرائق، ۲: ۲۳۴

بمباری، پُراَمن آبادیوں پر خود کش حملوں جیسے انتہائی سفاکانہ اقدامات اور انسانی قتل و غارت گری کی نفی کی ہے۔ دہشت گردی کی یہ ساری بہیمانہ صورتیں شرعی طور پر حرام اور اسلامی تعلیمات سے صریح اِنحراف ہیں اور اَز رُوے قرآن بغاوت و محاربت، فساد فی الارض اور اِجتماعی قتلِ انسانی میں داخل ہیں۔ قرآن حکیم کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ہمیں کئی مقامات پر خوارج کی علامات و بدعات اور ان کی فتنہ پروری و سازشی کارروائیوں اور بغاوت کے بارے میں واضح ارشادات ملتے ہیں۔ ذیل میں چند ارشاداتِ باری تعالیٰ ملاحظہ ہوں:

(۱) خوارج اَہلِ زیغ (کج رَو) ہیں

سورۃ آل عمران میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ط فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ج وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللهُ م وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ج وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ○[(۱)]

’’وہی ہے جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی جس میں سے کچھ آیتیں محکم (یعنی ظاہراً بھی صاف اور واضح معنی رکھنے والی) ہیں وہی (احکام) کتاب کی بنیاد ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ (یعنی معنی میں کئی احتمال اور اشتباہ رکھنے والی) ہیں۔ سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے اس میں سے صرف متشابہات کی پیروی کرتے ہیں (فقط) فتنہ پروری کی خواہش کے زیرِ اثر اور اصل مراد کی بجائے من پسند معنی مراد لینے کی غرض سے، اور اس کی اصل مراد کو اللہ کے سوا

(۱) آل عمرآن، ۳:۷

کوئی نہیں جانتا، اور علم میں کامل پختگی رکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے، ساری (کتاب) ہمارے رب کی طرف سے اتری ہے، اور نصیحت صرف اہلِ دانش کو ہی نصیب ہوتی ہے o‘‘

۱۔ امام ابنِ ابی حاتمؒ آیت مذکورہ کے ذیل میں بیان کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُمُ الْخَوَارِجُ.[۱]

’’حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ ﴿فَأَمَّا الَّذِيْنَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ﴾ (سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے) کی تفسیر میں حضور نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ اِن سے مراد خوارج ہیں۔‘‘

۲۔ حافظ ابنِ کثیر نے بھی اس آیت کی تفسیر میں جو حدیث بیان فرمائی ہے، اس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اہلِ زَیغ - جو متشابہات کی پیروی کرتے ہیں - سے مراد ’’خوارج‘‘ ہیں۔[۲]

۳۔ مفسرِ شہیر امام خازنؒ نے اپنی تفسیر لباب التأویل میں اہلِ زَیغ کی تفسیر فرماتے ہوئے جن گمراہ فرقوں کا نام لیا ہے ان میں خوارج کا نام بھی شامل ہے۔[۳]

۴۔ ابو حفص الحنبلی نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی جو مفصل روایت بیان فرمائی ہے، وہ بڑی ہی فکر انگیز، حقیقت کشا اور قابلِ غور ہے۔ یہ روایت اہلِ زَیغ کی اصلیت اور ان کے باطنی انجام کو پوری طرح بے نقاب کر دیتی ہے۔ ابو حفص الحنبلی مذکورہ آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں:

وقال الحسن: هم الخوارج، وكان قتادة إذا قرأ هذه الآية ﴿فَأَمَّا

(۱) ابن أبی حاتم رازی، تفسیر القرآن العظیم، ۲:۵۹۴
(۲) ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱:۳۴۷
(۳) خازن، لباب التأویل، ۱:۲۱۷

الَّذِيْنَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ﴾ قال: إن لم يكونوا الحرورية فلا أدرى مَنْ هُمْ. ...... وعن أبي غالب قال: كنت أمشي مع أبي أمامة، وهو على حمار حتى إذا انتهى إلى درج مسجد دمشق، فقال أبو أمامة: كلابُ النار، كلابُ النار، كلابُ النار، أو قتلى تحت ظل السماء، طوبى لمن قَتَلهم وقتلوه - يقولها ثلاثاً. ثم بكى، فقلت: ما يُبْكيك يا أبا أمامة؟ قال: رحمةً لهم، إنهم كانوا من أهل الإسلام (فصاروا كفارًا) فخرجوا منه. فقلت: يا أبا أمامة، هم هؤلاء؟ قال: نعم، قلت: أشيء تقوله برأيك، أم شيء سمعته من رسول الله ﷺ؟ فقال: إني إذَنْ لَجرِيء، إني إذاً لَجَرِيءٌ، بل سمعته من رسول الله ﷺ غيرَ مرةٍ ولا مرّتين، ولا ثلاث، ولا أربع، ولا خمس، ولا ست، ولا سبع، ووضع أصبعيه في أذنيه، قال: وإلّا فَصُمَّتَا - قالها ثلاثاً.(۱)

''حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ (آیتِ مذکورہ میں اہل زَیغ سے) مراد خوارج ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ جب بھی یہ آیتِ کریمہ تلاوت کرتے تو فرماتے: میں نہیں سمجھتا کہ اہلِ زَیغ سے خوارج کے علاوہ کوئی اور گروہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ ...... ابو غالب روایت کرتے ہیں: میں حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دمشق کی جامع مسجد کی طرف چل رہا تھا اور وہ دراز گوش پر سوار تھے۔ جب وہ مسجد کے دروازے کے قریب پہنچے تو حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: خوارج دوزخ کے کتے ہیں۔ انہوں نے یہ تین بار فرمایا۔ پھر انہوں نے ان کی حقیقت سے پردہ اٹھایا اور بتایا: آسمان کے نیچے یہ بدترین لوگ ہیں۔ خوش نصیب ہیں

(۱) أبو حفص الحنبلي، اللباب في علوم الكتاب، ۳: ۴۳۷

وہ لوگ جنہوں نے انہیں قتل کیا اور وہ بھی خوش نصیب ہیں جو ان کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ یہ بتا کر ابو امامہ رونے لگ گئے۔ ان کی بد نصیبی پر بہت ہی افسردہ ہوئے اور بتایا: یہ مسلمان تھے لیکن اپنی کرتوتوں سے کافر ہو گئے۔ پھر یہی آیت کریمہ تلاوت فرمائی جس میں ’’اہلِ زیغ‘‘ کا ذکر ہے۔ ابو غالب روایت کرتے ہیں: میں نے ابو امامہ سے پوچھا: کیا یہی (خوارج) وہ (اہلِ زیغ) لوگ ہیں؟ بولے: ہاں- میں نے پوچھا: آپ اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں یا ان کے بارے میں آپ نے یہ سب کچھ حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اگر ایسی بات ہو تب تو میں بڑی جسارت کرنے والا کہلاؤں گا۔ میں نے ایک، دو یا سات بار نہیں بلکہ بارہا یہ حضور ﷺ سے سنا ہے، اگر یہ بات سچی نہ ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں- آپؓ نے یہ کلمات تین بار فرمائے۔‘‘

۵۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو امام سیوطی نے بھی اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ حضور ﷺ نے اہلِ زَیغ سے ’’خوارج‘‘ مراد لیے ہیں۔(۱)

۶۔ النّحاس نے بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ذکر کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہلِ زَیغ، خوراج ہی ہیں۔(۲)

(۲) خوارج سیاہ رُو اور مرتد ہیں

سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۶ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ج فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ قف اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ○

(۱) سیوطی، الدر المنثور، ۲: ۱۴۸

(۲) النحاس، معانی القرآن، ۱: ۳۴۹

’’جس دن کئی چہرے سفید ہوں گے اور کئی چہرے سیاہ ہوں گے، تو جن کے چہرے سیاہ ہوں گے (ان سے کہا جائے گا:) کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ تو جو کفر تم کرتے رہے تھے سو اس کے عذاب (کا مزہ) چکھ لو o‘‘

۱۔ امام ابنِ ابی حاتمؒ نے آیتِ مذکورہ کے ذیل میں حدیث روایت کی ہے:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُمُ الْخَوَارِجُ.[1]

’’حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس (آیت میں ایمان لانے کے بعد کافر ہو جانے والوں) سے ’’خوارج‘‘ مراد ہیں۔‘‘

۲۔ حافظ ابن کثیر نے بھی سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۶ میں مذکور لوگوں سے مراد خوارج ہی لیے ہیں۔[2]

یہ قول ابنِ مردویہ نے حضرت ابو غالب اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے مرفوعاً روایت کیا ہے، امام احمد نے اِسے اپنی مسند میں، امام طبرانی نے **المعجم الکبیر** میں اور امام ابنِ ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں ابو غالب کے طریق سے روایت کیا ہے۔

۳۔ امام سیوطی کا بھی یہی موقف ہے۔ انہوں نے بھی اس آیت میں مذکور لوگوں سے ’’خوارج‘‘ ہی مراد لئے ہیں۔[3]

---

(۱) ابن أبي حاتم، تفسیر القرآن العظیم، ۲: ۵۹۴

(۲) ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱: ۳۴۷

(۳) سیوطی، الدر المنثور، ۲: ۱۴۸

(۳) خوارج فتنہ پرور اور کینہ ور ہیں

سورۃ آل عمران میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًاط وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْج قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْج وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُط قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَo[1]

’’اے ایمان والو! تم غیروں کو (اپنا) راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری نسبت فتنہ انگیزی میں (کبھی) کمی نہیں کریں گے، وہ تمہیں سخت تکلیف پہنچنے کی خواہش رکھتے ہیں، بغض تو ان کی زبانوں سے خود ظاہر ہو چکا ہے، اور جو (عداوت) ان کے سینوں نے چھپا رکھی ہے وہ اس سے (بھی) بڑھ کر ہے۔ ہم نے تمہارے لیے نشانیاں واضح کر دی ہیں اگر تمہیں عقل ہوo‘‘

۱۔ امام ابنِ ابی حاتم رازی نے آیتِ مذکورہ کے ذیل میں یہ حدیث نقل کی ہے:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ: هُمُ الْخَوَارِجُ.[2]

’’حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان (فتنہ انگیزی کرنے والوں) سے مراد ’’خوارج‘‘ ہیں۔‘‘

۲۔ امام قرطبی اِس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد خوارج ہیں۔ وہ تمہارے درمیان فساد پھیلانے سے باز نہیں آئیں گے۔ اگر دہشت گردی نہ کر سکے، تو مکر وفریب اور دھوکہ بازی ترک نہیں کریں گے۔[3]

(۱) آل عمرآن، ۳: ۱۱۸

(۲) ابن أبي حاتم، تفسير القرآن العظيم، ۳: ۷۴۲

(۳) قرطبي، الجامع لأحكام القرآن، ۴: ۱۷۹

(۴) خوارج فتنہ پرور اور مستحقِ لعنت ہیں

سورۃ الرعد میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَيُفۡسِدُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ‌ۙ اُولٰٓـئِكَ لَهُمُ اللَّعۡنَةُ وَلَهُمۡ سُوۡٓءُ الدَّارِ۝ (۱)

’’اور زمین میں فساد انگیزی کرتے ہیں، انہی لوگوں کے لیے لعنت ہے اور ان کے لیے برا گھر ہے۝‘‘

یہ آیت صراحتاً بتا رہی ہے کہ زمین میں فساد پھیلانے والے خارجی ہیں۔ اس کی تائید درج ذیل روایت سے ہوتی ہے، جسے امام قرطبی نے بیان کیا ہے:

۱۔ وقال سعد بن أبي وقاص: واللہ الذی لا إله إلا هو! إنهم الحرورية. (۲)

’’حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، فساد انگیزی کرنے والوں سے مراد الحروریہ یعنی خوارج ہیں۔‘‘

۲۔ بے گناہ جانوں کی ہلاکت اور اموال و املاک کی تباہی فساد فی الارض ہے، جیسا کہ ابو حفص الحنبلی کی درج ذیل روایت سے عیاں ہوتا ہے:

قال: ﴿وَيُفۡسِدُونَ فِي الۡأَرۡضِ﴾ إما بالدعاء إلى غير دين اللہ، وإما بالظلم كما فى النفوس والأموال وتخريب البلاد. (۳)

’’اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اور زمین میں فساد انگیزی کرتے ہیں﴾۔ یا تو اللہ کے دین کے علاوہ کسی اور طرف جبراً دعوت دینے سے یا لوگوں کی جان و مال پر ظلم سے اور ملک میں تخریب کاری سے۔‘‘

(۱) الرعد، ۱۳: ۲۵

(۲) قرطبي، الجامع لأحكام القرآن، ۹: ۳۱۴

(۳) أبو حفص الحنبلي، اللباب في علوم الكتاب، ۹: ۴۲۵

علامہ ابوحفص کی اس تصریح سے معلوم ہوا کہ جان و مال لوٹنے کے علاوہ اسلام سے ہٹ کر اپنے خودساختہ عقائد کی طرف جبراً دعوت دینا بھی فساد فی الارض کے زُمرے میں آتا ہے۔

۳۔ امام رازی نے بھی ''التفسیر الکبیر (۹: ١٧٦)'' میں اسی معنی کو نقل کیا ہے۔

(۵) خوارِج حسنِ عمل کے دھوکے میں رہتے ہیں

خوارِج نماز، روزے اور تلاوتِ قرآن جیسے اَعمال کی ادائیگی میں بظاہر صحابہ کرام ﷡ سے بھی آگے نظر آتے تھے۔ (اِس پر آئندہ صفحات میں احادیث مبارکہ آئیں گی۔) یہی حالت دورِ حاضر کے خوارِج کی ہے۔ وہ بھی بظاہر شکل و صورت اور حسنِ عمل میں بڑے نیک، پرہیزگار اور پابندِ شریعت نظر آتے ہیں مگر باطن میں اِعتقادی اور تشدد پسندانہ فتنوں کا شکار ہیں جن سے اُمت مسلمہ کو نقصان ہو رہا ہے اور باہمی خون خرابے سے اس کی قوت و شوکت متأثر ہو رہی ہے۔

۱۔ سورۃ الکہف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝(۱)

''فرما دیجیے: کیا ہم تمہیں ایسے لوگوں سے خبردار کر دیں جو اعمال کے حساب سے سخت خسارہ پانے والے ہیں ۝ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جد و جہد دنیا کی زندگی میں ہی برباد ہوگئی اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم بڑے اچھے کام انجام دے رہے ہیں ۝''

امام طبری نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں درج ذیل روایات نقل کی ہیں:

(۱) الکہف، ۱۸: ۱۰۳، ۱۰۴

(۱) اس آیت میں ان اہلِ کتاب کا ذکر ہے جو اپنا سماوی دین چھوڑ کر کفر کی راہ پر چل نکلے اور دین میں باطل بدعات کو شامل کر لیا۔

(۲) دوسری روایت یہ ہے کہ ان خسارہ پانے والوں سے مراد ''خوارج'' ہیں کیونکہ جب ابن الکواء خارجی نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس سے کون لوگ مراد ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: أنت وأصحابک (تو اور تیرے ساتھی)۔

(۳) ایک روایت میں ہے جسے حضرت ابو طفیل بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن الکواء نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا (اعمال کے حساب سے سخت خسارہ پانے والوں) سے کون لوگ مراد ہیں تو آپ نے فرمایا: اے اہلِ حروراء! تم مراد ہو۔[1]

اِسی آیت کے ذیل میں علامہ سمرقندی اپنی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

قال علی بن أبی طالب: هُمُ الْخوارِجُ.[2]

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے ''خوارج'' مراد ہیں۔''

۲۔ قرآن مجید میں دوسرے مقام پر ان کے اس زعم باطل کی مذمت یوں بیان کی گئی ہے:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ○ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰـكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ○[3]

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد بپا نہ کرو، تو کہتے ہیں: ہم ہی تو اصلاح کرنے والے ہیں○ آگاہ ہو جاؤ! یہی لوگ (حقیقت میں) فساد کرنے والے ہیں مگر انہیں (اس کا) احساس تک نہیں○''

(۱) طبری، جامع البیان، ۱۶: ۳۳، ۳۴
(۲) سمرقندی، بحر العلوم، ۲: ۳۶۴
(۳) البقرۃ، ۲: ۱۱، ۱۲

سورۃ فاطر میں اِرشاد ہوتا ہے:

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَـهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا. (۱)

’’بھلا جس شخص کے لیے اس کا برا عمل آراستہ کر دیا گیا ہو اور وہ اسے (حقیقتاً) اچھا سمجھنے لگے (کیا وہ مومنِ صالح جیسا ہوسکتا ہے)۔‘‘

علامہ ابوحفص الحنبلی اِس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فقال قتادة: منهم الخوارج الذين يستحلون دماء المسلمين وأموالهم. (۲)

’’حضرت قتادہ نے فرمایا: ایسے لوگوں میں سے خوارج بھی ہیں جو مسلمانوں کا خون بہانا اور ان کے اَموال لوٹنا حلال سمجھتے ہیں۔‘‘

(۶) خوارج واجب القتل ہیں

سورۃ المائدۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ط ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌO (۳)

’’بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد انگیزی کرتے پھرتے ہیں (یعنی مسلمانوں میں خونریز رہزنی اور ڈاکہ زنی

(۱) فاطر، ۳۵: ۸

(۲) ابو حفص الحنبلی، اللباب فی علوم الکتاب، ۱۳: ۱۷۵

(۳) المائدۃ، ۵: ۳۳

وغیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں) ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کیے جائیں یا پھانسی دیے جائیں یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹے جائیں یا (وطن کی) زمین (میں چلنے پھرنے) سے دور (یعنی ملک بدر یا قید) کر دیے جائیں۔ یہ (تو) ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہےo‘‘

۱۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

من شهر السلاح في فئة الإسلام، وأخاف السبيل ثم ظفر به، وقدر عليه فإمام المسلمين فيه بالخيار، إن شاء قتله وإن شاء صلبه وإن شاء قطع يده ورجله. (۱)

’’جس نے مسلم آبادی پر ہتھیار اٹھائے اور راستے کو اپنی دہشت گردی کے ذریعے غیر محفوظ بنایا اور اس پر کنٹرول حاصل کر کے لوگوں کا پر امن طریقے سے گزرنا دشوار کر دیا، تو مسلمانوں کے حاکم کو اختیار ہے چاہے تو اسے قتل کرے، چاہے تو پھانسی دے اور چاہے تو حسبِ قانون کوئی اذیت ناک سزا دے۔‘‘

۲۔ امام طبری اور حافظ ابنِ کثیر نے لکھا ہے کہ سعید بن مسیّب، مجاہد، عطاء، حسن بصری، ابراہیم النخعی اور ضحاک نے بھی اسی معنی کو روایت کیا ہے۔ (۲)

۳۔ اس کو امام سیوطی نے بھی ’’الدر المنثور (۳: ٦٨)‘‘ میں روایت کیا ہے۔

۴۔ امام قرطبی نے ’’الجامع لأحكام القرآن (٦: ۱۴۸)‘‘ میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ایک ایسے گروہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں

---

(۱) ۱۔ طبری، جامع البيان في تفسير القرآن، ٦: ۲۱۴
۲۔ ابن کثیر، تفسير القرآن العظيم، ۲: ۵۱

(۲) ۱۔ ابن کثیر، تفسير القرآن العظيم، ۲: ۵۱
۲۔ طبری، جامع البيان في تفسير القرآن، ٦: ۲۱۴

نے مدینہ کے باہر دہشت گردی کا ارتکاب کیا، قتل اور املاک لوٹنے کے اقدامات کیے جس پر انہیں عبرت ناک سزا دی گئی۔

۵۔ علامہ زمخشری نے اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں لکھا ہے:

يُحَارِبُون رسُول الله، ومحاربة المُسْلِمِين في حكم مُحَارَبَتِه.[۱]

’’یُحَارِبُون رسُول اللهِ (یعنی) مسلمانوں کے ساتھ جنگ برپا کرنا رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے حکم میں ہے۔‘‘

۶۔ علامہ ابو حفص الحنبلی، علامہ زمخشری کی مذکورہ بالا عبارت تحریر کرنے کے بعد مزید لکھتے ہیں:

أنَّ المقصود أنَّهم يُحَارِبون رَسُول الله ﷺ وإنما ذكر اسْم الله تبارك وتعالى تَعْظِيماً وتَفْخِيماً لمن يُحَارَبُ، كقوله تعالى: ﴿إِنَّ الذين يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللهَ﴾[۲].[۳]

’’مقصد یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرتے ہیں اور (اس آیت میں) اللہ تعالیٰ کا نام جنگ کا نشانہ بننے والوں کی عظمت اور قدر و منزلت بڑھانے کے لئے مذکور ہوا۔ جیسا کہ بیعتِ رضوان کے حوالے سے قرآن مجید میں فرمایا گیا: ﴿(اے حبیب!) بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔﴾‘‘

۷۔ اِس آیت سے یہ مفہوم بھی اَخذ ہوتا ہے کہ راہزنی کرنے والوں کا اذیت ناک قتل جائز ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

---

(۱) زمخشری، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، ۱: ۶۶۱

(۲) الفتح، ۴۸: ۱۰

(۳) أبو حفص الحنبلي، اللباب في علوم الکتاب، ۷: ۳۰۳

أجمعوا على أن المراد بالمحاربين المفسدين فى هذه الآية قطاع الطريق سواء كانوا مسلمين أو من أهل الذمة. واتفقوا على أن من برزو شهر السلاح مخيفا مغيرا خارج المصر بحيث لا يدركه الغوث فهو محارب قاطع للطريق جارية عليه أحكام هذه الآية. ...... وقال البغوى: المكابرون فى الأمصار داخلون فى حكم هذه الآية.[1]

''اس پر سب کا اجماع ہے کہ محاربین سے مراد فساد بپا کرنے والے اور راہ زن ہیں؛ خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم، سب کے لئے حکم برابر ہے۔ اس اَمر پر بھی اتفاق ہے کہ جو کھل کر ہتھیار اٹھالیں یا شہر سے باہر لوگوں کو خوفزدہ کریں اور غارت گری کریں جہاں کوئی مددگار بھی نہ پہنچ سکے، ایسا شخص جنگجو اور راہ زن ہے۔ اُس پر اس آیت کے احکام جاری ہوں گے۔ ...... امام بغوی فرماتے ہیں: شہروں میں دہشت گردی کرنے والے بھی اس آیت کے حکم میں شامل ہیں۔''

اِس آیتِ مبارکہ اور اکابرین کے بیان کردہ تفسیری اقوال سے یہ مفہوم اَخذ ہوتا ہے کہ مسلمان ریاست کی رعایا میں سے مسلمانوں کو اسلحہ کے ذریعے خوف زدہ کرنے والوں کا خاتمہ ضروری ہے کیوں کہ جو زمین میں فساد انگیزی کرتے ہیں وہ پوری انسانیت کے قاتل ہیں۔ جو کسی مسلم ریاست کی اتھارٹی کو چیلنج کرتے ہیں اور اس کے خلاف مسلح بغاوت کرتے ہیں، ان کے لیے اذیت ناک سزائیں اور دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

(۱) قاضی ثناء اللہ، تفسیر المظہری، ۳: ۸٦

۳۔ فتنۂ خوارِج کا آغاز: عہدِ رسالت مآب ﷺ میں

دورِ رسالت مآب ﷺ میں ہی فتنہ خوارج کا آغاز ہوگیا تھا۔ امام بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث کے مطابق حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَقْسِمُ ذَاتَ يَوْمٍ قِسْمًا فَقَالَ ذُوالْخُوَيْصَرَةِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيْمٍ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اعْدِلْ، قَالَ: وَيْلَکَ مَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟ فَقَالَ عُمَرُ: اِئْذَنْ لِي فَلْأَضْرِبْ عُنُقَهُ، قَالَ: لَا، إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُکُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَ صِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ کَمُرُوْقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ. (۱)

''ایک روز حضور نبی اکرم ﷺ مالِ (غنیمت) تقسیم فرما رہے تھے تو بنو تمیم کے ذوالخویصرہ نامی شخص نے کہا: یا رسول اللہ! انصاف کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو ہلاک ہو، اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) مجھے اجازت دیں کہ اس (گستاخ) کی گردن اڑا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، (اس اکیلے کی گردن اُڑانا کیوں کر) بے شک اس کے (ایسے) ساتھی بھی ہیں کہ تم ان کی

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب الأدب، باب ما جاء في قول الرجل ويلك، ۵: ۲۲۸۱، رقم: ۵۸۱۱

۲۔ بخاری، الصحيح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب من ترك قتال الخوارج للتألف وأن لا ينفر الناس عنه، ۶: ۲۵۴۰، رقم: ۶۵۳۴

۳۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۴، رقم: ۱۰۶۴

نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو حقیر جانو گے۔ وہ دین سے اس طرح نکلے ہوئے ہوں گے جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے۔‘‘

خوارِج کے فتنے کا آغاز گستاخِ رسول ﷺ سے ہوا

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ذوالخویصرہ تمیمی نامی گستاخ شخص کی گستاخی ہی دراصل اس بدترین فتنے کا پیش خیمہ ثابت ہوئی جس نے بعد ازاں امتِ مسلمہ میں انتشار و افتراق پیدا کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اَدوارِ خلافت میں اسلامی ریاست کی اتھارٹی کو چیلنج کرنے والے باغی اور مسلح گروہ درحقیقت اُسی ذوالخویصرہ تمیمی کی فکر کا تسلسل تھے۔

۱۔ امام ابو بکر الآجُرِی (م ۳۶۰ھ) کتاب الشریعة کے باب ذم الخوارج وسوء مذهبهم وإباحة قتالهم، وثواب من قتلهم أو قتلوه میں لکھتے ہیں:

وأوّل قرن طلع منهم على عهد رسول الله ﷺ: هو رجل طعن على النبی ﷺ، وهو يقسم الغنائم بالجعرانة، فقال: اعدل يا محمد، فما أراک تعدل، فقال ﷺ: ويلک، فمن يعدل إذا لم أكن أعدل؟

’’خوارج کا اَوّلین فرد عہدِ رسالت مآب ﷺ میں نمودار ہوا۔ یہ وہ شخص تھا جس نے حضور نبی اکرم ﷺ پر اس وقت طعنہ زنی کی جب آپ ﷺ جعرانہ کے مقام پر مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ اس بد بخت نے کہا: اے محمد! عدل کیجیے! میرے خیال میں آپ عدل نہیں کر رہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تو ہلاک ہو! اگر میں عدل نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا؟‘‘

۲۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ اِسی ذو الخویصرہ تمیمی کا ہم خیال گروہ ہی بعد ازاں خوارج کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔

عن عبد الرزاق فقال: ذی الخویصرة التمیمی وهو حرقوص بن زهیر، أصل الخوارج.(۱)

''عبد الرزاق سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ذو الخویصرہ تمیمی کا اصل نام حرقوص بن زہیر تھا اور وہ خوارج کا بانی تھا۔''

۳۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے ''الإصابة فی تمییز الصحابة (۲: ۴۹)'' میں بھی یہی تحقیق بیان کی ہے۔

۴۔ علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

وقال الذهبی: ذو الخویصرة القائل: فقال: یا رسول اللہ، إعدل. یقال هو حرقوص بن زهیر، رأس الخوارج، قتل فی الخوارج یوم النهر.(۲) وفی تفسیر الثعالبی: بینا رسول اللہ ﷺ یقسم غنائم هوازن، جاءه ذو الخویصرة التمیمی، أصل الخوارج.(۳)

''امام ذہبی فرماتے ہیں: ذو الخویصرہ نے ہی یہ کہا تھا: یا رسول اللہ! عدل کیجیے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ حرقوص بن زہیر تھا۔ یہ خوارج کا فکری قائد اور بانی تھا جو کہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور میں) مقامِ نہروان (پر ہونے والی جنگ) میں مارا گیا۔ تفسیر ثعالبی میں ہے کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ معرکہ ہوازن کے غنائم تقسیم فرما رہے تھے تو آپ ﷺ کے پاس ذو الخویصرہ تمیمی آیا اور وہ خوارج کا بانی تھا۔''

---

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۹۲

(۲) بدر الدین العینی، عمدة القاری، ۱۵: ۶۲

(۳) بدر الدین العینی، عمدة القاری، ۱۶: ۱۴۲

۴۔ عہدِ عثمانی میں فتنۂ خوارج کی فکری تشکیل

حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد اُمت میں کئی فتنوں نے جنم لیا، جن میں جھوٹی نبوت کے دعوے، دین سے ارتداد، زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار اور دیگر کئی بنیادی تعلیماتِ اسلام سے انحراف شامل ہے۔ انہی فتنوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے خارجی فکر کے حاملین اپنے باغیانہ نظریات کی ترویج کرتے رہے اور اپنے آپ کو ایک منظّم شکل دینے کی طرف سرگرم عمل رہے۔ یہاں تک کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ اواخر میں بلوائیوں کی تحریک میں آپ کو قتل کرنے کی سازش تیار کرنے والے لوگ بھی اس انتہاء پسندانہ رجحان کے حامل تھے جن میں سے ایک نمایاں شخص عبد اللہ بن سباء تھا۔ اس انتہاء پسند دہشت گرد گروہ نے پہلی مرتبہ مدینہ منورہ میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ حکومت میں خالص اسلامی حکومت کی اتھارٹی اور ریاستی نظم کو چیلنج کیا۔

اِمام حاکم المستدرک میں ایک تابعی حسین بن خارجہؓ کا واقعہ نقل کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:

لمّا كانت الفتنة الأولى أشكلت عليّ فقلتُ: اللّهم أَرني أمراً من أمر الحق أتمسک به. قال: فأريت الدنيا والآخرة و بينهما حائط غير طويل، و إذا أنا بجائز فقلت: لو تشبثت بهذا الجائز لعلي أهبط إلى قتلى أشجع ليخبروني قال: فهبطت بأرض ذات شجر وإذا أنا بنفر جلوس فقلت: أنتم الشهداء؟ قالوا: لا نحن الملائكة. قلت: فأين الشهداء؟ قالوا: تقدم إلى الدرجات العلى إلى محمد ﷺ، فتقدمت فإذا أنا بدرجة الله أعلم ما هي السعة والحسن؟ فإذا أنا بمحمد ﷺ و إبراهيم عليه السلام وهو يقول لإبراهيم عليه السلام: استغفر لأمّتي. فقال له إبراهيم عليه السلام: إنک لا

تدري ما أحدثوا بعدک؟ أراقوا دماءهم وقتلوا إمامهم، ألا فعلوا کما فعل خليلي سعد. قلت: أراني قد أريت أذهب إلى سعد، فأنظر مع من هو، فأکون معه فأتيته، فقصصت عليه الرؤيا، فما أکثر بها فرحا. وقال: قد شقي من لم يکن له إبراهيم عليه السلام خليلا. قلت: في أي الطائفتين أنت؟ قال: لست مع واحد منهما. قلت: فکيف تأمرني؟ قال: ألک ماشية؟ قلت: لا. قال: فاشتر ماشية واعتزل فيها حتى تنجلي.(1)

’’(حضرت حسین بن خارجہ فرماتے ہیں:) جب پہلا فتنہ ظاہر ہوا تو مجھ پر فیصلہ مشکل ہوگیا (کہ اس میں حصہ لوں یا نہ لوں)۔ پس میں نے کہا: اے اللہ! مجھے امرِ حق دکھا جسے میں تھام لوں۔ فرماتے ہیں: پس مجھے (خواب میں) دنیا اور آخرت دکھائی گئی اور ان دونوں کے درمیان ایک دیوار تھی جو کہ زیادہ لمبی نہ تھی اور میں نے اپنے آپ کو دیوار پر دیکھا تو میں نے کہا کہ اگر میں اس دیوار پر معلق رہا تو ہوسکتا ہے کہ میں اشجع کے مقتولوں پر اتروں تاکہ وہ مجھے خبر دیں۔ فرماتے ہیں: پس میں ایسی زمین پر اُترا جو کہ شجردار یعنی سرسبز و شاداب تھی، تو میں نے ایک گروہ کو بیٹھے ہوئے دیکھا، میں نے کہا: تم شہداء ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں ہم فرشتے ہیں۔ میں نے کہا: شہید کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا: بلند درجات کی طرف تم حضرت محمد ﷺ کے پاس چلے جاؤ۔ جب میں آگے بڑھا تو ایسا مقام دیکھا جس کی وسعت اور حسن و جمال اللہ ہی بہتر جانتا ہے، تو میں نے وہاں حضرت محمد ﷺ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ آپ ﷺ ابراہیم

(1) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۴۹۹، رقم: ۸۳۹۴
۲۔ ابن عبد البر، التمہید، ۱۹: ۲۲۲
۳۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱: ۱۲۰

الصلوة السلام سے فرما رہے تھے: آپ میری اُمت کے لیے مغفرت کی دعا کیجیے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے کہا: آپ نہیں جانتے کہ ان میں سے بعضوں نے آپ کے بعد کیا نئے فتنے شروع کیے؟ انہوں نے اپنوں کا خون بہایا اور اپنے حاکم کو قتل کیا ہے۔ وہ ایسا کیوں نہیں کرتے جیسا میرے دوست سعد نے کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ نے مجھے جو دکھا دیا ہے اس میں یہ راہ سمجھائی ہے کہ میں سعد کے پاس جاؤں۔ پس اس کا معاملہ دیکھوں تو اس کے ساتھ ہو جاؤں۔ لہٰذا میں ان کے پاس آیا اور ان کو خواب کا واقعہ سنایا تو وہ اس سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا: وہ شخص بدنصیب ہے جس کے خلیل ابراہیم علیہ السلام نہ ہوں۔ میں نے کہا: آپ ان دو گروہوں میں سے کس کے ساتھ ہیں؟ انہوں نے کہا: میں ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ نہیں ہوں۔ میں نے کہا: آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ انہوں نے کہا: کیا آپ کے پاس مویشی ہیں؟ میں نے کہا: نہیں، انہوں نے فرمایا: مویشی خرید کر علیحدہ ہو جاؤ یہاں تک کہ صورتِ حال واضح ہو جائے۔‘‘

امام ابنِ عبد البر نے **التمہید**(۱) میں اور حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے **الإصابة فی تمییز الصحابة**(۲) میں روایت میں مذکور الفتنة الأولی سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر اُمتِ مسلمہ میں پیدا ہونے والا فتنہ لیا ہے۔ یہی فتنہ پرور دہشت گرد لوگ ہی ظاہراً دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے، جن دو گروہوں کا اشارہ مذکورہ بالا روایت میں ہے۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے لوگ فتنہ کی آگ بھڑکانے والے تھے۔ یہی دین میں بدعت کے مرتکب ہوئے اور یہی

(۱) ابن عبد البر، التمہید، ۱۹: ۲۲۲

(۲) عسقلانی، الإصابة فی تمییز الصحابة، ۲: ۱۷۲، رقم: ۱۹۷۹

لوگ بدعتی کہلائے، یہی وہ فتنہ پرور، متعصب اور اِنتہا پسند لوگ تھے جنہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگِ صفین کے بعد خارجی گروہ کی باقاعدہ بنیاد رکھی تھی۔

۵۔ عہدِ علوی میں خوارج کا تحریکی آغاز

فتنہ خوارج کے علم برداروں کے پیشِ نظر دین کے نام پر مسلم ریاست کو destabilize کرنا اور اس کی نظریاتی بنیادوں کو کھوکھلا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ یہ حکومتِ وقت کے خلاف مسلح جد و جہد اور بغاوت کے ذریعے دہشت گردانہ کارروائیاں کرتے ہیں اور مساجد و عبادت گاہوں، گھروں، تعلیمی اداروں، مارکیٹوں اور public places پر شہریوں کا خون بہاتے ہیں۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خوارج کا احتجاج مذاکرات (dialogue) اور پُر اَمن مصالحت (peaceful settlement of dispute) کے خلاف تھا جسے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جنگِ صفین کے موقع پر ''تحکیم'' کی صورت میں اپنایا تھا۔ جب تک فضا جنگ جاری رہنے کے حق میں تھی خوارج حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں لڑنے کے لئے پیش پیش تھے۔ جونہی آپ رضی اللہ عنہ نے خون خرابے سے بچنے کے لئے تحکیم یعنی ثالثی (arbitration) کے راستے کو اپنایا تو وہ پُر اَمن مصالحت اور ثالثی کے عمل کو رَد کرتے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے نکل گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ کافر کہنے لگے اور واضح طور پر باغی اور دہشت گرد گروہ تیار کر کے نام نہاد جہاد کے نام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اُمّتِ مسلمہ کے خلاف برسرِ پیکار ہوگئے۔ اپنے منظّم ظہور کے وقت انہوں نے یہ نعرہ لگایا تھا:

لَا حُکْمَ إِلَّا ِﷲِ.

''اللہ کے سوا کوئی حکم نہیں کرسکتا۔''

۱۔ خوارج کے اس عمل سے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آگاہی ہوئی تو آپؓ نے فرمایا:

كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيْدَ بِهَا بَاطِلٌ.(۱)

''بات تو حق ہے لیکن اس کا مقصود باطل ہے۔''

۲۔ بعض کتب میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

إن سكتوا غممناهم وإن تكلموا حججناهم وإن خرجوا علينا قاتلناهم.(۲)

''اگر وہ خاموش رہے تو ہم ان پر چھائے رہیں گے اور اگر انہوں نے کلام کیا تو ہم ان سے دلیل کے ساتھ بات کریں گے، اور اگر انہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی تو ہم ان سے لڑیں گے۔''

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف مسلح بغاوت کرتے ہوئے خوارج نے عراق کی سرحد پر واقع علاقے حروراء کو اپنا مرکز بنا لیا۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف ''شرک'' اور ''بدعت'' کے الزامات لگائے، آپ کو کافر قرار دیا اور آپ کے خلاف مسلح بغاوت کر دی۔ یہ قتل و غارت گری اور دہشت گردی کی ابتداء تھی۔ اُن کا ابتدائی نقطہ نظر ہی یہ تھا:

تحكمون فی أمر الله الرجال؟ لاحكم إلّا لله!(۳)

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۹، رقم: ۱۰۶۶
۲۔ نسائي، السنن الكبرى، ۵: ۱۶۰، رقم: ۸۵۶۲
۳۔ ابن ابی شيبة، المصنف، ۷: ۵۵۷، رقم: ۳۷۹۰۷
۴۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۸: ۱۷۱، رقم: ۱۶۴۷۸

(۲) ۱۔ ابن أثير، الكامل فی التاريخ، ۳: ۲۱۲، ۲۱۳
۲۔ طبری، تاريخ الأمم والملوك، ۳: ۱۱۴

(۳) ابن اثير، الكامل فی التاريخ، ۳: ۱۹۶

’’تم اللہ کے امر میں آدمیوں کو حَکَم بناتے ہو؟ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی حکم نہیں کر سکتا۔‘‘

۴۔ ایک خارجی لیڈر یزید بن عاصم محاربی نے خروج کرتے ہوئے خطبہ پڑھا:

’’تمام حمد اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے جس سے ہم مستغنی نہیں ہوسکتے۔ یا اللہ! ہم اس امر سے پناہ مانگتے ہیں کہ اپنے دین کے معاملے میں کسی قسم کی کمزوری اور خوشامد سے کام لیں کیونکہ اس میں ذلت ہے جو اللہ تعالیٰ کے غضب کی طرف لے جاتی ہے۔ اے علی! کیا تم ہمیں قتل سے ڈراتے ہو؟ آگاہ رہو! اللہ کی قسم! میں امید رکھتا ہوں کہ ہم تمہیں تلواروں کی دھار سے ماریں گے تب تم جان لو گے کہ ہم میں سے کون عذاب کا مستحق ہے۔‘‘(۱)

۵۔ اسی طرح ایک اور خارجی لیڈر کے خطبہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

أخرجوا بنا من هذه القرية الظالم أهلها إلى بعض كُوَر الجبال أو إلى بعض هذه المدائن منكرين لهذه البدع المضلة.(۲)

’’اِس شہر کے لوگ ظالم ہیں، اِس لیے تم (اِس شہر کو چھوڑ کر) ہمارے ساتھ پہاڑوں یا دوسرے شہروں کی طرف نکل جاؤ جہاں کے مکین ان گمراہ کُن بدعتوں سے انکاری ہوں۔‘‘

۶۔ جب سب سرکردہ خوارج شریح ابنِ اوفی عبسی کے گھر جمع ہوئے تو اس مجلس میں ابنِ وہب نے کہا:

اشخصوا بنا إلى بلدة نجتمع فيها لإنفاذ حكم الله، فإنكم أهل الحق.(۳)

(۱) ابن أثير، الكامل فى التاريخ، ۳: ۳۱۳
(۲) ابن أثير، الكامل فى التاريخ، ۳: ۳۱۳، ۳۱۴
(۳) ابن أثير، الكامل فى التاريخ، ۳: ۳۱۴

''اب تم ہمارے ساتھ کسی ایسے شہر کی طرف کوچ کرو جس میں ہم سب جمع ہوکر اللہ تعالیٰ کا حکم جاری کریں کیونکہ اہلِ حق اب تمہی لوگ ہو۔''

۷۔ اب خوارج کا وہ بیان پڑھیے جو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خط کے جواب میں دیا:

فإنک لم تغضب لربک وإنما غضبت لنفسک، فان شهدت علی نفسک بالکفر واستقبلت التوبة، نظرنا فيما بيننا وبينک، وإلا فقط نبذناک علی سواء أن الله لا يحب الخائنين. (۱)

''اب تمہارا غضب خدا کے واسطے نہیں ہے، اس میں تمہاری نفسانیت شریک ہے۔ تم اب بھی اگر اپنے کفر کا اقرار کرتے ہو اور نئے سرے سے توبہ کرتے ہو تو دیکھا جائے گا ورنہ ہم نے تم کو دور کر دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔''

خوارج کے ان خطبات اور جوابی خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتے ہوئے خود کو توحید اور حق کے علم بردار جب کہ سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو (معاذ اللہ) شرک اور بدعت کا نمائندہ تصور کر رہے تھے۔ بدعت اور شرک سے ان کی بزعم خویش نفرت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شہر کو بھی اس خیال سے کہ یہ بدعتیوں کا شہر ہے، چھوڑ دیا اور جنگلوں، صحراؤں اور پہاڑوں میں گھات لگا کر بیٹھ گئے جہاں وہ اپنے مخالفین کو پکڑ کر ظلم و ستم کا نشانہ بناتے اور انہیں قتل کر دیتے۔ بعد ازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر لے کر خوارج کی ریشہ دوانیوں، دین دشمن کارروائیوں اور سازشوں کے جواب میں ان کے خلاف عسکری کارروائی کی اور انہیں شکست فاش سے

(۱) ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، ۳:۲۱۷

دوچار کیا۔ کیوں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے ارشاداتِ گرامی میں ان کا قلع قمع کر دینے کی پیشین گوئی اور حکم فرمایا تھا۔ پس صحابہ کرام ﷺ نے ریاستی سطح پر ان کی سرکوبی کی۔

امام مسلم اور دیگر محدّثین نے یہ پورا واقعہ بالتفصیل حضرت زید بن وہب جہنی سے روایت کیا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

أَنَّهُ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَ عَلِيٍّ ﷺ الَّذِيْنَ سَارُوْا إِلَى الْخَوَارِجِ، فَقَالَ عَلِيٌّ ﷺ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلٰى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صِيَامُكُمْ إِلٰى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ، يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُوْنَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ، لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ. لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِينَ يُصِيْبُوْنَهُمْ مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ ﷺ لَاتَّكَلُوا عَنِ الْعَمَلِ وَآيَةُ ذٰلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا لَهُ عَضُدٌ وَلَيْسَ لَهُ ذِرَاعٌ عَلَى رَأْسِ عَضُدِهِ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ. فَتَذْهَبُونَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ وَتَتْرُكُوْنَ هٰؤُلَاءِ يَخْلُفُونَكُمْ فِي ذَرَارِيِّكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَاللهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُوْنُوْا هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَإِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ وَأَغَارُوا فِي سَرْحِ النَّاسِ فَسِيرُوا عَلَى اسْمِ اللهِ.

قَالَ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ فَنَزَّلَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ مَنْزِلًا حَتَّى قَالَ مَرَرْنَا عَلَى قَنْطَرَةٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا وَعَلَى الْخَوَارِجِ يَوْمَئِذٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ فَقَالَ لَهُمْ: أَلْقُوا الرِّمَاحَ وَسُلُّوا سُيُوفَكُمْ مِنْ جُفُونِهَا فَإِنِّي

أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوكُمْ كَمَا نَاشَدُوكُمْ يَوْمَ حَرُورَاءَ، فَرَجَعُوْا فَوَحَّشُوا بِرِمَاحِهِمْ وَسَلُّوا السُّيُوفَ وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ بِرِمَاحِهِمْ. قَالَ: وَقُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَمَا أُصِيبَ مِنَ النَّاسِ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ يَوْمَئِذٍ إِلَّا رَجُلَانِ، فَقَالَ عَلِيٌّ ﷺ: الْتَمِسُوا فِيهِمُ الْمُخْدَجَ فَالْتَمَسُوْهُ فَلَمْ يَجِدُوْهُ، فَقَامَ عَلِيٌّ ﷺ بِنَفْسِهِ حَتَّى أَتَى نَاسًا قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ قَالَ: أَخِّرُوْهُمْ فَوَجَدُوْهُ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ فَكَبَّرَ، ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ، وَبَلَّغَ رَسُوْلُهُ. قَالَ: فَقَامَ إِلَيْهِ عَبِيدَةُ السَّلْمَانِيُّ: فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هُوَ اللهِ الَّذِى لَا إِلٰـهَ إِلَّا هُوَ لَسَمِعْتَ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: إِى وَاللهِ الَّذِى لَا إِلٰـهَ إِلَّا هُوَ! حَتَّى اسْتَحْلَفَهُ ثَـلَاثًا، وَهُوَ يَحْلِفُ لَهُ.(۱)

’’وہ (یعنی حضرت زید بن وہب) اس لشکر میں تھے جو حضرت علی ﷺ کے ساتھ خوارج سے جنگ کے لئے گیا تھا۔ حضرت علی ﷺ نے فرمایا: لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ایک گروہ ظاہر ہوگا وہ ایسا (خوبصورت) قرآن پڑھے گا کہ ان کے پڑھنے کے

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب التحریض علی قتل الخوارج، ۲: ۷۴۸، رقم: ۱۰۶۶
۲۔ أبو داؤد، السنن، کتاب السنة، باب في قتال الخوارج، ۴: ۲۴۴، رقم: ۴۷۶۸
۳۔ نسائي، السنن الکبری، ۵: ۱۶۳، رقم: ۸۵۷۱
۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۹۱، رقم: ۷۰۶
۵۔ عبد الرزاق، المصنف، ۱۰: ۱۴۷
۶۔ بزار، المسند، ۲: ۱۹۷، رقم: ۵۸۱

سامنے تمہارے قرآن پڑھنے کی کوئی حیثیت نہ ہوگی، ان کی نمازوں کے سامنے تمہاری نمازوں کی کچھ حیثیت نہ ہوگی، ان کے روزوں کے سامنے تمہارے روزوں کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔ وہ یہ سمجھ کر قرآن پڑھیں گے کہ وہ ان کے حق میں ہے حالانکہ وہ ان کے خلاف حجت ہوگا۔ نماز ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی اور وہ اسلام سے ایسے خارج ہوں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔ جو لشکر ان کی سرکوبی کے لیے جا رہا ہوگا اگر وہ اس ثواب کو جان لے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی ﷺ کی زبان پر کیا ہے تو وہ باقی اعمال کو چھوڑ کر اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک ایسا آدمی ہوگا جس کے شانہ میں ہڈی نہیں ہوگی اور اس کے شانہ کا سر عورت کے پستان کی طرح ہوگا جس پر سفید رنگ کے بال ہوں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (اپنے لشکر سے) فرمایا: تم معاویہ اور اہلِ شام کی طرف جاتے ہو مگر ان خوارج کو چھوڑ جاتے ہو تاکہ یہ تمہارے پیچھے تمہاری اولاد اور تمہارے اَموال کو ایذا دیں، بخدا! مجھے امید ہے کہ یہ وہی قوم ہے جس نے ناحق خون بہایا اور لوگوں کی چراگاہوں یعنی اَموال کو لوٹ لیا، تم اللہ کا نام لے کر ان سے قتال کے لیے روانہ ہو جاؤ۔

''سلمہ بن کہیل کہتے ہیں: پھر مجھ سے (اس کے راوی) زید بن وہب نے ایک ایک منزل کا تذکرہ کیا اور بیان کیا کہ جب ہم جا کر ان سے ملے تو ہمارا ایک پل سے گزر ہوا، اس وقت خوارج کا سپہ سالار عبداللہ بن وہب راسبی تھا، اس نے حکم دیا کہ اپنے نیزے پھینک دو اور تلواریں میان سے نکال لو کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ یہ تم پر اس طرح حملہ کریں گے جس طرح یومِ حروراء میں کیا تھا۔ چنانچہ وہ پھرے، انہوں نے اپنے نیزے پھینک دیے اور تلواریں سونت لیں، لوگوں نے ان پر اپنے نیزوں سے حملہ کیا اور بعض نے بعض کو قتل کرنا

شروع کر دیا، اس روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے صرف دو آدمی شہید ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان میں اسی ناقص آدمی کو تلاش کرو، انہوں نے اسے ڈھونڈا لیکن وہ نہ ملا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود اٹھے اور وہاں گئے جہاں ان کی لاشیں ایک دوسرے پر پڑی تھیں، آپ نے فرمایا: ان لاشوں کو اٹھاؤ۔ تو اس (علامت والے مطلوب) شخص کو زمین پر لگا ہوا پایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر، اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم تک صحیح احکام پہنچائے۔ عبیدہ سلمانی کھڑے ہوئے اور کہا: امیر المؤمنین! اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ کیا آپ نے خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث سنی تھی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں اللہ رب العزت کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تین مرتبہ حلف لیا اور آپ نے تین مرتبہ قسم کھائی۔"

بعض روایات میں اس ناقص بازو والے شخص کی علامات بھی بیان کی گئی ہیں کہ وہ شخص سیاہ رنگ کا ہوگا اور اُس کا ہاتھ بکری کے تھن یا عورت کے پستان کے سر کی طرح ہوگا۔ جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ گروہِ خوارج کا قلع قمع کر چکے تو فرمایا: اس نشانی والے آدمی کو تلاش کرو۔ انہوں نے اسے ڈھونڈا مگر وہ نہ ملا، فرمایا: اس کو پھر جا کر تلاش کرو، بخدا نہ میں نے جھوٹ بولا ہے نہ مجھے جھوٹ بتایا گیا ہے، یہ بات انہوں نے دو یا تین بار کہی، حتیٰ کہ لوگوں نے اسے ایک کھنڈر میں ڈھونڈ لیا اور اس کی لاش لا کر حضرت علی کے سامنے رکھ دی۔ اِس واقعے کے راوی عبید اللہ کہتے ہیں: میں اس سارے معاملہ میں ان کے پاس موجود تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ان خوارج کے بارے میں ہی تھا۔(۱)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب التحریض علی قتل الخوارج، ۲: ۷۴۹، رقم: ۱۰۶۶
۲۔ نسائي، السنن الکبری، ۵: ۱۶۰، رقم: ۸۵۶۲
۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۵: ۳۸۷، رقم: ۶۹۳۹
۴۔ بیهقی، السنن الکبری، ۸: ۱۷۱، رقم: ۱۶۴۷۸

خوارج کا یہ حال دیگر کتبِ حدیث میں مزید تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے جسے حضرت جندب ﷺ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

لما فارقت الخوارج عليًّا خرج في طلبهم وخرجنا معه، فانتهينا إلى عسكر القوم فإذا لهم دوي كدوي النحل من قراءة القرآن، وفيهم أصحاب الثفنات وأصحاب البرانس، فلما رأيتهم دخلني من ذلک شدة فتنحيت فركزت رمحي ونزلت عن فرسي ووضعت برنسي، فنشرت عليه درعي، وأخذت بمقود فرسي فقمت أصلي إلى رمحي وأنا أقول في صلاتي: اللّٰهم إن كان قتال هؤلاء القوم، لک طاعة فإذن لي فيه، وإن كان معصية فأرني براءتک فأنا كذلک إذا أقبل عليٌّ بن أبي طالب ﷺ على بغلة رسول الله ﷺ. فلما حاذاني قال: تعوذ بالله يا جندب، من شر الشک. فجئت أسعى إليه، ونزل، فقام يصلي إذا أقبل رجل على برذون يقرب به. فقال: يا أمير المؤمنين. قال: ما شأنک حاجة في القوم؟ قال: وما ذاک؟ قال: قد قطعو النهر، فذهبوا، قلت: الله أكبر. فقال عليٌّ: ما قطعوه، ثم جاء آخر يستحضر بفرسه. فقال: يا أمير المومنين. قال: ما تشاء؟ قال: ألک حاجة في القوم؟ قال وما ذاک؟ قال: قد قطعوا النهر. فقال عليٌّ: ما قطعوه ولا يقطعوه، وليقتلن دونه عهد من الله ورسوله ﷺ. ثم ركب، فقال لي: يا جندب! أما أنا فأبعث إليهم رجلا يقرأ المصحف، يدعو إلى كتاب ربهم وسنة نبيهم، فلا يقبل علينا بوجه حتى يرشقوه بالنبل، يا جندب، أما أنه لا يقتل منا عشرة ولا ينجو منهم

عشرة. ثم قال: من يأخذ هذا المصحف فيمشي به إلى هؤلاء القوم فيدعوهم إلى كتاب ربهم وسنة نبيهم وهو مقتول وله الجنة فلم يجبه إلا شاب من بني عامر بن صعصعة. فقال له عليٌّ: خذ. فأخذ المصحف، فقال: أما إنک مقتول، ولست تقبل علينا بوجهک حتى يرشقوک بالنبل. فخرج الشاب يمشي بالمصحف إلى القوم، فلما دنا منهم حيث سمعوا القتال قبل أن يرجع فرماه إنسان، فأقبل علينا بوجه، فقعد فقال عليٌّ: دونكم القوم. قال جندب: فقتلت بكفي هذه ثمانية قبل أن أصلي الظهر وما قتل منا عشرة ولا نجا منهم عشرة. (۱)

''جب خوارج علیحدہ ہوگئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی تلاش میں نکلے اور ہم بھی ساتھ تھے۔ جب ہم ان کے لشکر کے قریب پہنچے تو قرآن شریف پڑھنے کا ایک شور سنائی دیا۔ ان خوارج کی یہ حالت تھی کہ ان کی پیشانیوں پر سجدوں کے نشانات نمایاں تھے۔ وہ ٹوپیاں اوڑھے ہوئے کمال درجہ کے زاہد و عابد نظر آرہے تھے۔ ان کا یہ حال دیکھ کر تو ان سے قتال مجھ پر نہایت شاق ہوا۔ میں اپنے گھوڑے سے اُترا اور الگ ہو کر اپنا نیزہ زمین میں گاڑ دیا اور اپنی ٹوپی اس پر رکھ دی اور زِرہ لٹکا دی۔ پھر میں نے گھوڑے کی لگام پکڑی اور نیزہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا شروع کر دی اور میں نماز کے دوران میں دل میں کہہ رہا تھا: ''الٰہی! اگر اس قوم کا قتل کرنا تیری طاعت ہے تو مجھے اجازت مل جائے اور

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۴: ۲۲۷، رقم: ۴۰۵۱
۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴: ۲۲۷
۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۹۶
۴۔ شوکانی، نیل الأوطار، ۷: ۳۴۹

اگر معصیت ہے تو مجھے اس رائے پر اطلاع ہو۔‘‘ ہنوز اس دعا سے فارغ نہ ہوا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا: اے جندب! شک کے شر سے پناہ مانگو۔ میں یہ سنتے ہی ان کی طرف دوڑا تو وہ اتر کر نماز پڑھنے لگے۔ اتنے میں ایک شخص گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور کہا: یا امیر المومنین! کیا آپ کو ان لوگوں سے جنگ کی ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ اُس نے کہا: وہ سب نہر عبور کر کے پار چلے گئے ہیں، (اب ان کا تعاقب مشکل ہے)۔ میں نے کہا: اللہ اکبر۔ پھر ایک اور شخص گھوڑا دوڑاتا ہوا حاضر ہوا، اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے فرمایا: کیا چاہتے ہو؟ کہنے لگا: کیا آپ کو اس قوم سے جنگ کی ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا ہوا ہے؟ کہنے لگا: انہوں نے نہر عبور کر لی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، وہ پار گئے ہیں نہ جاسکیں گے۔ جو ان کے مقابلے میں مارا جائے گا، اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس کے لیے جنت کا وعدہ ہے۔ پھر آپ سوار ہوئے اور مجھے فرمایا: اے جندب! میں ان کی طرف آدمی بھیجوں گا جو انہیں قرآنی احکام پڑھ کر سنائے گا اور انہیں کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت دے گا۔ وہ رُخ نہیں پھیرے گا حتی کہ وہ لوگ اس کو تیروں کی باڑ پر رکھ لیں گے۔ اے جندب! ہمارے دس شہید نہیں ہوں گے اور ان کے دس آدمی نہیں بچیں گے۔ پھر فرمایا: کوئی ہے جو یہ مصحف (قرآن) اس قوم کی طرف لے جائے اور ان کو اللہ کی کتاب اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی طرف بلائے، وہ مارا جائے گا اور اس کے لیے جنت ہوگی۔ بنی عامر کے ایک جوان کے سوا کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ نے اسے فرمایا: یہ مصحف لے جاؤ! اُس نے مصحف لے لیا۔ آپ نے فرمایا: اب تم لوٹ کر نہیں آؤ گے، وہ تمہیں تیروں کی باڑ پر رکھ لیں گے۔ وہ جوان قرآن لے کر ان کی طرف روانہ ہوا اور جب ایسی جگہ پہنچا جہاں سے وہ ان کی آواز سن سکتا تھا تو وہ اسے دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور تیر چلانے شروع کر دیے، پس

اُس نے ہماری طرف رُخ کیا اور (تیر لگنے کی وجہ سے) گر گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے آدمیوں سے فرمایا: اب تم بھی حملہ کردو۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نمازِ ظہر تک ان کے آٹھ ساتھی قتل کر ڈالے۔ (جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا) ہمارے دس آدمی شہید نہ ہوئے اور ان کے دس آدمی نہ بچے۔‘‘

حضرت جندب رضی اللہ عنہ پر خوارج کی ظاہری پارسائی، ان کی دین داری اور عبادت و ریاضت کا بہت اثر تھا باوجود یکہ وہ تمام علامات ان میں موجود تھیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی تھیں اور ساری پیشین گوئیاں بھی صحیح ثابت ہوئی تھیں مگر ان کی وضع قطع اور پرہیزگاری دیکھ کر پھر بھی ان کا دل ڈرتا تھا کہ کہیں ان کے ہاتھ سے حق پرست لوگ قتل نہ ہو جائیں۔

طارق بن زیاد کا بیان ہے:

خَرَجْنَا مَعَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ إِلَى الْخَوَارِجِ فَقَتَلَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: انْظُرُوْا فَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: إِنَّهُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ يَتَكَلَّمُونَ بِالْحَقِّ لَا يُجَاوِزُ حَلْقَهُمْ، يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْحَقِّ كَمَا يَخْرُجُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سِيْمَاهُمْ أَنَّ فِيْهِمْ رَجُلًا أَسْوَدَ مُخْدَجَ الْيَدِ، فِي يَدِهِ شَعَرَاتٌ سُوْدٌ، إِنْ كَانَ هُوَ فَقَدْ قَتَلْتُمْ شَرَّ النَّاسِ وَإِن لَّمْ يَكُنْ هُوَ فَقَدْ قَتَلْتُمْ خَيْرَ النَّاسِ. فَبَكَيْنَا ثُمَّ قَالَ: اطْلُبُوا. فَطَلَبْنَا، فَوَجَدْنَا الْمُخْدَجَ، فَخَرَرْنَا سُجُودًا وَخَرَّ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ مَعَنَا.[1]

’’ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خوارج کی طرف (ان سے جنگ کے لیے) نکلے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا خاتمہ کیا، پھر فرمایا: دیکھو بے شک حضور نبی

(۱) ۱۔ نسائي، السنن الكبرى، ۵: ۱۶۱، رقم: ۸۵۶۶
۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۰۷، رقم: ۸۴۸
۳۔ أحمد بن حنبل، فضائل الصحابة، ۲: ۷۱۴، رقم: ۱۲۲۴

اکرم ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایسے لوگ نکلیں گے کہ حق کی بات کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی، وہ حق سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک شخص سیاہ فام ہوگا جس کا ہاتھ ناقص اور اس پر سیاہ بال ہوں گے۔ اس کو ڈھونڈو۔ اگر وہ شخص ان میں ہے تو سمجھ جاؤ کہ تم نے بدترین لوگوں کو مارا اور اگر وہ نہ ملا تو سمجھ لو کہ تم نے بہترین لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ یہ سن کر ہمیں سخت پریشانی ہوئی اور ہم رونے لگے۔ آپ نے فرمایا: ڈھونڈو تو سہی۔ جب خوب تلاش کی گئی تو اس شخص کی لاش مل گئی۔ تمام اہلِ لشکر سجدۂ شکر میں گر گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہمارے ساتھ سجدۂ شکر ادا کیا۔‘‘

۶۔ خوارج کے عقائد و نظریات

اب تک کی گئی بحث سے واضح ہوگیا کہ بعض اوقات معاشرے میں ایسا کج فہم اور تنگ نظر طبقہ بھی پیدا ہوجاتا ہے، جو بالکل نادان، دینی حکمت و بصیرت اور اس کے تقاضوں سے مکمل طور پر نا آشنا ہوتا ہے۔ وہ ظاہری طور پر صالح اَعمال کی سختی سے پابندی کرتا ہے جس کے باعث وہ اس گھمنڈ میں مبتلا ہوجاتا ہے کہ وہ پکا مسلمان اور دین کا پاسبان ہے اور اسے اللہ کے مقرب ہونے کا درجہ حاصل ہے، اس کے سوا باقی سب کفر و شرک میں مبتلا اور خدا کے نافرمان ہیں۔ اس لئے اس کا حق بنتا ہے کہ وہ بزورِ بازو دوسروں کو بھی راہِ راست پر لائے، وہ گروہ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ[1] (اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت کے ساتھ بلایئے) اور لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ[2] (دین میں کوئی زبردستی نہیں) کو بالکل بھول جاتا ہے۔ شیطان اس کے ذہن میں ڈال دیتا ہے کہ وہ سب سے افضل و اعلیٰ اور سچا مسلمان ہے اور اس کے مقابلے میں دوسرے لوگ مسلمان ہی

(۱) النحل، ۱۶: ۱۲۵

(۲) البقرة، ۲: ۲۵۶

نہیں۔ اس لئے اس کا حق بنتا ہے کہ دوسرے لوگوں کو بھی اپنا ہم خیال بنائے۔ یہی وہ موڑ ہے جہاں پر شیطان ان کو اپنے ڈھب پر لے آتا ہے اور ان کے ذہن میں یہ فاسد خیال ڈال دیتا ہے کہ تم جیسا کوئی نہیں۔ تم ان بے عمل مسلمانوں کو اپنے طریق پر لانے یا انہیں ختم کرنے کے لیے ان کے ساتھ جو چاہے سلوک کرو، خوں ریزی اور دہشت گردی کرو، مال و متاع لوٹو، تمہیں کوئی گناہ نہیں ہوگا، تم جو کچھ کروگے سب جہاد ہوگا۔ ان ہی کے بارے میں قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ اللہ کے ہاں یہ خسارہ پانے والا گروہ ہوگا، مگر وہ خود کو بڑا نیکوکار سمجھے گا اور اس گھمنڈ میں مبتلا ہوگا کہ وہ بڑی خیر پھیلا رہا ہے۔[1]

۱۔ خوارج کے باطل عقائد و مزعومات کے بارے میں امام شہرستانی (م ۵۴۸ھ) الملل والنحل میں لکھتے ہیں:

كبار فرق الخوارج ستة: الأزارقة والنجدات والعجارة والثعالبة والإباضية والصفرية والباقون فروعهم، ويرون الخروج على الإمام إذا خالف السنة حقا واجبا. ...... هم الذين خرجوا على أمير المؤمنين علي ﷺ حين جرى أمر الحكمين واجتمعوا بحروراء من ناحية الكوفة ورئيسهم عبد الله بن الكواء وعتاب بن الأعور وعبد الله بن وهب الراسبي وعروة بن جرير ويزيد بن

(۱) قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًاo اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًاo[1]

’’فرما دیجیے: کیا ہم تمہیں ایسے لوگوں سے خبردار کر دیں جو اعمال کے حساب سے سخت خسارہ پانے والے ہیںo یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جد و جہد دنیا کی زندگی میں ہی برباد ہوگئی اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم بڑے اچھے کام انجام دے رہے ہیںo‘‘

(۱) الكهف، ۱۸: ۱۰۳، ۱۰۴

عاصم المحاربی وحرقوص بن زهیر البجلی المعروف بذی الثدية وكانوا يومئذ فى اثنى عشر ألف رجل أهل صلاة وصيام أعنى يوم النهروان. ...... وهم الذين أولهم ذو الخويصرة وآخرهم ذو الثدية.(۱)

''خوارج کے بڑے بڑے گروہ چھ ہیں: ازارقہ، نجدات، عجارہ، ثعالبہ، اباضیہ، صفریہ اور بقیہ خوارج ان کی فروع ہیں (اس طرح ان کے کل فرقے بیس بن جاتے ہیں) اور جب کوئی حکومت، سنت کی مخالفت کرے تو یہ اس کے مقابلہ میں بغاوت کو واجب سمجھتے ہیں۔...... یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اَمیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں اس وقت بغاوت کی جب تحکیم (arbitration؛ ثالثی) کا حکم جاری ہوا تھا، اور جو لوگ حروراء کے مقام پر کوفہ کی ایک جانب جمع ہو گئے تھے۔ ان کے بانیان عبد اللہ بن الکواء، عتاب بن الاعور، عبد اللہ بن وہب راسبی، عروہ بن جریر، یزید بن عاصم محاربی، حرقوص بن زہیر بجلی المعروف بہ ذو الثدیہ تھے۔ اُس وقت یعنی نہروان کی جنگ کے وقت ان کی تعداد بارہ ہزار تھی اور یہ صوم و صلاۃ کے بہت پابند تھے۔...... اور یہ وہی لوگ ہیں جن کا پہلا شخص ذوالخویصرہ اور (پہلے منظّم ظہور میں) آخری ذوالثدیہ ہے۔''

۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں:

وقال القاضى أبو بكر بن العربى: الخوارج صنفان أحدهما يزعم أن عثمان وعليا وأصحاب الجمل وصفين وكل من رضى بالتحكيم كفار والآخر يزعم أن كل من أتى كبيرة فهو كافر مخلد فى النار أبدا، وزاد نجدة على معتقد الخوارج أن من لم

(۱) شہرستانی، الملل والنحل: ۱۱۵

يخرج ويحارب المسلمين فهو كافر، ولو اعتقد معتقدهم.(۱)

’’قاضی ابو بکر بن عربی نے فرمایا: خوارج کی دو قسمیں ہیں۔ جن میں سے ایک گروہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، جنگ جمل و صفین میں حصہ لینے والے تمام لوگ اور ہر وہ شخص جو تحکیم (arbitration) سے راضی ہوا، سب کافر ہیں۔ اور دوسرا گروہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ جس شخص نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا وہ کافر ہے جو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اور (یمامہ کے خارجی لیڈر) نجدہ بن عامر نے خوارج کے ان مذکورہ بالا عقائد پر اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ جو شخص امتِ مسلمہ کے خلاف بغاوت اور ان (خوارج) کے ساتھ مل کر مسلح جنگ نہ کرے تو وہ بھی کافر ہے چاہے وہ ان (خوارج) جیسے عقائد ہی رکھتا ہو۔‘‘

۳۔ خوارج کے کفریہ عقائد اور مسلمانوں کے خلاف ان کے انتہاء پسندانہ، ظالمانہ اور متعصّبانہ رویے کو بیان کرتے ہوئے علامہ ابنِ تیمیہ نے لکھا ہے:

فكانوا كما نعتهم النبي ﷺ: ’’يقتلون أهل الإسلام ويدعون أهل الأوثان‘‘،(۲) وكفروا علي بن أبي طالب وعثمان بن عفان ومن

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۸۳، ۲۸۵

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الأنبیاء، باب قصة یأجوج ومأجوج، ۳: ۱۲۱۹، رقم: ۳۱۶۶

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکوة، باب إعطاء المؤلفة، ۲: ۷۴۱، رقم: ۱۰۶۴

۳۔ ابو داؤد، السنن، ۴: ۲۴۳، رقم: ۴۷۶۴

۴۔ نسائی، السنن، ۵: ۸۷، رقم: ۲۵۷۸

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۶۸، رقم: ۱۱۶۶۶

والاهما. وقتلوا علي بن أبي طالب مستحلين لقتله. قتله عبد الرحمن بن ملجم المرادي منهم، وكان هو وغيره من الخوارج مجتهدين في العبادة، لكن كانوا جهالاً فارقوا السنة والجماعة: فقال هؤلاء: ما الناس إلا مؤمن أو كافر؛ والمؤمن من فعل جميع الواجبات وترك جميع المحرمات: فمن لم يكن كذلک فهو كافر: مخلد في النار. ثم جعلوا كل من خالف قولهم كذلک. فقالوا: ان عثمان وعلياً ونحوهما حكموا بغير ما أنزل الله، وظلموا فصاروا كفاراً.(۱)

’’خوارج ایسے لوگ تھے جن کی صفت حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ بیان کی تھی کہ ’’وہ اہلِ اسلام سے لڑیں گے اور بت پرستوں سے صلح رکھیں گے۔‘‘ انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور اُن کا ساتھ دینے والوں کی تکفیر کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خون کو مباح قرار دیتے ہوئے اُنہیں شہید کیا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عبد الرحمٰن بن ملجم المرادی نے شہید کیا جو کہ خارجیوں میں سے تھا۔ یہ اور اِس کے علاوہ دیگر خوارج بہت عبادت گذار تھے لیکن حقیقت میں وہ حکمتِ دین سے نابلد تھے کیوں کہ انہوں نے سنت اور جماعت کو چھوڑ دیا تھا۔ ان کے عقیدے کے مطابق اِنسان مؤمن ہوگا یا کافر۔ لٰہذا ان کے نزدیک مؤمن وہ ہے جو تمام واجبات پر عمل کرے اور تمام محرّمات کو ترک کرے۔ جو ایسا نہیں کرتا وہ کافر اور دائمی جہنمی ہے۔ پھر انہوں نے ہر اُس شخص کی بھی اسی طرح تکفیر کرنا شروع کر دی جس نے ان کی باتوں کی مخالفت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی طرح دیگر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے خلاف حکومت کی ہے اور وہ

(۱) ابن تیمیه، مجموع فتاویٰ، ۷: ۴۸۱

ظلم کا اِرتکاب کرتے رہے۔ پس یہ سارے کافر ہو گئے ہیں۔ (نعوذ باللہ۔)‘‘

اگر خوارج کے عقائد اور ان کی خصوصیات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ ثابت ہوگا کہ خوارج نے نہ صرف سنتِ نبوی ﷺ سے بغاوت کی بلکہ مسلمانوں کا خون بہانا بھی جائز قرار دے دیا۔ علامہ ابنِ تیمیہ خوارج کی معروف و مشہور خصوصیات بیان کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

ولهم خاصتان مشهورتان فارقوا بهما جماعة المسلمين وأئمتهم: أحدهما: خروجهم عن السنة، وجعلهم ما ليس بسيئة سيئة، أو ما ليس بحسنة حسنة.

الفرق الثاني في الخوارج وأهل البدع: إنهم يكفرون بالذنوب والسيئات. ويترتب على تكفيرهم بالذنوب استحلال دماء المسلمين وأموالهم وإن دار الإسلام دار حرب ودارهم هي دار الإيمان. [(۱)]

’’خوارج میں دو بدعات ایسی ہیں جو ان ہی کا خاصہ ہیں اور جن کی آڑ لے کر انہوں نے اہلِ اسلام اور اسلامی ریاست کا ساتھ چھوڑا: ایک یہ کہ انہوں نے سنت سے انحراف کیا؛ دوسری یہ کہ ’’امورِ حسنہ‘‘ کو ’’امورِ سیئہ‘‘ اور ’’امورِ سیئہ‘‘ کو ’’امورِ حسنہ‘‘ بنا دیا۔

’’خوارج اور اہلِ بدعت میں دوسرا گروہ وہ ہے جو گناہوں اور معصیتوں پر بھی لوگوں کو کافر قرار دیتا ہے اور اس بنا پر یہ مسلمانوں کا خون بہانا اور ان کے اموال لوٹنا مباح جانتا ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ دار الاسلام، دار الحرب ہے اور صرف ان کے اپنے گھر ہی دار الایمان ہیں۔‘‘

---

(۱) ابنِ تیمیہ، مجموع فتاویٰ، ۱۹: ۷۲، ۷۳

۴۔ خوارج کا ایک نام حروریہ بھی ہے کیوں کہ دہشت گردوں کا پہلا گروہ عہدِ علویؓ میں حروراء کے مقام پر خوارج کے نام سے منظر عام پر آیا تھا۔ چنانچہ علامہ شبیر احمد عثمانی فتح الملھم میں لکھتے ہیں:

قوله ﷺ: "عَن الحرُورِيَّةِ" إلخ: هم الخوارج، جمع خارجة، أي طائفة، وهم قوم مبتدعون سُمّوا بذلک، لخروجهم عن الدين، وخروجهم على خيار المسلمين، وأصل ذلک أنّ بعض أهل العراق أنكروا سيرة بعض أقارب عثمان، فطعنوا على عثمان بذلک، وكان يقال لهم: القُرَّاء، لشدّة اجتهادهم في التلاوة والعبادة، إلّا أنهم كانوا يتأوّلون القرآن على غير المراد منه، ويستبدُّون برأيهم، ويتنطعون في الزهد والخشوع وغير ذلک، فلمَّا قتل عثمان قاتلوا مع عليّ ﷺ، واعتقدوا كفر عثمان ومن تابعه، واعتقدوا إمامة علي ﷺ وكفر من قاتله من أهل الجمل. (فانكروا التحكيم، فتركوه بصفين وصاروا خوارج). [۱]

''آپ ﷺ کا قول عن الحرورية میں حروریہ سے مراد خوارج ہیں اور خوارج خارجۃ کی جمع ہے جس کا مطلب ہے ''گروہ۔'' یہ بدعتی لوگ ہیں جنہیں یہ نام ان کے دین سے خارج ہونے اور نیکوکار مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کی وجہ سے دیا گیا۔ اس واقعہ کی اصل یہ ہے کہ بعض اہلِ عراق نے حضرت عثمان ﷺ کے بعض قرابت داروں کے کردار پر اعتراض کیا اور اس وجہ سے حضرت عثمان ﷺ کو بھی برا بھلا کہا، ان خارجیوں کو ان کی تلاوت اور عبادت میں سخت ریاضت کی وجہ سے ''قراء'' کہا جاتا تھا، مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ قرآن کی من

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملھم، ۵: ۱۵۸

مانی تاویلیں کرتے تھے، اپنی رائے کو حتمی سمجھتے تھے اور زہد وخشوع وغیرہ میں غلو سے کام لیتے تھے۔ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر قتال کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے پیروکاروں کے کفر کا عقیدہ بنا لیا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حکومت کو مانا اور اہلِ جمل میں سے جن لوگوں نے آپ کے ساتھ لڑائی کی ان کو کافر قرار دیا۔ (پھر انہوں نے تحکیم (peaceful settlement of dispute اور arbitration) کا انکار کیا اور صفین کے مقام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیا اور خوارج قرار پائے)۔''

وہ مزید لکھتے ہیں:

وهم ثمانية آلاف. وقيل: كانوا أكثر من عشرة آلاف. ...... فتنادوا من جوانب المسجد: لا حكم إلّا لله، فقال: كلمة حق يراد بها باطل، فقال لهم: لكم علينا ثلاثة: أن لا نمنعكم من المساجد، ولا من رزقكم من الفيء، ولا نبدؤكم بقتال ما لم تحدثوا فساداً، وخرجوا شيئاً بعد شيء إلى أن اجتمعوا بالمدائن، ...... فأصرُّوا على الامتناع حتى يشهد على نفسه بالكفر لرضاه بالتحكيم ......، ثم اجتمعوا على أن من لا يعتقد معتقدهم يكفر ويباح دمه وماله وأهله، ...... فقتلوا من اجتاز بهم من المسلمين.[1]

''ان کی تعداد آٹھ ہزار تھی - اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دس ہزار سے زیادہ تھی۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ جب خطاب فرما رہے تھے) تو انہوں نے مسجد کے ایک کونے

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملهم، ۵: ۱۵۸

سے نعرہ لگایا: **لا حکم إلا للہ**۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بات تو حق ہے مگر اس کا مقصود باطل ہے۔ پھر آپ نے انہیں فرمایا: تمہاری تین باتیں ہم اپنے ذمے واجب کرتے ہیں: ایک یہ کہ ہم تمہیں مساجد سے نہیں روکیں گے۔ اور (دوسرا) نہ ہی مالِ غنیمت میں سے تمہارے رزق کو روکیں گے۔ اور (تیسرا) ہم تمہارے ساتھ جنگ میں پہل نہیں کریں گے جب تک کہ تم فساد انگیزی کے مرتکب نہ ہوئے۔ پھر وہ تھوڑے تھوڑے نکلتے رہے یہاں تک کہ مدائن میں جمع ہوگئے۔ پھر وہ اپنی ہٹ دھرمی پر ڈٹے رہے (اور یہ شرط رکھی) کہ حضرت علی ﷺ تحکیم (arbitration اور peaceful settlement of disputes) پر راضی ہونے کی وجہ سے اپنے کافر ہونے کا اقرار کریں (نعوذ باللہ)۔ پھر وہ تمام خوارج اس بات پر متفق ہوئے کہ جو کوئی بھی ان کا عقیدہ نہ رکھے وہ کافر ہے اور اس کا خون، مال اور اہل وعیال مباح اور حلال ہیں۔ پھر جو مسلمان بھی ان کے قریب سے گزرتا اسے قتل کر دیتے۔''

اس کے بعد علامہ شبیر احمد عثمانی مزید بیان کرتے ہیں:

فهذا ملخّص أوّل أمرهم، فكانوا مختفين في خلافة علي ﷺ حتى كان منهم عبد الرحمن بن ملجم الذي قتل عليًّا ﷺ بعد أن دخل عليّ ﷺ في صلاة الصبح. ...... فظهر الخوارج حينئذٍ بالعراق مع نافع بن الأزرق، وباليمامة مع نجدة بن عامر، وزاد نجدة على معتقد الخوارج أن من لم يخرج ويحارب المسلمين فهو كافر، ولو اعتقد معتقدهم. ...... وكفروا من ترك الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر إن كان قادراً، وإن لم يكن قادراً فقد ارتكب كبيرة، وحكم مرتكب الكبيرة عندهم حكم الكافر. قال أبو

منصور البغدادي في ''المقالات'': عدة فرق الخوارج عشرون فرقة.[1]

''یہ ان کے آغاز کا خلاصہ ہے۔ پس یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں رُوپوش ہوگئے تھے یہاں تک کہ ان میں سے عبدالرحمٰن بن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اُس وقت شہید کر دیا جب آپ رضی اللہ عنہ صبح کی نماز شروع کر چکے تھے۔...... پس اس وقت خوارج نافع بن ازرق کے ساتھ عراق میں اور یمامہ میں نجدہ بن عامر کے ساتھ ظاہر ہوگئے۔ اور نجدہ نے خوارج کے عقیدہ میں یہ اضافہ بھی کیا کہ جو شخص (مسلمانوں کی جماعت سے) بغاوت نہ کرے اور مسلمان کے ساتھ جنگ نہ کرے وہ بھی کافر ہے اگرچہ وہ خوارج کا عقیدہ بھی مانتا ہو۔...... انہوں نے قدرت کے باوجود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تارک کو کافر قرار دیا اور اگر وہ اس پر قادر نہ ہو تو وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے؛ اور گناہِ کبیرہ کے مرتکب کا حکم بھی ان کے نزدیک کافر کا ہے۔ ابو منصور بغدادی نے ''المقالات'' میں خوارج کے فرقوں کی تعداد بیس بتائی ہے۔''

۷۔ خوارج کی ذہنی کیفیت اور نفسیات

امام ابن اثیر ''الکامل فی التاریخ'' میں خوارج کے منظّم ہونے، دین کے نام پر لوگوں کو جمع کرنے، صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ عنہم کو بدعتی اور کافر و مشرک قرار دینے اور اپنے آپ کو ہی حق پر سمجھتے ہوئے مسلم علاقوں پر بزورِ شمشیر قبضہ کرنے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ثم إن الخوارج لقی بعضهم بعضاً واجتمعوا فی منزل عبد الله بن وهب الراسبی، فخطبهم فزهّدهم فی الدنیا وأمرهم بالأمر

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملهم، ۵: ۱۵۹

بالمعروف والنهی عن المنكر، ثم قال: اخرجوا بنا من هذه القرية الظالم أهلها إلى بعض كور الجبال أو إلى بعض هذه المدائن منكرين لهذه البدع المضلة. ثم اجتمعوا فی منزل شريح بن أوفی العبسی، فقال ابن وهب: اشخصوا بنا إلى بلدة نجتمع فيها لإنفاذ حكم الله فإنكم أهل الحق. قال شريح: نخرج إلى المدائن فننزلها ونأخذها بأبوابها ونخرج منها سكانها.(۱)

''پھر خوارج ایک دوسرے کے ساتھ ملتے گئے اور وہ عبد اللہ بن وہب راسبی کے گھر میں جمع ہوئے تو اس نے انہیں خطبہ دیا اور انہیں دنیا سے بے رغبتی کی تلقین کی۔ انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا۔ پھر اس نے کہا: تم ہمارے ساتھ اِس بستی - جس کے رہنے والے لوگ ظالم ہیں - سے الگ تھلگ کسی پہاڑی علاقے یا ان شہروں میں سے کسی ایسے شہر کی طرف نکل چلو جس کے رہنے والے ان گمراہ کن بدعتوں کو مسترد کرتے ہوں۔ پھر وہ شریح بن اوفی عبسی کے گھر جمع ہوئے تو وہاں ابن وہب نے کہا: ہمارے ساتھ ایسے شہر کی طرف نکل چلو جہاں ہم حکمِ الٰہی کو نافذ کرنے کے لئے جمع ہو جائیں کیونکہ تم ہی اہلِ حق ہو۔ شریح نے کہا: ہم مدائن کی طرف نکلتے ہیں ہم وہاں جا کر پڑاؤ ڈالیں گے اور اس شہر پر قبضہ کر کے اس کے رہنے والوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔''

آگے چل کر امام ابن اثیر اس خط کا ذکر کرتے ہیں کہ جو منظّم ہو کر مسلح گروہ تشکیل دینے کے بعد خوارج نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف تحریر کیا، جس کا ذِکر گذشتہ صفحات میں ''عہدِ علوی میں خوارج کا تحریکی آغاز'' کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۱) ابن الأثير، الكامل فی التاريخ، ۳: ۲۱۳، ۲۱۴

امام ابن الاثیر نے خوارج کی اسی ذہنی کیفیت اور دہشت گردی و بربریت کو واضح کرنے کے لیے چند واقعات بیان کیے ہیں:

۱۔ خوارج نے حضرت عبد اللہ بن خباب رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کافر نہ کہنے پر ذبح کر دیا۔ امام طبری، امام ابن الاثیر اور حافظ ابن کثیر روایت کرتے ہیں:

فأضجعوه، فذبحوه، فسال دمه في الماء، وأقبلوا إلى المرأة. فقالت: أنا امرأة، ألا تتقون الله؟ فبقروا بطنها، وقتلوا ثلاث نسوة من طيئ. (۱)

''پس خوارج نے حضرت عبد اللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کو چت لٹا کر ذبح کر دیا۔ آپ کا خون پانی میں بہ گیا تو وہ آپ کی زوجہ کی طرف بڑھے۔ انہوں نے خوارج سے کہا: میں عورت ہوں، کیا تم (میرے معاملے میں) اللہ سے نہیں ڈرتے؟ (لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور) اُنہوں نے ان کا پیٹ چاک کر ڈالا اور (ان سے ہمدردی جتانے پر) قبیلہ طے کی تین خواتین کو بھی قتل کر ڈالا۔''

۲۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عبد اللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ نے حارث بن مُرہ العبدی کو خوارج کے پاس دریافتِ اَحوال کے لیے بھیجا کہ معلوم کریں کیا ماجرا ہے؟ جب وہ خوارج کے پاس پہنچے اور حضرت عبد اللہ کو شہید کرنے کا سبب پوچھا تو خوارج نے انہیں بھی شہید کر دیا۔ (۲)

۳۔ حافظ ابن کثیر البدایۃ والنھایۃ میں لکھتے ہیں کہ خوارج نے اِس واقعے کے بعد

---

(۱) ۱۔ ابن الأثیر، الکامل فی التاریخ، ۳: ۲۱۹
۲۔ طبری، تاریخ الأمم والملوك، ۳: ۱۱۹
۳۔ ابن کثیر، البدایة والنھایة، ۷: ۲۸۸
(۲) ابن الأثیر، الکامل فی التاریخ، ۳: ۲۱۹

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جواب بھجوایا کہ:

كلنا قتل إخوانكم، ونحن مستحلون دماءهم ودماءكم. (۱)

''ہم سب نے تمہارے بھائیوں کو قتل کیا ہے اور ہم تمہارے خون کو بھی جائز سمجھتے ہیں اور ان کے خون کو بھی۔''

۴۔ خوارج اسلامی ریاست کے نظم اور اتھارٹی کو چیلنج کرتے اور صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ عنہم کو مشرک قرار دیتے ہوئے ان کا خون جائز سمجھتے تھے۔ اس کا اندازہ اُس واقعے سے بھی ہوتا ہے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کو خوارج کی طرف مذاکرات کے لیے روانہ کیا تو انہوں نے خوارج سے کہا:

عباد الله، أخرجوا إلينا طلبتنا منكم، وادخلوا في هذا الأمر الذى خرجتم منه، ...... فإنكم ركبتم عظيما من الأمر تشهدون علينا بالشرك وتسفكون دماء المسلمين. (۲)

''اے اللہ کے بندو! تم ہمارے مطلوبہ افراد ہمارے حوالے کردو اور اس ریاست کی اتھارٹی میں داخل ہوجاؤ جس کے نظم اور عمل داری کو تم نے چیلنج کیا ہے۔ ...... بے شک تم نے ایک بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے، تم ہمیں مشرک گردانتے ہو اور مسلمانوں کا خون بہاتے ہو۔''

۵۔ اِسی طرح حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نمائندہ کے طور پر خوارج کو سمجھانے کی کوشش کی اور ان سے یہ کہا:

عباد الله، إنا وإياكم على الحال الأولى التى كنا عليها، ليست بيننا وبينكم عداوة، فعلام تقاتلوننا؟ (۳)

(۱) ابن كثير، البداية والنهاية، ۷: ۲۸۸، ۲۸۹

(۲) ابن الأثير، الكامل فى التاريخ، ۳: ۲۱۹

(۳) ابن الأثير، الكامل فى التاريخ، ۳: ۲۱۹

’’اے اللہ کے بندو! بے شک ہم اور تم بنیادی طور پر اُسی حالت پر ہیں جس پر ہم پہلے تھے! ہمارے اور تمہارے درمیان اصلاً کوئی دشمنی نہیں ہے۔ پھر تم کس بنیاد پر ہمارے ساتھ قتال کرتے ہو؟‘‘

۶۔ خوارج کی دہشت گردانہ اور باغیانہ ذہنی کیفیت کی وضاحت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خوارج سے درج ذیل خطاب سے بھی ہوتی ہے:

فبینوا لنا بم تستحلون قتالنا والخروج عن جماعتنا، وتضعون أسیافکم علی عواتقکم، ثم تستعرضون الناس تضربون رقابھم، إن ھذا لھو الخسران المبین، واللہ لو قتلتم علی ھذا دجاجۃ لعظم عند اللہ قتلھا، فکیف بالنفس التی قتلھا عند اللہ حرام. (۱)

’’ہمیں بتاؤ کہ تم کس وجہ سے ہمارے ساتھ جنگ کو حلال سمجھتے ہو اور ریاست کی اتھارٹی سے خارج ہوئے ہو اور ہمارے خلاف ہتھیار اٹھاتے ہو؟ پھر تم لوگوں کی گردنیں مارنے کے لئے سامنے آ جاتے ہو۔ یقیناً یہ بہت بڑا خسارہ ہے۔ اللہ رب العزت کی قسم! اگر تم اس ارادے سے کسی مرغی کو بھی قتل کروگے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں یہ برا کام ہوگا۔ اس لیے غور کرو کہ پھر اُس انسان کو قتل کرنا کتنا بڑا جرم ہوگا جس کا خون بہانا اللہ نے حرام قرار دیا ہے؟‘‘

۷۔ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو امن کا جھنڈا عطا فرمایا تو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے جا کر منادی کی:

من جاء تحت ھذہ الرایۃ فھو آمن، ومن لم یقتل ولم یستعرض

---

(۱) ۱۔ ابن الأثیر، الکامل فی التاریخ، ۳: ۲۲۰
۲۔ ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ۷: ۲۲۶

فهو آمنٌ، و من انصرف منكم إلى الكوفة أو إلى المدائن و خرج من هذه الجماعة فهو آمن. (۱)

’’جو کوئی اس جھنڈے کے نیچے آ جائے گا وہ امن والا یعنی محفوظ و مامون ہو جائے گا؛ اور جس نے کوئی قتل کیا نہ مقابلہ کے لیے سامنے آیا اُسے بھی امان ہوگی اور تم میں سے جو کوئی کوفے یا مدائن کی طرف چلا گیا اور (خوارج کی) اس جماعت سے نکل گیا اُسے بھی امان مل جائے گی۔‘‘

مذکورہ بالا تمام بیانات اور استفسارات سے اس امر کی تصریح ہو جاتی ہے کہ خوارج حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے والے جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عامۃ المسلمین کو کافر و مشرک قرار دیتے اور واجب القتل اور مباح الدم سمجھتے تھے، اور موقع ملنے پر انہیں قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔

۸۔ خوارج کا مذہبی جذبات بھڑکا کر ذہن سازی کرنا

خوارج اپنی دعوت کی بنیاد قرآنی آیات پر استوار کرتے۔ وہ دینی غیرت و حمیت کو بھڑکا کر سادہ لوح مسلمانوں کا اپنا ہم نوا بناتے۔ اُنہیں جہاد کے نام پر مسلمانوں کے قتل عام کے لیے تیار کرتے اور ان کو جنت کا لالچ دے کر مرنے مارنے کے لیے تیار کرتے۔ حافظ ابن کثیر ’’البداية و النهاية‘‘ میں خوارج کے ایک گروہ سے زید بن حصن طائی سنبسی کے خطبہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

واجتمعوا أيضا في بيت زيد بن حصن الطائي السنبسي فخطبهم وحثهم على الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، وتلا عليهم آيات من القرآن منها قوله تعالى: ﴿يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً

(۱) ابن الأثير، الكامل في التاريخ، ۳: ۲۲۱

فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلاَ تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللهِ﴾[1] وقوله تعالى: ﴿وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللهُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَo﴾[2] وكذا التى بعدها وبعدها الظالمون الفاسقون. ثم قال: فأشهد على أهل دعوتنا من أهل قبلتنا أنهم قد اتبعوا الهوى، ونبذوا حكم الكتاب، وجاروا فى القول والأعمال، وأن جهادهم حق على المؤمنين. فبكى رجل منهم يقال له عبد الله بن سخبرة السلمى، ثم حرض أولئك على الخروج على الناس، وقال فى كلامه: واضربوا وجوههم وجباههم بالسيوف حتى يطاع الرحمن الرحيم، فإن أنتم ظفرتم وأطيع الله كما أردتم أثابكم ثواب المطيعين له العاملين بأمره، وإن قتلتم فأي شيء أفضل من المصير إلى رضوان الله وجنته.[3]

''خوارج کا گروہ زید بن حصن طائی سنبسی کے گھر میں جمع ہوا تو اس نے انہیں خطبہ دیا اور اُنہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ترغیب کے ذریعے تیار کیا اور ان کے سامنے قرآن مجید کی آیات تلاوت کیں جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے: ﴿اے داؤد! بے شک ہم نے آپ کو زمین میں (اپنا) نائب بنایا سو تم لوگوں کے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلے (یا حکومت) کیا کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا ورنہ (یہ پیروی) تمہیں راہِ خدا سے بھٹکا دے گی۔﴾ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اور جو شخص اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ (و حکومت) نہ کرے، سو وہی لوگ کافر ہیںo﴾ اس کے

(۱) ص، ۳۸: ۲۶

(۲) المائدۃ، ۵: ۴۴

(۳) ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ۷: ۲۸۶

بعد اگلی آیت ﴿اور جو شخص اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ (و حکومت) نہ کرے سو وہی لوگ ظالم ہیںo﴾ اور پھر اس سے اگلی آیت ﴿اور جو شخص اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ (و حکومت) نہ کرے سو وہی لوگ فاسق ہیںo﴾۔ یہ آیاتِ مبارکہ ان پر تلاوت کرنے کے بعد اس نے کہا: پس میں مسلمانوں میں سے اپنے مخاطبینِ دعوت پر گواہی دیتا ہوں کہ بے شک انہوں نے خواہشِ نفس کی پیروی کی اور کتاب اللہ کا حکم ترک کر دیا۔ انہوں نے قول اور عمل میں ظلم کا ارتکاب کیا، سو مومنوں پر ایسے لوگوں کے خلاف جہاد کرنا واجب ہے۔ (اس خطاب میں وہ خود کو یعنی گروہِ خوارج کو مومن کہہ رہا تھا اور خواہشِ نفس کی پیروی کرنے والے ظالم، جن کے خلاف جہاد واجب ہے، سے اس کی مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔) اس پر سامعین میں سے ایک شخص جس کا نام عبد اللہ بن سخبرہ السلمی تھا رو پڑا۔ پھر اس (زید بن حصن طائی) نے سامعین یعنی خوارج کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف خروج و بغاوت پر اکسایا اور دورانِ کلام کہا: ان کے چہروں اور پیشانیوں پر تلواروں سے وار کرتے رہو یہاں تک کہ خدائے رحمٰن و رحیم کی اطاعت کی جائے۔ پس اگر تم کامیاب و کامران ہو گئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت تمہارے حسبِ منشا کی گئی تو اللہ رب العزت تمہیں اپنی اطاعت کرنے والوں اور اس کے حکم پر عمل پیرا ہونے والوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور اگر تم قتل کر دیے گئے تو اللہ کی رضا اور اس کی جنت حاصل کر لینے سے افضل کون سی چیز ہو سکتی ہے؟‘‘

آج ہم اپنے گرد و پیش ہونے والی دہشت گردوں کی سرگرمیوں اور ان کے طریقہ کار کا جائزہ لیں تو یہ بھی ناپختہ ذہنوں، کم عمروں اور جوانوں کی brain washing کے لئے بالکل وہی حربہ اور طریقہ استعمال کر رہے ہیں جو اُس دور کے خوارج کرتے تھے۔ اِن دہشت گردوں کے تصورِ اِسلام کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ایک طرف تو

مسلمانوں کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے لیکن دوسری طرف اِسلام کی تعلیمات پر نہایت سختی سے عمل پیرا ہوتے۔ حافظ ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر کے دوران کسی درخت سے ایک کھجور گری، ایک خارجی نے وہ اٹھا کر منہ میں ڈال لی۔ دوسرا خارجی معترض ہوا کہ تو نے مالک سے اجازت لیے اور قیمت دیے بغیر یہ کھجور منہ میں کیوں ڈال لی ہے؟ اس نے فوراً پھینک دی۔(۱)

اسی طرح امام ابن الاثیر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ خارجیوں کے پاس سے غیر مسلم شہریوں کا ایک خنزیر گزرا تو ان میں سے ایک خارجی نے اسے تلوار سے مار ڈالا۔ دیگر خارجیوں نے اسے سخت ملامت کی کہ ایک غیر مسلم شہری کے خنزیر کو کیوں مار ڈالا۔ جب خنزیر کا مالک آیا تو اُس خارجی نے خنزیر کے مالک سے معافی مانگی اور اُسے (قیمت دے کر) راضی کیا۔(۲)

ایک طرف خوارج کی ظاہری دین داری دیکھیے اور دوسری طرف ان کی دہشت گردی، سفاکی اور بربریت ملاحظہ کیجیے۔ حافظ ابن کثیر البدایۃ والنھایۃ میں مزید لکھتے ہیں:

ومع هذا قدموا عبد الله بن خبّاب فذبحوه، وجاؤوا إلى امرأته فقالت: إني امرأة حبلى، ألا تتقون الله، فذبحوها وبقروا بطنها عن ولدها، فلما بلغ الناس هذا من صنيعهم خافوا إن هم ذهبوا إلى الشام واشتغلوا بقتال أهله أن يخلفهم هؤلاء في ذراريهم وديارهم بهذا الصنع، فخافوا غائلتهم، وأشاروا على علي بأن يبدأ بهؤلاء، ثم إذا فرغ منهم ذهب إلى أهل الشام بعد ذلك

---

(۱) ابن کثیر، البدایة والنهایة، ۷: ۲۸۸

(۲) ابن الأثیر، الکامل فی التاریخ، ۳: ۲۱۸

والناس آمنون من شر هؤلاء فاجتمع الرأى على هذا وفيه خيرة عظيمة لهم ولأهل الشام أيضا. فأرسل علي رضي الله عنه إلى الخوارج رسولا من جهته وهو الحرب بن مرة العبدى، فقال: أخبر لى خبرهم، وأعلم لى أمرهم واكتب إلى به على الجلية، فلما قدم عليهم قتلوه ولم ينظروه، فلما بلغ ذلک عليا عزم على الذهاب إليهم أولا قبل أهل الشام. فبعثوا إلى على يقولون: كلنا قتل إخوانكم ونحن مستحلون دماءهم ودماءكم. فتقدم إليهم قيس بن سعد بن عبادة فوعظهم فيما ارتكبوه من الأمر العظيم، والخطب الجسيم، فلم ينفع وكذلک أبو أيوب الأنصارى وتقدم أمير المؤمنين على بن أبى طالب إليهم، فإنكم قد سولت لكم أنفسكم أمرا تقتلون عليه المسلمين، والله لو قتلتم عليه دجاجة لكان عظيما عند الله، فكيف بدماء المسلمين.[1]

’’وہ حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کو نہر کے کنارے پر لائے اور ذبح کر دیا اور پھر ان کی اہلیہ کے پاس آئے تو اُس نے کہا: میں حاملہ ہوں، کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے ہو؟ انہوں نے اس کو بھی ذبح کر ڈالا اور اس کا پیٹ چاک کر کے بچہ باہر نکال پھینکا۔ جب لوگوں تک ان کے یہ کرتوت پہنچے تو وہ ڈر گئے کہ اگر وہ شام کی طرف چلے گئے اور اہل شام کے ساتھ جنگ میں مصروف ہوگئے تو یہ لوگ ان کے پیچھے ایسی ہی دہشت گردی ان کے اہل خانہ کے ساتھ انجام دیں گے۔ وہ اپنے اہل و عیال کے انجام سے ڈر گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ آپ جنگ کا آغاز ان ہی دہشت گردوں سے کریں، پھر جب ان کے

(۱) ابن كثير، البداية والنهاية، ۷: ۲۸۸

خاتمہ سے فارغ ہو جائیں تب اہل شام کی طرف متوجہ ہوں۔ اس طرح ان کے خاتمہ کے بعد لوگ ان کے شر سے محفوظ ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس رائے پر اتفاق ہوگیا کیونکہ سب کی بہتری اسی میں تھی۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حرب بن مرہ عبدی کو سفارت کار بنا کر خوارج کی طرف بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا: مجھے اُن کی خبر دینا اور اُن کے معاملہ سے آگاہ کرتے رہنا اور میری طرف واضح طور پر لکھ بھیجنا۔ پس جب وہ ان (خارجیوں) کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کو قتل کردیا اور انہیں کچھ بھی مہلت نہ دی۔ جب ان کے قتل کی خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اُن (خارجیوں) کی طرف ملک شام سے پہلے جانے کا عزم کرلیا۔ اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف یہ پیغام بھیجا۔ ہم نے مل کر تمہارے بھائیوں کو قتل کیا ہے اور ہم تمہارے اور ان کے خون کو جائز سمجھتے ہیں۔ پھر حضرت قیس بن سعد بن عبادہ ان (خارجیوں) کے پاس تشریف لے گئے اور اُنہیں سمجھایا کہ تم نے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے لیکن آپ کے سمجھانے کا اُن پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اسی طرح حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بھی اُنہیں سمجھایا مگر بے سود! پھر امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اُن کی طرف پیغام بھیجا کہ تمہارے نفسوں نے تمہارے لئے حرام کو آراستہ کر دیا ہے اور اس بنا پر تم مسلمانوں کے قتل کو حلال سمجھنے لگ گئے ہو۔ بخدا! اگر اس اندازِ فکر سے مرغی بھی مارتے تو گناہِ عظیم ہوتا، مسلمانوں کے قتل کے جرم کی سنگینی کا تو اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔‘‘

کتبِ تاریخ کے مذکورہ اِقتباسات سے ثابت ہوجاتا ہے کہ خوارج اِنسانی خون کو نہایت ارزاں گردانتے تھے اور انسانی جان کو قتل کرنا ان کے نزدیک کوئی معنی نہیں رکھتا تھا حتی کہ انہوں نے اُن نفوسِ قدسیہ کی خوں ریزی سے بھی گریز نہیں کیا جنہوں نے براہِ راست حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیرِ سایہ تربیت و پرورش پائی تھی۔

چونکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے واضح طور پر یہ بات سمجھا دی تھی کہ ’’لَا یَزَالُوْنَ یَخْرُجُوْنَ‘‘ (یہ خوارج ہمیشہ نکلتے رہیں گے) اس لئے موجودہ دور کے خوارج (دہشت گرد) بھی انہی صفات سے متصف ہونے کی بنا پر پہچانے جاتے ہیں۔ یہ بھی اپنے پیش رَوؤں کی طرح لوگوں کا خون بہاتے ہیں، خواتین اور بچوں پر حملے کرکے انہیں اذیت ناک موت دیتے ہیں، ریاستی بالادستی اور نظام کو تسلیم نہیں کرتے، مساجد پر حملے کرکے انہیں مسمار کرتے ہیں، آبادیوں اور عوام الناس کو اپنے حملوں کا نشانہ بناتے ہیں اور لوگوں کو ذبح کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ یہ لوگ اپنے نظریات کے مخالف لوگوں کو قتل کرنے اور تباہی پھیلانے کو جہاد سمجھتے ہیں۔ یہ تمام اِنسانیت کُش کارروائیاں بلاشک و شبہ ان خوارج کے فکر وعمل کا ہی تسلسل ہیں۔

۹۔خوارج کی نمایاں بدعات

گزشتہ صفحات میں دی گئی بنیادی مباحث سے یہ اَمر مترشح ہو جاتا ہے کہ خوارج دین میں نئی نئی بدعات ایجاد کرتے تھے۔ وہ قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ کا خود ساختہ اطلاق کرتے اور غلط تاویل کے ذریعے اپنے مخالف مسلمانوں کو واجب القتل ٹھہراتے تھے۔ ذیل میں ان کی چند نمایاں بدعات درج کی جاتی ہیں جن میں سے اکثر کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے پہلے ہی آگاہ فرما دیا تھا:

۱۔ وہ کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کا اطلاق مومنین پر کریں گے۔(۱)

۲۔ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔(۲)

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب، استتابة المرتدین والمعاندین وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة علیهم، ۶: ۲۵۳۹

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالی: تعرج الملائكة والروح إلیه، ۶: ۲۷۰۲، رقم: ۶۹۹۵

۳۔ غیر مسلم اقلیتوں کے قتل کو حلال سمجھیں گے۔[1]

۴۔ عبادت میں بہت متشدد اور غلو کرنے والے (extremist) ہوں گے۔[2]

۵۔ گناہِ کبیرہ کے مرتکب کو دائمی جہنمی اور اس کا خون اور مال حلال قرار دیں گے۔

۶۔ جس نے اپنے عمل اور غیر صائب رائے سے قرآن کی نافرمانی کی وہ کافر ہے۔

۷۔ ظالم اور فاسق حکومت کے خلاف مسلح بغاوت اور خروج کو فرض قرار دیں گے۔[3]

ابتدائی تاریخ سے ہی یہ امر مترشح ہوتا ہے کہ خوارج اپنے عقائد و نظریات اور بدعات میں اِس قدر انتہاء پسند تھے کہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی (نعوذ باللہ) کافر خیال کرتے اور ان پر کفر کے فتوے لگانے سے نہ ہچکچاتے۔ امام شہرستانی نے **المِلَل و النحل** میں لکھا ہے کہ زیاد بن اُمیہ نے عروہ بن ادیہ/ اذینہ نامی خارجی سے پوچھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کیا حال تھا؟ اُس نے کہا: اچھے تھے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا؟ اُس نے کہا: ابتدا کے چھ سال تک اُن کو میں بہت دوست رکھتا تھا، پھر جب انہوں نے نئی نئی باتیں اور بدعتیں شروع کیں تو ان سے علیحدہ ہوگیا اس لئے کہ وہ آخر میں کافر ہوگئے تھے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا تو اُس نے کہا: وہ بھی اوائل میں اچھے تھے، جب اُنہوں نے حَکَم (arbitrator) بنایا تو (نعوذ باللہ) کافر ہو گئے۔ اس لئے ان سے بھی علیحدہ ہوگیا۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا تو اُس نے اُن کو سخت گالی دی۔[4] (العیاذ باللہ۔)

(۱) حاکم، المستدرک، ۲: ۱۶۶، رقم: ۲۶۵۷

(۲) أبویعلی، المسند، ۱: ۹۰، رقم: ۹۰

(۳) ۱۔ عبد القاهر بغدادی، الفرق بین الفرق: ۷۳
۲۔ ابن تیمیه، مجموع فتاوی، ۱۳: ۳۱

(۴) شهرستانی، الملل والنحل، ۱: ۱۱۸

امام شہرستانی نے مزید لکھا ہے کہ خوارج حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سمیت تمام اہلِ اسلام کی جو اُن کے ساتھ تھے سب کی تکفیر کیا کرتے تھے اور سب کو دائمی دوزخی کہتے تھے۔[1] (نعوذ باللہ من ذالک۔)

امام ابو بکر الآجُرّی کی تحقیق

امام ابو بکر الآجری (م ۳۶۰ھ) نے کتاب الشریعة میں خوارج کی نمایاں بدعاتِ سیئہ کا ذکر کرتے ہوئے ان کی مذمت میں نہایت مفصل تحقیق درج کی ہے اور اس کا عنوان یوں قائم کیا ہے:

باب ذم الخوارج وسوء مذهبهم وإباحة قتالهم، وثواب من قتلهم أو قتلوه:

''خوارج کی مذمت، ان کی بدعقیدگی، ان کے ساتھ جنگ کرنے کے جواز اور ان کو قتل کرنے والے یا ان کے ہاتھوں شہید ہونے والے کے اجر و ثواب کا بیان۔''

امام ابوبکر الآجری لکھتے ہیں:

لم يختلف العلماء قديماً وحديثاً أن الخوارج قوم سوء، عصاة لله ﷻ ولرسوله ﷺ، وإن صلوا وصاموا، واجتهدوا في العبادة، فليس ذلک بنافع لهم، وإن أظهروا الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، وليس ذلک بنافع لهم، لأنهم قوم يتأولون القرآن على ما يهوون، ويموهون على المسلمين. وقد حذرنا الله ﷻ منهم،

(۱) شہرستانی، الملل والنحل، ۱: ۱۲۱

وحذرنا النبی ﷺ، وحذرناهم الخلفاء الراشدون بعده، وحذرناهم الصحابة ﷺ ومن تبعهم بإحسان رحمة الله تعالی علیهم.

الخوارج هم الشراة الأنجاس الأرجاس، ومن كان علی مذهبهم من سائر الخوارج، يتوارثون هذا المذهب قديماً وحديثاً، ويخرجون علی الأئمة والأمراء ويستحلون قتل المسلمين.

وأوّل قرن طلع منهم علی عهد رسول الله ﷺ: هو رجل طعن علی النبی ﷺ، وهو يقسم الغنائم بالجعرانة، فقال: اعدل يا محمد، فما أراک تعدل، فقال ﷺ: ويلک، فمن يعدل إذا لم أكن أعدل؟ فأراد عمر ﷺ قَتْلَهُ، فمنعه النبی ﷺ من قتله، وأخبر عليه الصلاة والسلام: أن هذا وأصحاباً له يحقر أحدكم صلاته مع صلاتهم، وصيامه مع صيامهم، يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية.

وأمر عليه الصلاة والسلام فی غير حديث بقتالهم، وبين فضل من قتلهم أو قتلوه. ثم إنهم بعد ذلک خرجوا من بلدان شتی، واجتمعوا وأظهروا الأمر بالمعروف والنهی عن المنكر، حتی قدموا المدينة، فقتلوا عثمان بن عفان ﷺ. وقد اجتهد أصحاب رسول الله ﷺ ممن كان فی المدينة فی أن لا يقتل عثمان، فما أطاقوا ذلک. ثم خرجوا بعد ذلک علی أمير المؤمنين علی بن أبی طالب ﷺ، ولم يرضوا بحكمه، وأظهروا قولهم. وقالوا: لا حكم إلا لله، فقال علی ﷺ: كلمة حق أرادوا بها الباطل، فقاتلهم

علی رضی الله عنه فأکرمه الله عزوجل بقتلهم، وأخبر النبی صلی الله علیه وآله وسلم بفضل من قتلهم أو قتلوه، وقاتل معه الصحابة رضی الله عنهم. فصار سیف علی بن أبی طالب فی الخوارج سیف حق إلی أن تقوم الساعة.

’’ائمہ متقدمین و متأخرین کا اس امر پر اجماع ہے کہ خوارج ایک فساد انگیز گروہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نافرمانوں کا گروہ ہے۔ یہ صوم وصلوٰۃ کی خواہ کتنی پابندی کریں اور عبادت میں کتنی ہی محنت و ریاضت کریں، یہ سب انہیں کچھ نفع نہ دے گا اور یہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا خواہ کتنا پرچار کریں، انہیں یہ بھی کچھ فائدہ نہ پہنچائے گا کیونکہ یہ ایسا گروہ ہے جو اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق قرآن کی تفسیر و تأویل کرتا ہے اور مسلمانوں پر اُمورِ دین خلط ملط کر دیتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ان سے خبردار فرمایا ہے، خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم نے ہمیں ان سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالی نے ہمیں ان سے خبردار رہنے کی نصیحت فرمائی ہے۔‘‘

’’خوارج فتنہ پرور، شر انگیز اور پلید و ناپاک افراد کا گروہ ہے، اور باقی تمام خوارج میں سے جس کسی نے بھی ان کا مذہب اور طریق اختیار کیا، وہ بھی ان کے حکم میں ہے کیونکہ قدیم خوارج ہوں یا آج کے دور کے جدید؛ یہ مذہب انہیں ایک دوسرے سے وراثت میں ملتا ہے۔ یہ حکومتِ وقت کے خلاف بغاوت کرتے ہیں اور عامۃ المسلمین کی خوں ریزی کو جائز قرار دیتے ہیں۔‘‘

’’خوارج کا اَوّلین فرد عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نمودار ہوا۔ یہ وہ شخص تھا جس نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس وقت طعنہ زنی کی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جعرانہ کے مقام پر مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ اس بد بخت نے کہا: اے محمد! عدل کیجیے! میرے خیال میں آپ عدل نہیں کر رہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تو

ہلاک ہو! اگر میں عدل نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اس کے قتل سے (حکمتِ نبوت کے تحت) روک دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے متعلق خبر دیتے ہوئے فرمایا: اس کے ایسے ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے ہر کوئی ان کے مقابلے میں اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر جانے گا، یہ دین سے اس طرح صاف نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم فرمایا اور ان کو قتل کرنے والے اور ان کے ہاتھوں شہید ہونے والے کی فضیلت بیان فرمائی۔ پھر یہ لوگ مختلف علاقوں سے نکل کر جمع ہوئے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا پرچار کرنے لگے تا آنکہ یہ مدینہ منورہ پہنچے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ اس وقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ میں موجود تھے انہوں نے بہت کوشش کی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قتل ہونے سے بچا لیں مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر انہی لوگوں نے بعد ازاں (جنگِ صفین میں اَمرِ تحکیم کے بعد) حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی اور آپ کی خلافت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور ایک نعرے کا پرچار شروع کر دیا کہ ''حکومت صرف اللہ کی ہے'' یا ''قانون صرف اللہ کا ہے۔'' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بات تو حق ہے مگر ان کی مراد باطل ہے۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جنگ کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو انہیں قتل کرنے کی سعادت بخشی کیوں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں قتل کرنے والوں اور ان کے ہاتھوں شہید ہونے والوں کی اَفضلیت کی بشارت دی تھی۔ چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ان کے خلاف جنگ کی۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خوارج کے خلاف مسلح جد و جہد قیامت تک کے لیے حق

کی مثال بن گئی۔‘‘

امام ابو بکر الآجری مزید فرماتے ہیں:

فلا ينبغى لمن رأى اجتهاد خارجى قد خرج على إمام ، عادلاً كان الإمام أم جائراً ، فخرج وجمع جماعة وسل سيفه، واستحل قتال المسلمين ، فلا ينبغى له أن يغتر بقراء ته للقرآن، ولا بطول قيامه فى الصلاة، ولا بدوام صيامه، ولا بحسن ألفاظه فى العلم إذا كان مذهبه مذهب الخوارج.

’’حکومتِ وقت عدل و انصاف کی علم بردار ہو یا فسق و فجور کی راہ پر گامزن ہو، دونوں صورتوں میں جب کوئی شخص کسی خارجی کو دیکھے کہ اس نے حکومت کے خلاف مسلح بغاوت کر دی ہے اور اس کے خلاف کوئی لشکر تشکیل دے کر ہتھیار اٹھا لئے ہیں اور پُر اَمن مسلمان شہریوں کے ساتھ جنگ کرنا جائز قرار دے دیا ہے، تو جو شخص یہ سب کچھ دیکھے اس پر لازم ہے کہ وہ کسی خارجی کے قرآن پڑھنے، نماز میں طویل قیام کرنے، دائمی روزے رکھنے اور خوبصورت الفاظ میں علمی نکات بیان کرنے سے مرعوب نہ ہو اور نہ ہی اس کے دھوکے میں آئے۔ جب کہ ایسے اعمال کرنے والا شخص خوارج کے مذہب پر چلنے والا ہو۔‘‘

زیرِ بحث موضوع سے متعلق حضور نبی اکرم ﷺ سے بہت سی احادیث مروی ہیں جنہیں اُمتِ مسلمہ کے کثیر علماء نے قبول کیا ہے۔

اس کے بعد امام آجری نے خوارج کے ساتھ جنگ کرنے، ان کو واصلِ جہنم کرنے اور ان کے ہاتھوں شہید ہونے کے اجر و ثواب کے حوالے سے باب قائم کیا ہے اور اس میں احادیث بیان کی ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ **عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی الله عنه قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: يَخْرُجُ فِي آخِرِ**

الزَّمَانِ قَومٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ النَّاسِ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، مَنْ لَقِيَهُمْ فَلْيَقْتُلْهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ عِنْدَ اللهِ.[1]

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں ایسے لوگ (ظاہر ہوں گے یا) نکلیں گے جو کم عمر (نو جوان)، نا پختہ ذہن اور عقل سے کورے ہوں گے۔ وہ بظاہر لوگوں سے اچھی بات کریں گے مگر دین سے یوں خارج ہوں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔ پس دورانِ جنگ جہاں بھی ان سے سامنا ہو انہیں قتل کیا جائے کیونکہ ان کو قتل کرنا اللہ کے ہاں اَجر وثواب کا باعث ہوگا۔''

۲۔ عَنْ أبي أمامة: طُوْبٰى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوْهُمْ.[2]

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، ۶: ۲۵۳۹، رقم: ۶۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۶، الرقم: ۱۰۶۶

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب الفتن، باب في صفة المارقة، ۴: ۴۸۱، رقم: ۲۱۸۸

امام ترمذی نے السنن میں اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرمایا: یہ روایت حضرت علی، حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۲) ۱۔ أبوداود، السنن، کتاب السنة، ۴: ۲۴۳، رقم: ۴۷۶۵

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۲۴، رقم: ۱۳۳۶۲

۳۔ حاکم، المستدرک علی الصحيحين، ۲: ۱۶۱، رقم: ۲۶۴۹

’’حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:) خوشخبری ہو اُسے جو اُنہیں قتل کرے اور جسے وہ قتل کریں۔‘‘

۳۔ وَعَنْهُ قَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: كِلَابُ أَهْلِ النَّارِ، كِلَابُ النَّارِ، كِلَابُ النَّارِ، ثَلَاثًا.‘‘ ثُمَّ قَالَ: شَرُّ قَتْلٰى قُتِلُوْا تَحْتَ ظِلِّ السَّمَاءِ، وَخَيْرُ قَتْلٰى الَّذِيْنَ قَتَلُوْهُمْ. (۱)

’’حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (خوارج) اَہلِ دوزخ کے کتے ہیں، دوزخ کے کتے ہیں، دوزخ کے کتے ہیں۔ تین بار فرمایا۔ پھر فرمایا: یہ آسمان کے سائے تلے (یعنی زمین پر) قتل ہونے والے بدترین مقتول ہیں، اور بہترین مقتول وہ ہیں جنہیں یہ لوگ قتل کریں گے۔‘‘

۴۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۲)

’’حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: پس تم اُنہیں جہاں کہیں پاؤ تو قتل کر دو کیونکہ ان کے قاتلوں کو روزِ قیامت بے حد و حساب اجر ملے گا۔‘‘

۵۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الْخَوَارِجَ فَقَالَ:

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، المقدمة، باب في ذكر الخوارج، ۱: ۶۲، رقم: ۱۷۶
۲۔ حاكم، المستدرك، ۲: ۱۶۳، رقم: ۲۶۵۴

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، ۶: ۲۵۳۹، رقم: ۶۵۳۱
۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۶، رقم: ۱۰۶۶

هُمْ شِرَارُ أُمَّتِي يَقْتُلُهُمْ خِيَارُ أُمَّتِي. (۱)

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے خوارج کا ذکر کیا اور فرمایا: ''وہ میری امت کے بدترین لوگ ہیں اور انہیں قتل کرنے والے میری اُمت کے بہترین لوگ ہوں گے۔''

(۱) ہیثمی، مجمع الزوائد، ۶: ۲۳۹

باب دوم

خوارِج کے بارے میں
فرامینِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِنتہاء پسندی اور دہشت گردی کی وجہ سے جہاں اِسلامی تعلیمات کے بارے میں طرح طرح کے سوالات اور شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں وہیں بے شمار قیمتی جانیں تلف، اَملاک تباہ اور کاروبار برباد ہو جاتے ہیں۔ امن و سلامتی کا ماحول خوش حالی، تعمیر و ترقی اور سکون و راحت کا ضامن ہوتا ہے جب کہ فتنہ انگیزی ہمہ جہتی تباہی لاتی ہے۔ اِسی لئے رحمتِ دو عالم ﷺ نے ہر اُس راستے کو مسدود اور ہر اُس دروازے کو بند کر دیا جس سے اَمن وسلامتی کا ماحول غارت ہونے کا امکان تھا۔ آپ ﷺ نے ترحم و ملاطفت اور باہمی لطف وکرم کی ترغیب دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ رَفِيْقٌ وَيُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ. (۱)

’’اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر اتنا عطا فرماتا ہے کہ اتنا سختی پر عطا نہیں کرتا۔‘‘

رِفق (نرمی) میں تعمیری پہلو ہے اور عُنف (شدت) میں تخریبی۔ رفق محبت و خیر خواہی کی علامت ہے جبکہ عنف شدت پسندی اور نفرت کی دلیل۔ شدت کے ذریعے نہ

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق، ۴: ۲۰۰۳، رقم: ۲۵۹۳

۲۔ أبوداود، السنن، کتاب الأدب، باب فی الرفق، ۴: ۲۵۴، رقم: ۴۸۰۷

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۱۲، رقم: ۹۰۲

دنیا سنورتی ہے نہ آخرت، اور دین میں شدت دنیاوی امور میں شدت سے زیادہ خطرناک ہے۔ کیوں کہ تشدد اور جارحیت پسندی، انتہاء پسندی سے جنم لیتی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّهُ أَهْلَکَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ.(۱)

''دین میں انتہا پسندی سے بچو کیوں کہ پہلی قومیں اسی انتہا پسندی کی بنا پر تباہ و برباد ہوگئیں۔''

پیغمبرِ اسلام ﷺ جس طرح اپنی چشمِ نبوت سے قیامت تک کے اَحوال کا مشاہدہ فرما رہے تھے اُسی طرح آنے والے وقتوں میں دین کے نام پر بپا ہونے والی دہشت گردی کو بھی ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اس لئے آپ ﷺ نے نہ صرف جہاد اور قتال کا فرق واضح فرما دیا بلکہ دین کے نام پر غلو کرنے اور تشدد و غارت گری کا بازار گرم کرنے والوں سے بھی اُمتِ مسلمہ کو خبردار کر دیا۔ ان نام نہاد مجاہدین کے رویوں اور نشانیوں کو بھی واضح طور پر بیان فرما دیا تاکہ کسی قسم کا اشتباہ نہ رہے اور امت ان کی ظاہری مومنانہ وضع قطع اور کثرتِ عبادت و تلاوت سے دھوکا نہ کھا جائے۔ آپ ﷺ نے جہاں اپنی امت کو اس فتنے سے الگ رہنے کی تلقین فرمائی وہاں اس نا قابل علاج کینسر زدہ حصے کو جسد ملت سے کاٹ دینے کا حکم بھی دیا۔

آئندہ صفحات میں اِسی حوالے سے تفصیلات پیش کی جائیں گی۔

---

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، کتاب المناسك، باب قدر حصى الرمی، ۲: ۱۰۰۸، رقم: ۳۰۲۹

۲۔ ابن أبی عاصم، السنة: ۴۶، رقم: ۹۸

۳۔ ابن أبی شیبة، المصنف، ۳: ۲۴۸، رقم: ۱۳۹۰۹

۱۔ ’’خوارِج بظاہر بڑے دین دار نظر آئیں گے‘‘

فرامینِ رسول ﷺ کے مطابق دہشت گرد خارجی بظاہر بڑے پختہ دین دار نظر آئیں گے اور وہ دوسرے لوگوں سے زیادہ نماز روزے کے پابند ہوں گے۔ دوسروں کی نسبت شرعی احکامات پر بظاہر زیادہ عمل کرنے والے ہوں گے۔

۱۔ امام بخاری اور امام مسلم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ذوالخویصرہ تمیمی والی روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ. (۱)

’’اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو کتابِ اِلٰہی کی تلاوت سے زبانیں تر رکھیں گے، لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے۔‘‘

۲۔ امام بخاری اور مسلم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازي، باب بعث علی بن أبي طالب وخالد بن الولید إلی الیمن قبل حجة الوداع، ۴: ۱۵۸۱، رقم: ۴۰۹۴

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۲، رقم: ۱۰۶۴

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۴، رقم: ۱۱۰۲۱

صِیَامِهِمْ.(۱)

’’اس کے (ایسے) ساتھی بھی ہیں کہ تم ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو حقیر جانو گے۔‘‘

۳۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ روایت ہے کہ حضرت ابو سلمہ اور حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہما دونوں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حروریہ (خوارج) کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ حروریہ کیا ہے، البتہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

يَخْرُجُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ – وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا – قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ أَوْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ.(۲)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الأدب، باب ما جاء في قول الرجل ویلك، ۵: ۲۲۸۱، رقم: ۵۸۱۱

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب استتابة المرتدین والمعاندین وقتالهم، باب من ترك قتال الخوارج للتألف وأن لا ینفر الناس عنه، ۶: ۲۵۴۰، رقم: ۶۵۳۴

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۴، رقم: ۱۰۶۴

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب استتابة المرتدین والمعاندین وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة علیهم، ۶: ۲۵۴۰، رقم: ۶۵۳۲

’’اس امت میں کچھ ایسے لوگ نکلیں گے۔ (یہ نہیں فرمایا کہ اِس امت سے ایسے لوگ نکلیں گے) ۔ جن کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے، وہ قرآن مجید کی تلاوت کریں گے لیکن یہ (قرآن) ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا یا یہ فرمایا کہ ان کے نرخرے سے نیچے نہیں اترے گا اور وہ دین سے یوں خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔‘‘

مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں حافظ ابنِ حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قوله: ’’يخرج في هذه الأمة وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا قوم“ لم تختلف الطرق الصحيحة على أبي سعيد في ذلک،...... وأما ما أخرجه الطبري من وجه آخر عن أبي سعيد بلفظ: ”من أمتي“ فسنده ضعيف، لكن وقع عند مسلم من حديث أبي ذرّ بلفظ: ’’سيكون بعدي من أُمتي قوم‘‘ وله من طريق زيد بن وهب عن عليّ: ’’يخرج قوم من أمتي“ ويجمع بينه وبين حديث أبي سعيد بأن المراد بالأمة في حديث أبي سعيد: أمة الإجابة، وفي رواية غيره: أمة الدعوة. قال النووي رحمه الله: ’’وفيه دلالة على فقه الصحابة وتحريرهم الألفاظ، وفيه إشارة من أبي سعيد إلى تكفير الخوارج، وأنهم من غير هذه الأمة.“(۱)

’’آپ ﷺ کے الفاظ ہیں: يخرج في هذه الأمة قوم (اس امت میں ایک قوم نکلے گی)، آپ ﷺ نے منها (یعنی اس امت سے) نہیں فرمایا۔ حضرت

...... ۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۳، رقم: ۱۰۶۴

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۸۹

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے جملہ صحیح طرق میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور رہی وہ حدیث جس کو امام طبری نے حضرت ابو سعید سے ایک اور طریق سے مِنْ أُمَّتِي کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، تو اس کی سند ضعیف ہے، لیکن امام مسلم کے ہاں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: **سيكون بعدی من أمتي قوم**۔ اور اسی حدیث کا ایک طریق زید بن وہب عن علی ہے، اس کے الفاظ ہیں: **يخرج قوم من أمتي**۔ اس میں اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں تطبیق یوں ہوگی کہ حضرت ابوسعید کی روایت کردہ حدیث میں ''امت'' سے مراد امتِ اجابت یعنی امتِ مسلمہ ہے۔ اور آپ کے علاوہ دوسری روایت کردہ حدیث میں امت سے مراد امتِ دعوت ہے (جو تمام بنی نوع انسان کو شامل ہے)۔ اور امام نووی نے (**شرح صحيح مسلم** میں) فرمایا: یہ حدیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تفقہ اور ان کے عمدہ اسلوبِ بیان پر دلالت کرتی ہے اور اس میں حضرت ابوسعید کی طرف سے خوارج کی تکفیر کا اشارہ بھی ملتا ہے اور یہ کہ خوارج اِس اُمت میں سے نہیں ہیں۔''

اس نکتہ کی تصریح قاضی عیاض نے بھی **إكمال المعلم شرح صحيح مسلم** میں کی ہے۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ''صَلَاتُكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ'' کی شرح میں مزید لکھتے ہیں:

وصف عاصم أصحاب نجدة الحروري: بأنهم يصومون النهار، ويقومون الليل، ويأخذون الصدقات على السنة. أخرجه الطبري. وعنده من طريق سليمان التيمي عن أنس ذكر عن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: "إن فيكم قوماً يدأبون ويعملون حتى

يعجبوا الناس وتعجبهم أنفسهم''، ومن طريق حفص بن أخي أنس عن عمه بلفظ: ''يتعمقون في الدين''، وفي حديث ابن عباس عند الطبراني في قصّة مناظرته للخوارج قال: فأتيتهم فدخلت على قوم لم أرَ أشدّ اجتهاداً منهم، أيديهم كأنها ثفن الإبل، ووجوههم معلمة من آثار السجود''، وأخرج ابن أبي شيبة، عن ابن عباس أنه ذكر عنده الخوارج واجتهادهم في العبادة، فقال: ليسُوا أشدّ اجتهاداً من الرهبان.''[1]

''عاصم نے نجدہ حروری کے اصحاب کا وصف یوں بیان کیا ہے: وہ دن کو روزہ رکھتے، رات کو قیام کرتے اور سنت کے طریقے پر صدقات حاصل کرتے ہیں۔ اس کو امام طبری نے روایت کیا۔ اور ان کی سند میں سلیمان تمیمی، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک تم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنے اعمال اور دین سے ظاہری تمسّک کے باعث لوگوں کو ورطۂ حیرت میں مبتلا کر دیں گے اور وہ خود بھی خود پسندی میں مبتلا ہوں گے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھتیجے حضرت حفص اپنے چچا سے یہ الفاظ روایت کرتے ہیں: ''يَتَعمَّقُونَ فِي الدين'' کہ وہ دین میں بڑی پختگی اور شدت پسندی ظاہر کریں گے۔ اور امام طبرانی کے نزدیک حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث - جس میں خوارج کے ساتھ ان کے مناظرے کا قصہ ہے، اس میں آپ نے فرمایا: ''میں ان کے پاس آیا اور ان لوگوں کے پاس پہنچا جن سے بڑھ کر اعمال میں ریاضت کرنے والے لوگ میں نے نہیں دیکھے تھے، ان کے ہاتھ ایسے تھے گویا اونٹ کے پاؤں (جو موٹے اور کھردرے ہوتے ہیں) اور ان کے چہروں پر سجدوں کے نشانات نمایاں تھے۔''

---

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۸۹

ابنِ ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آپ کے سامنے خوارج اور عبادت میں ان کی جانفشانی کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ راہبوں سے بڑھ کر عبادت و ریاضت کرنے والے نہیں تھے۔‘‘

مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں علامہ شبیر احمد عثمانی نے بھی یہی تحقیق ’’فتح الملهم (۵: ۱۵۹)‘‘ میں درج کی ہے۔

۴۔ بارگاہِ رِسالت مآب ﷺ میں سب سے پہلی گستاخی کا ارتکاب کرنے والے خارجی اور انتہا پسندوں کے سردار ذو الخویصرہ تمیمی کے بارے میں احادیث میں بیان ہوا ہے کہ کثرت ریاضت وعبادت کے آثار اُس کے چہرے سے نمایاں تھے اور اس کی بہت گھنی ڈاڑھی تھی۔[1]

۵۔ امام مسلم زید بن وہب جہنی سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّهُ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ الَّذِيْنَ سَارُوْا إِلَى الْخَوَارِجِ، فَقَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيءٍ وَلاَ صَلَاتُكُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ بِشَيءٍ وَلَا صِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ بِشَيءٍ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُ لَهُمْ، وَهُوَ عَلَيْهِمْ لاَ تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، كتاب المغازي، باب بعث علی بن أبي طالب وخالد بن الوليد إلى اليمن قبل حجة الوداع، ۴: ۱۵۸۱، رقم: ۴۰۹۴

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۲، رقم: ۱۰۶۴

مِنَ الرَّمِيَّةِ.(۱)

''وہ اس لشکر میں تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خوارج سے جنگ کے لئے گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے ایک قوم ظاہر ہوگی، وہ قرآن اس قدر پڑھیں گے کہ ان کے پڑھنے کے سامنے تمہارے قرآن پڑھنے کی کوئی حیثیت نہ ہوگی، نہ ان کی نمازوں کے سامنے تمہاری نمازوں کی کچھ حیثیت ہوگی اور نہ ان کے روزوں کے سامنے تمہارے روزوں کی کوئی حیثیت ہوگی۔ وہ یہ سمجھ کر قرآن پڑھیں گے کہ وہ ان کے حق میں ہے لیکن درحقیقت وہ ان کے خلاف ہوگا، نماز ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گی اور وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔''

علامہ شبیر احمد عثمانی مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قوله ﷺ: ''يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُ لَهُمْ'' إلخ: أي: هم يحسبون أن القرآن حجة لهم في إثبات دعاويهم الباطلة، وليس كذلک، بل هو حجة عليهم عند الله تعالى. وفيه إشارة إلى أن من المسلمين من يخرج من الدين من غير أن يقصد الخروج منه، ومن غير أن

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۸، رقم: ۱۰۶۶
۲۔ أبوداود، السنن، كتاب السنة، باب في قتال الخوارج، ۴: ۲۴۴، رقم: ۴۷۶۸
۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۹۱، رقم: ۷۰۶
۴۔ نسائي، السنن الكبرى، ۵: ۱۶۳، رقم: ۸۵۷۱
۵۔ عبد الرزاق، المصنف، ۱۰: ۱۴۷

يختار ديناً على دين الإسلام.[1]

’’آپ ﷺ کا فرمان ہے: ’’وہ یہ گمان کریں گے کہ یہ قرآن ان کے حق میں دلیل ہے۔‘‘ یعنی وہ یہ گمان کریں گے کہ قرآن ان کے باطل دعووں کے اثبات میں ان کے حق میں حجت ہے حالانکہ اس طرح نہیں ہے، بلکہ قرآن اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کے خلاف دلیل اور حجت ہو گا۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو دین سے خارج ہو جائیں گے اگرچہ ان کا دین سے خروج کا کوئی ارادہ نہ ہوگا۔‘‘

۲۔ ’’خوارج کا نعرہ عامۃ الناس کو حق محسوس ہوگا‘‘

خوارج عامۃ الناس کو گمراہ کرنے اور ورغلانے کے لئے بظاہر اسلام کا نعرہ بلند کریں گے لیکن ان کی نیت بری ہوگی۔ احادیث مبارکہ کی روشنی میں ان کی بظاہر اسلام پر مبنی باتوں اور ظاہری وضع قطع اور دین داری کو دیکھ کر دھوکا نہ کھایا جائے کیونکہ ان کا یہ مذہبی نعرہ اور عبادت گذاری درحقیقت اُمتِ مسلمہ میں مغالطہ، اِبہام اور اِفتراق و اِنتشار پیدا کرنے کے لئے ہوگا۔

۱۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ.[2]

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملهم، ۵: ۱۶۷

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب استتابة المرتدین والمعاندین وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة علیهم، ۶: ۲۵۳۹، رقم: ۶۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکاة، باب التحریض علی قتل الخوارج، ۲: ۷۴۶، رقم: ۱۰۶۶

''وہ لوگوں کے سامنے (دھوکہ دہی کے لئے) ''اسلامی منشور'' پیش کریں گے۔''

حافظ ابنِ حجر عسقلانی، حضور نبی اکرم ﷺ کے فرمان ''**يقولون من قول خير البرية**'' کی شرح میں لکھتے ہیں:

أی: من القرآن، وکان أوّل کلمة خرجوا بها قولهم: لا حکم إلا لله، وانتزعوها من القرآن، وحملوها علی غير محملها.(۱)

''(اِن کلمات کا مطلب ہے کہ) خوارج اپنے موقف کی تائید میں قرآن پیش کریں گے۔ اِسی لیے سب سے پہلا نعرہ جو اُن کی زبانوں سے بلند ہوا اس کے الفاظ یہ تھے: اللہ کے علاوہ کسی کا حکم (قبول) نہیں (یعنی انہوں نے اپنا منشور اسلامی لبادے میں پیش کیا تھا)۔ انہوں نے یہ جملہ قرآن حکیم سے اخذ کیا لیکن اس کا اطلاق اس سے ہٹ کر کیا۔''

علامہ عبد الرحمٰن مبارک پوری نے جامع الترمذی کی شرح **تحفة الأحوذی** میں بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔(۲)

۲۔ امام مسلم حضور نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّ الْحَرُورِيَّةَ لَمَّا خَرَجَتْ وَهُوَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالُوا: لَا حُکْمَ إِلَّا لِلّٰهِ. قَالَ عَلِيٌّ: کَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيْدَ بِهَا بَاطِلٌ، إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَصَفَ نَاسًا إِنِّي لَأَعْرِفُ صِفَتَهُمْ فِي هَؤُلَاءِ يَقُوْلُوْنَ الْحَقَّ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَجُوْزُ هَذَا مِنْهُمْ وَأَشَارَ إِلَی حَلْقِهِ، مِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللهِ إِلَيْهِ مِنْهُمْ أَسْوَدُ إِحْدَی يَدَيْهِ طُبْيُ شَاةٍ أَوْ حَلَمَةُ ثَدْيٍ، فَلَمَّا

(۱) عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۶۱۹

(۲) مبارک پوری، تحفة الأحوذی، ۶: ۳۵۴

قَتَلَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: انْظُرُوا، فَنَظَرُوا فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئًا. فَقَالَ: ارْجِعُوا فَوَاللهِ، مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ وَجَدُوهُ فِي خَرِبَةٍ فَأَتَوْا بِهِ حَتَّى وَضَعُوهُ بَيْنَ يَدَيْهِ. قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: وَأَنَا حَاضِرُ ذَلِكَ مِنْ أَمْرِهِمْ وَقَوْلِ عَلِيٍّ فِيهِمْ. (۱)

’’جس وقت حروریہ نے مسلح جدو جہد کا آغاز کیا اُس سے قبل وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، انہوں نے کہا: اللہ کے سوا کوئی حُکم نہیں کر سکتا، حضرت علی رضی اللہ عنہ: نے فرمایا: بات تو حق ہے مگر اس سے مقصود باطل ہے۔ بے شک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ لوگوں کے متعلق فرمایا تھا جن کی نشانیاں میں اِن لوگوں میں بخوبی دیکھ رہا ہوں، وہ اپنی زبانوں سے دین حق کی بات کہتے ہیں اور حق اس سے (یعنی ان کے حلق سے) متجاوز نہیں ہوتا۔ آپ نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا اور کہا: یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں مبغوض ترین ہیں۔ ان میں سے ایک شخص سیاہ رنگ کا ہے جس کا ہاتھ بکری کے تھن یا عورت کے پستان کے سر کی طرح ہے۔ جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہیں قتل کر چکے تو فرمایا: اس آدمی کی تلاش کرو، انہوں نے اسے ڈھونڈا مگر وہ نہ ملا، فرمایا: اس کو پھر جا کر تلاش کرو، بخدا نہ میں نے جھوٹ بولا ہے نہ مجھے (حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے) جھوٹ بتایا گیا ہے، یہ بات انہوں نے دو یا تین بار کہی، حتیٰ کہ لوگوں نے اسے بالآخر ایک کھنڈر میں ڈھونڈ لیا اور اس کی لاش لا کر حضرت علی کے سامنے رکھ دی۔ عبید اللہ کہتے ہیں: میں اس سارے معاملہ کا

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۹، رقم: ۱۰۶۶
۲۔ نسائي، السنن الكبرى، ۵: ۱۶۰، رقم: ۸۵۶۲
۳۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۵: ۳۸۷، رقم: ۶۹۳۹

عینی گواہ ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ان خوارج کے بارے میں ہی تھا۔‘‘

امام یحییٰ بن شرف نووی شرح صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول ’’كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيْدَ بِهَا بَاطِلٌ‘‘ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

معناه أن الكلمة أصلها صدق، قال الله تعالى: ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ (۱) لكنهم أرادوا بها الإنكار على علي رضي الله عنه في تحكيمه. (۲)

’’اس کا معنی یہ ہے کہ اصلاً یہ کلمہ سچا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿حکم صرف اللہ ہی کا ہے﴾۔ لیکن انہوں نے اس نعرہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم کو رد کرنے کے لئے استعمال کیا (یہ باطل ہے)۔‘‘

علامہ شبیر احمد عثمانی نے بھی ’’فتح الملهم (۵: ۱۶۹)‘‘ میں مذکورہ کلمات کی یہی شرح بیان کی ہے۔

ایک دوسری روایت میں طارق بن زیاد بیان کرتے ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ عَلِيٍّ رضي الله عنه إِلَى الْخَوَارِجِ فَقَتَلَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: انْظُرُوْا فَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّهُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ يَتَكَلَّمُونَ بِالْحَقِّ لاَ يُجَاوِزُ حَلْقَهُمْ. (۳)

’’ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خوارج کی طرف (ان سے جنگ کے لیے) نکلے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا خاتمہ کیا پھر فرمایا: دیکھو بے شک حضور نبی اکرم ﷺ

(۱) الأنعام، ۶: ۵۷

(۲) نووی، شرح صحیح مسلم، ۷: ۱۷۳، ۱۷۴

(۳) ۱۔ نسائي، السنن الكبرى، ۵: ۱۶۱، رقم: ۸۵۶۶
۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۰۷، رقم: ۸۴۸

نے فرمایا: عنقریب ایسے لوگ نکلیں گے کہ حق کی بات کریں گے لیکن وہ کلمۂ حق ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔‘‘

ان احادیثِ مبارکہ سے پتہ چلا کہ خوارج اپنے انتہا پسندانہ منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے نعرۂ حق لگاتے ہیں لیکن در حقیقت اس کے پیچھے ان کے مذموم مقاصد ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے انہیں بے نقاب کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ لوگ ان کے اچھے نعروں کی وجہ سے گمراہ نہ ہوں۔

٣۔ خوارج دہشت گردی کے لیے brain washed کم سِن لڑکوں کو استعمال کریں گے

حضور نبی اکرم ﷺ نے ان دہشت گرد خوارج کے ایک گروہ کی علامت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ یہ لوگ کم عمر ہوں گے اور دہشت گردی کے لیے دماغی طور پر ناپختہ (brain washed) کم عمر لڑکوں کو استعمال کیا جائے گا۔

١۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مسند احمد بن حنبل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَيَخْرُجُ قَومٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ، فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(١)

(١) ١۔ بخاری، الصحيح، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، ٦: ٢٥٣٩، رقم: ٦٥٣١

’’عنقریب آخری زمانے میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے یا نکلیں گے جو کم سِن لڑکے ہوں گے اور وہ عقل سے کورے (brain washed) ہوں گے۔ وہ ظاہراً (دھوکہ دہی کے لیے) اسلامی منشور پیش کریں گے، ایمان ان کے اپنے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے یوں خارج ہوں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔ پس تم انہیں جہاں کہیں پاؤ تو قتل کر دینا کیونکہ ان کو قتل کرنے والوں کو قیامت کے دن ثواب ملے گا۔‘‘

۲۔ امام ترمذیؒ (۲۷۹ھ) ’’السنن (کتاب الفتن، باب ما جاء صفة المارقة، ۴: ۱۸۱، رقم: ۲۱۸۸)‘‘ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

يَخْرُجُ فِيْ اٰخِرِالزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ، لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَقُوْلُوْنَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ.(۱)

...... ۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۶، رقم: ۱۰۶۶

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۸۱، ۱۱۳، ۱۳۱، رقم: ۶۱۶، ۹۱۲، ۱۰۸۶

۴۔ نسائي، السنن، كتاب تحريم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه في الناس، ۷: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۲

۵۔ ابن ماجه، السنن، المقدمة، باب في ذكر الخوارج، ۱: ۵۹، رقم: ۱۶۸

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۶، ۴۴

۲۔ حاكم، المستدرك، ۲: ۱۵۹، رقم: ۲۶۴۵

۳۔ ابن أبي عاصم، السنة، ۲: ۴۵۶، رقم: ۹۳۷

۴۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۸: ۱۸۷

۵۔ ديلمي، الفردوس بمأثور الخطاب، ۲: ۳۲۲، رقم: ۳۴۶۰

”آخری زمانے میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو کم سِن ہوں گے، وہ بے عقل ہوں گے (یعنی ان کی brain washing نہایت آسان ہوگی)۔ وہ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن یہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، دین اسلام کی باتیں کریں گے، مگر یہ لوگ دین سے ایسے نکلے ہوئے ہوں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔“

درج بالا اَحادیث میں اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ اور سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ سے مراد کم عمر، دماغی طور پر ناپختہ (brain washed) لڑکے ہیں، جنہیں خوارج اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے دہشت گردانہ کارروائیوں میں استعمال کرتے ہیں۔ اس معنی کی صراحت قرآن حکیم میں بھی ملتی ہے۔ قرآن حکیم میں بھی کم عقلوں اور بے سمجھوں کو سُفَهَاء کہا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللهُ لَكُمْ قِيٰـمًا. (۱)

”اور تم بے سمجھوں کو اپنے (یا ان کے) مال سپرد نہ کرو جنہیں اللہ نے تمہاری معیشت کی استواری کا سبب بنایا ہے۔“

اس معنی کی تائید درج ذیل اقوال ائمہ سے بھی ہوتی ہے:

۱۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

قوله ﷺ: ”أَحْدَاث“، والحدث هو الصغير السِّن، هكذا في أكثر الروايات، ووقع هنا للمستملي والسرخسي ”حُدَّاث.“ قال في المطالع: معناه شباب. (۲)

”آپ ﷺ کے الفاظ میں أَحْدَاث حدث سے ہے جس کا معنی ہے: چھوٹی

(۱) النساء، ۴: ۵

(۲) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۸۷

عمر کا لڑکا۔ اسی طرح اکثر روایات میں آیا ہے، یہاں مستملی اور سرخسی کی روایات میں حُدّاث کا لفظ بھی آیا ہے۔ مطالع میں کہا گیا ہے کہ اس کا معنی کم سن نوجوان ہے۔‘‘

حافظ ابنِ حجر عسقلانی مزید فرماتے ہیں:

قوله ﷺ: "سُفَهَاءُ الْأَحْلَام" والمعنى أن عقولهم رديئة. (۱)

’’آپ ﷺ کے فرمان سُفَهَاءُ الْأَحْلَام سے مراد یہ ہے کہ وہ (دہشت گردی کی سفّاکانہ کارروائیاں کرنے والے) عقل وسمجھ میں ناپختہ ہوں گے۔‘‘

۲۔ علامہ بدر الدین العینی لکھتے ہیں:

قوله ﷺ: ’’حُدّاث الأسنان‘‘ هكذا في رواية المستملي والسرخسي. وفي أكثر الروايات: أحداث الأسنان، وهو صغير السِّن. وقال ابن الأثير: حداثة السن كناية عن الشباب، وأوّل العمر. والمراد بالأسنان العمر يعنى أنهم شباب.

قوله ﷺ: "سُفَهَاءُ الْأَحْلَام" يعني عقولهم رديئة. (۲)

’’آپ ﷺ کا فرمان ہے: **حُدَّاثُ الأسُنان**۔ مستملی اور سرخسی کی روایات میں اسی طرح ہے جبکہ اکثر روایات میں **أحداث الأسنان** کے الفاظ آئے ہیں۔ اِس سے مراد کم عمر لڑکے ہیں۔ امام ابن الاثیر نے کہا ہے: **حداثة السن** سے کنایتاً نوجوانی اور عمر کا اوّل حصہ مراد لیا جاتا ہے اور اسنان سے بھی عمر مراد ہے، یعنی وہ نوجوان ہیں۔

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۸۷

(۲) بدر الدین عینی، عمدة القاری، ۱۶: ۲۰۸، ۲۰۹

''اور آپ ﷺ کے فرمان سُفَهَاءُ الْأَحْلَام سے مراد یہ ہے کہ خوارج ناپختہ عقل والے (یعنی brain washed) ہوں گے۔''

۳۔ علامہ مبارک پوری نے بھی جامع الترمذی کی شرح تحفة الأحوذی میں اَحداث الاسنان سے کم عمر نوجوان مراد لئے ہیں۔ (۱)

۴۔ علامہ شبیر احمد عثمانی فتح الملهم میں لکھتے ہیں:

قوله: ''أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ'' إلخ: والحدث هو: الصغير السِّن، هكذا في أكثر الروايات، ووقع في بعضها ''حُدَّاث. قال في المطالع: معناه شباب. ...... والأسنان جمع سن، والمراد به العمر، والمراد: أنهم شباب. (۲)

''آپ ﷺ کا فرمان ہے: أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ إلخ۔ حدث سے مراد ہے: کم سن لڑکے۔ یہی اکثر روایات میں بیان کیا گیا ہے۔ جب کہ بعض روایات میں حُدّاث کا لفظ بھی وارد ہوا ہے۔ مطالع میں کہا گیا ہے کہ اس کا معنی نوجوان ہے۔ ...... أسْنان، سِن کی جمع ہے جس سے مراد ''عمر'' ہے۔ اس کا معنی ہے کہ دہشت گردی کرنے والے نوجوان ہوں گے۔''

مندرجہ بالا تصریحاتِ محدثین سے واضح ہوا کہ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ اور سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ سے مراد پاگل نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد وہ brain washed نوجوان ہیں جو کم سن ہیں اور ابھی ان میں شعور کی پختگی نہیں آئی۔ ایسے کم عمر ناپختہ ذہنوں کی برین واشنگ کرکے شاطر دہشت گرد اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں۔ اگر موجودہ دہشت گردانہ کارروائیوں کا جائزہ لیا جائے تو صادق و مصدوق ﷺ کی یہ پیشین گوئی حرف بہ

(۱) مبارك پوری، تحفة الأحوذی، ۶: ۳۵۳
(۲) شبير احمد عثمانی، فتح الملهم، ۵: ۱۶۶

حرف سچی دکھائی دے رہی ہے۔ یہ دہشت گرد اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے پندرہ تا اٹھارہ سال کے نوجوانوں کو جذباتی نعروں کے ذریعے کبھی دین دشمن سے لڑنے کا نام دے کر، کبھی خودکشی کو شہادت کا نام دے کر اور کبھی اسلام کے نام پر جنت کا لالچ دے کر بہکاتے ہیں۔

۴۔ ''خوارج کا ظہور مشرق سے ہوگا''

حضور نبی اکرم ﷺ نے خوارج کے بارے میں یہ پیشین گوئی بھی فرما دی تھی کہ ان کا ظہور مشرق کی طرف سے ہوگا۔

۱۔ امام بخاری حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَيَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ حَتَّى يَعُوْدَ السَّهْمُ إِلَى فُوْقِهِ.[1]

''مشرق کی جانب سے کچھ لوگ نکلیں گے، وہ قرآن مجید پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے اور پھر وہ دین میں واپس نہیں آئیں گے جب

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب التوحید، باب قراءة الفاجر والمنافق وأصواتهم وتلاوتهم لا تجاوز حناجرهم، ۶: ۲۷۴۸، رقم: ۷۱۲۳
۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۶۴، رقم: ۱۱۶۳۲
۳۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۷: ۵۶۳، رقم: ۳۷۳۹۷
۴۔ أبو يعلى، المسند، ۲: ۴۰۸، رقم: ۱۱۹۳
۵۔ طبراني، المعجم الكبير، ۶: ۹۱، رقم: ۵۶۰۹

تک تیر اپنی جگہ پر واپس نہ لوٹ آئے۔‘‘

۲۔ امام مسلم کی بیان کردہ روایت میں یُسیر بن عمرو کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوارج کا ذکر سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا:

سَمِعْتُهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ قَوْمٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَعْدُوْا تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ.(۱)

’’ہاں! میں نے سنا ہے اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کرکے کہا: وہ (وہاں سے نکلیں گے اور) اپنی زبانوں سے قرآن مجید پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نہیں اترے گا اور وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔‘‘

۳۔ امام بخاری و مسلم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا:

أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا - يُشِيْرُ إِلَى الْمَشْرِقِ - مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.(۲)

---

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب الخوارج شر الخلق والخليفة، ۲: ۷۵۰، رقم: ۱۰۶۸

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب المناقب، باب نسبة اليمن إلى إسماعيل، ۳: ۱۲۹۳، رقم: ۳۳۲۰

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب الفتنة من المشرق من حيث يطلع قرنا الشيطان، ۴: ۲۲۲۹، رقم: ۲۹۰۵

۳۔ مالك، الموطأ، كتاب الاستئذان، باب ما جاء في المشرق، ۲: ۹۷۵، رقم: ۱۷۵۷

۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۷۳، رقم: ۵۴۲۸

’’خبر دار ہو جاؤ! فتنہ اُدھر ہے۔ - آپ ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: - یہیں سے شیطان کا سینگ (یعنی شیطان کا گروہ) ظاہر ہوگا۔‘‘

۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو مشرق کی جانب چہرہ مبارک کرکے یہ فرماتے ہوئے سنا:

أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.(۱)

’’خبردار ہو جاؤ کہ فتنہ اُدھر (یعنی مشرق کی طرف) ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔‘‘

درج بالا فرامینِ نبوی ﷺ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خوارج کے ظہور کی پیشین گوئی کے ساتھ ساتھ ان کے ظہور کی سمت اور علاقہ بھی بتلا دیا گیا تھا۔ ان فرامین کے مطابق خوارج کا ظہور حرمین شریفین کی مشرقی سمت سے ہوگا۔ جب کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی درج ذیل حدیثِ مبارکہ میں آپ ﷺ نے اُس مشرقی علاقے کا نام بھی بتا دیا:

۵۔ ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ: اَللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اَللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللهِ، وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ: اَللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اَللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللهِ، وَفِي نَجْدِنَا؟

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ: الفتنة من قبل المشرق، ۶: ۲۵۹۸، رقم: ۶۶۸۰

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب الفتنة من المشرق من حيث يطلع قرنا الشيطان، ۴: ۲۲۲۸، رقم: ۲۹۰۵

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۹۱، رقم: ۵۶۵۹

فَأَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: هُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.(۱)

''حضور نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام میں برکت عطا فرما، اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے یمن میں برکت عطا فرما، (بعض) لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے نجد کے لئے بھی دعا فرمایئے؟ آپ ﷺ نے (پھر) دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے شام میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔ (بعض) لوگوں نے (پھر) عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے نجد کے لئے بھی۔ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ ارشاد فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینگ (یعنی گروہ) وہیں سے نکلے گا۔''

یہ فرمانِ نبوی ﷺ سوفیصد درست ثابت ہوا جب سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حرمین شریفین سے مشرق میں عراق کے بارڈر پر واقع علاقے نجد اور حروراء سے خوارج کا پہلا گروہ ظاہر ہوا تھا۔ اور وہیں سے ان کی مسلح دہشت گردی کی ابتداء ہوئی۔ انہی ارشادات میں آقا ﷺ نے واضح طور پر یہ بھی فرما دیا تھا کہ خوارج ہر دور میں نکلتے رہیں گے۔

اگر تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وطنِ عزیز پاکستان بھی حرمین شریفین سے

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ: الفتنة من قبل المشرق، ۶: ۲۵۹۸، رقم: ۶۶۸۱

۲۔ ترمذی، السنن، کتاب المناقب، باب في فضل الشام واليمن، ۵: ۷۳۳، رقم: ۳۹۵۳

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۱۱۸، رقم: ۵۹۸۷

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۶: ۲۹۰، رقم: ۷۳۰۱

مشرقی جانب واقع ہے۔ اس لئے اہل پاکستان کے لئے نماز میں قبلہ کی سمت مغرب ہی ہے۔ احادیث نبوی ﷺ میں سمتِ مشرق کے واضح بیان میں لفظ کے عموم کے تحت اس توسیعی اطلاق کو بھی خارج از امکان قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہاں بھی خوارج کی صفات و علامات کے حاملین نے دہشت گردی اور تباہی و بربادی پھیلا کر قیامتِ صغریٰ بپا کر رکھی ہے۔ آئے روز درجنوں لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور سیکڑوں زخمی ہو جاتے ہیں۔ مسجدوں اور مزارات کو مسمار کر دیا جاتا ہے۔ سول آبادیوں اور عام شہریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ بازاروں، مارکیٹوں اور زیادہ بھیڑ والی جگہوں کو بطور خاص نشانہ بنایا جاتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ دہشت پھیلائی جا سکے۔

اس اِطلاق کی تائید آگے بیان ہونے والی خوارج کی علامت سے بخوبی ہوجاتی ہے۔

۵۔ ’’خوارج دجال کے زمانے تک ہمیشہ نکلتے رہیں گے‘‘

احادیثِ مبارکہ میں یہ تصریح بھی فرما دی گئی ہے کہ خوارج قیامت تک ہر دور میں نکلتے رہیں گے حتی کہ ان کا آخری گروہ دجال کے زمانے میں ظاہر ہو گا جو اس کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو قتل کرے گا۔

۱۔ امام اَحمد اور امام نسائی حضرت شریک بن شہاب رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیثِ مبارکہ میں روایت کرتے ہیں:

كُنْتُ أَتَمَنَّى أَنْ أَلْقَى رَجُـلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَسْأَلُهُ عَنِ الْخَوَارِجِ، فَلَقِيْتُ أَبَا بَرْزَةَ فِي يَومِ عِيْدٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بِأُذُنِي وَرَأَيْتُهُ بِعَيْنِي أُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ، فَأَعْطَى مَنْ عَنْ يَمِيْنِهِ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ، وَلَمْ يُعْطِ مَنْ

وَرَاءَهُ شَيْئًا، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ وَرَائِهِ. فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ، رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُوْمُ الشَّعْرِ، عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ غَضَبًا شَدِيْدًا، وَقَالَ: وَاللهِ، لَا تَجِدُوْنَ بَعْدِي رَجُلًا هُوَ أَعْدَلُ مِنِّي، ثُمَّ قَالَ: يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هَذَا مِنْهُمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ، لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ.(۱)

’’مجھے اس بات کی شدید خواہش تھی کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے کسی صحابی سے ملوں اور ان سے خوارج کے متعلق دریافت کروں۔ اتفاقاً میں نے عید کے روز حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کو ان کے کئی دوستوں کے ساتھ دیکھا تو میں نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ نے خارجیوں کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، میں نے اپنے کانوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں کچھ مال پیش کیا گیا اور آپ ﷺ نے اس مال کو ان لوگوں میں تقسیم فرما دیا جو دائیں اور بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے، اور جو لوگ پیچھے بیٹھے تھے آپ ﷺ نے انہیں

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۴۲۱
۲۔ نسائي، السنن، كتاب تحريم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه في الناس، ۷: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۳
۳۔ نسائي، السنن الكبرى، ۲: ۳۱۲، رقم: ۳۵۶۶
۴۔ بزار، المسند، ۹: ۲۹۴، رقم: ۳۸۴۶
۵۔ طيالسي، المسند، ۱: ۱۲۴، رقم: ۹۲۳

کچھ عنایت نہ فرمایا۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا، اے محمد! آپ نے تقسیم میں عدل نہیں کیا۔ وہ شخص سیاہ رنگ، سر منڈا اور سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ شدید ناراض ہوئے اور فرمایا: خدا کی قسم! تم میرے بعد مجھ سے بڑھ کر کسی شخص کو انصاف کرنے والا نہ پاؤ گے، پھر فرمایا: آخری زمانے میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے یہ شخص بھی انہیں لوگوں میں سے ہے۔ وہ قرآن مجید کی تلاوت کریں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ سرمنڈے ہوں گے، یہ ہمیشہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ جب تمہارا (میدانِ جنگ میں) ان سے سامنا ہو تو انہیں قتل کر دو۔ وہ تمام مخلوق سے بدترین ہیں۔''

۲۔ امام احمد بن حنبل اور امام حاکم حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

سَيَخْرُجُ أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، كُلَّمَا خَرَجَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قُطِعَ كُلَّمَا خَرَجَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قُطِعَ حَتَّى عَدَّهَا زِيَادَةً عَلَى عَشْرَةِ مَرَّاتٍ، كُلَّمَا خَرَجَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قُطِعَ حَتَّى يَخْرُجَ الدَّجَّالُ فِي بَقِيَّتِهِمْ. (۱)

''میری امت میں مشرق کی جانب سے کچھ ایسے لوگ نکلیں گے جو قرآن

---

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۱۹۸، رقم: ۶۸۷۱
۲۔ حاکم، المستدرك، ۴: ۵۳۳، رقم: ۸۴۹۷
۳۔ ابن حماد، الفتن، ۲: ۵۳۲
۴۔ ابن راشد، الجامع، ۱۱: ۳۷۷
۵۔ آجري، الشريعة: ۱۱۳، رقم: ۲۶۰

پڑھتے ہوں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور ان میں سے جو بھی شیطانی گروہ جوں ہی نکلے گا وہ (فوجی آپریشن کی صورت میں) ختم کر دیا جائے گا۔ ان میں سے جو بھی شیطانی گروہ جوں ہی نکلے گا (ریاستی اِدارے) ان کا خاتمہ کر دیں گے۔ (یہ قُطِعَ کا معنی مرادی ہے۔ قطع کر دیے جانے کی معنوی مناسبت فوجی آپریشن کے ساتھ زیادہ بنتی ہے۔) یہاں تک کہ آپ ﷺ نے یوں ہی دس دفعہ سے بھی زیادہ بار دہرایا اور فرمایا: ان میں سے جو بھی شیطانی گروہ جب بھی نکلے گا اسے کاٹ دیا جائے گا یہاں تک کہ ان ہی کی باقی ماندہ نسل میں دجال نکلے گا۔‘‘

لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ کے ذریعے آقا ﷺ نے اِس وہم کا ازالہ بھی فرما دیا کہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ خوارج صرف ایک ہی بار ظاہر ہوئے تھے جن کا خاتمہ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں کیا۔ بلکہ یہ خوارج کا پہلا گروہ تھا جس سے اس تحریک کا آغاز ہوا، حدیثِ نبوی ﷺ کے مطابق یہ خوارج ہر دور میں وقتاً فوقتاً نکلتے رہیں گے حتیٰ کہ اس کا آخری گروہ ظہورِ دجال کے وقت مسلح ہو کر نکلے گا۔ اور تاریخ کے ہر دور میں یہ خوارج جب بھی نکلیں گے مسلم ریاستوں کے خلاف جنگ کرتے رہیں گے، بندوق اور ہتھیار اٹھا کر مسلمانوں کا قتل عام کرتے رہیں گے۔ یہی دہشت گردی ان کی پہچان ہوگی۔ مزید یہ کہ احادیث میں ’’قرن‘‘ کا لفظ آیا ہے، جس کا معنی ہے: القرن: القوم المُقْتِرُوْن فِي زَمَنٍ وَاحِدٍ (ایک دور میں لوگوں کا ایک گروہ جو باہم مربوط و منظّم ہو)۔

مگر لغوی لحاظ سے اس کا دوسرا معنی بھی ہے اور وہ یہ کہ قَرْنٌ سینگ کو بھی کہتے ہیں، جسے جانور اپنے دشمن کے لیے ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ قرن کا استعارہ استعمال کرکے گویا یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ وہ لوگ ہتھیار اٹھا کر بغاوت کریں گے۔ قَرْنُ الشَّيْطَان کا مطلب ہے کہ وہ ہتھیار شیطانی مقاصد پورے کرنے کے لیے استعمال ہوں گے۔ لوگوں کا قتل عام اور انسانیت کی بربادی شیطان کا اولین مقصد ہے۔

۳۔ اسی مضمون کو امام ابن ماجہ نے بھی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ، أَكْثَرَ مِنْ عِشْرِينَ مَرَّةً، حَتَّى يَخْرُجَ فِي عِرَاضِهِم الدَّجَّالُ.(۱)

’’گروہِ خوارج جب بھی ظاہر ہوگا اسے ختم کر دیا جائے گا۔ ایسا بیس سے زائد بار ہوگا، حتیٰ کہ (سب سے) آخری (گروہ) میں دجال ظاہر ہوگا۔‘‘

۶۔ ’’خوارج دین سے خارج ہوں گے‘‘

۱۔ امام بخاری سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ.(۲)

(۱) ابن ماجه، السنن، المقدمة، باب فی ذكر الخوارج، ۱: ۶۱، رقم: ۱۷۴

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، ۶: ۲۵۳۹، رقم: ۶۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۶، رقم: ۱۰۶۶

۳۔ نسائي، السنن، كتاب تحريم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه في الناس، ۷: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۲

۴۔ ابن ماجه، السنن، المقدمة، باب في ذكر الخوارج، ۱: ۵۹، رقم: ۱۶۸

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۸۱، ۱۱۳، ۱۳۱، رقم: ۶۱۶، ۹۱۲، ۱۰۸۶

’’خوارج دین سے یوں خارج ہوں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔‘‘

۲۔ سنن ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَمْرُقُوْنَ مِنَ الإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ.(۱)

’’خوارج دین سے یوں خارج ہوں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔‘‘

علامہ بدرالدین العینی مذکورہ بالا احادیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قوله صلی الله علیه وآله وسلم: ”يمرقون من الدين“ من المروق وهو الخروج. يقال: مرق من الدين مروقاً خرج منه ببدعته وضلالته. وفي رواية سويد بن غفلة عند النسائي والطبري: يمرقون من الإسلام، وفي رواية للنسائي: يمرقون من الحق.(۲)

’’آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: ’’وہ دین سے خارج ہو جائیں گے۔‘‘ یمرقون کا لفظ مروق سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے: باغی ہونا؛ خارج ہوجانا۔ جس طرح کہا جاتا ہے: وہ اپنی بدعت و ضلالت کے سبب دین سے خارج ہو گیا۔ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں امام نسائی اور امام طبری سے یہ الفاظ مروی ہیں: وہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔ امام نسائی کی ایک روایت کے

(۱) ترمذی، السنن، کتاب الفتن، باب في صفة المارقة، ۴: ۴۸۱، رقم: ۲۱۸۸

امام ترمذی نے السنن میں اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرمایا: یہ روایت حضرت علی، حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۲) بدر الدین عینی، عمدة القاری، ۱۶: ۲۰۹

الفاظ ہیں: وہ حق سے خارج ہو جائیں گے۔''

علامہ انور شاہ کشمیری مروق کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

المروق هو الخروج من حيث لا يدري. (۱)

''مروق سے مراد ایسا خروج ہے جس میں کوئی پختہ سوچ سمجھ شامل نہ ہو (یعنی جدھر منہ اٹھایا چل پڑے)۔''

اِس مضمون پر مشتمل درجنوں احادیث صحاحِ ستہ میں وارد ہوئی ہیں، جن کا ہم پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں۔

۷۔ ''خوارج جہنم کے کتّے ہوں گے''

انسانوں کے قتلِ عام اور سفاکانہ دہشت گردی کی پاداش میں رسول اللہ ﷺ نے خوارج کو جہنم کے کتے قرار دیا ہے۔

۱۔ سنن ترمذی میں امام ابو غالب نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

فَقَالَ أَبُوْ أُمَامَةَ رضی الله عنه: كِلَابُ النَّارِ شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيْمِ السَّمَاءِ خَيْرُ قَتْلَى مَنْ قَتَلُوْهُ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ قُلْتُ لِأَبِي أُمَامَةَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا حَتَّى عَدَّ سَبْعًا مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ. (۲)

---

(۱) شبير احمد عثماني، فتح الملهم، ۵: ۱۶۸

(۲) ۱۔ ترمذی، السنن، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ۵: ۲۲۶، رقم: ۳۰۰۰

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۵۶، رقم: ۲۲۲۶۲

’’حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (یہ خوارج) جہنم کے کتے ہیں، آسمان کے نیچے بدترین مقتول ہیں اور وہ شخص بہترین مقتول ہے جسے انہوں نے قتل کیا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿جس دن کئی چہرے سفید ہوں گے اور کئی چہرے سیاہ ہوں گے۔﴾ حضرت ابو غالب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا آپ نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اگر میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے (یہ فرمان) ایک، دو، تین، چار یہاں تک کہ سات بار بھی سنا ہوتا تو تم سے بیان نہ کرتا (یعنی میں نے یہ بات خود حضور ﷺ سے متعدد بار سنی ہے)۔‘‘

۲۔ امام ابن ابی شیبہ، بیہقی اور طبرانی نے حضرت ابو غالب سے روایت کیا کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے خوارج اور حروریہ کے متعلق بیان فرمایا:

كِلَابُ جَهَنَّمَ، شَرُّ قَتْلَى قُتِلُوْا تَحْتَ ظِلِّ السَّمَاءِ، وَ مَنْ قَتَلُوْا خَيْرُ قَتْلَى تَحْتَ السَّمَاءِ ...... إلى الآخر. (۱)

’’یہ جہنم کے کتے ہیں اور زیرِ آسمان تمام مقتولوں سے بدترین مقتول ہیں اور ان کے ہاتھوں شہید ہونے والے زیرِ آسمان تمام شہیدوں سے بہترین شہید ہیں۔‘‘

۳۔ سعید بن جہمان بیان کرتے ہیں:

كَانَتِ الْخَوَارِجُ قَدْ تَدْعُوْنِي حَتَّى كِدْتُ أَنْ أَدْخُلَ فِيْهِمْ، فَرَأَتْ

...... ۳۔ حاكم، المستدرك، ۲: ۱۶۳، رقم: ۲۶۵۵
۴۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۸: ۱۸۸
۵۔ طبراني، مسند الشاميين، ۲: ۲۴۸، رقم: ۱۲۷۹

(۱) ۱۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۷: ۵۵۴، رقم: ۳۷۸۹۲
۲۔ طبراني، المعجم الكبير، ۸: ۲۶۷، ۲۶۸، رقم: ۸۰۳۴، ۸۰۳۵
۳۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۸: ۱۸۸

أُخْتُ أَبِي بِلاَلٍ فِي النَّوْمِ أَنَّ أَبَا بِلاَلٍ كَلْبٌ أَهْلَبُ أَسْوَدُ عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ. فَقَالَتْ: بِأَبِي أَنْتَ يَا أَبَا بِلاَلٍ مَا شَأْنُكَ أَرَاكَ هَكَذَا؟ فَقَالَ: جُعِلْنَا بَعْدَكُمْ كِلاَبَ أَهْلِ النَّارِ، وَكَانَ أَبُوْ بِلاَلٍ مِنْ رُؤُوْسِ الْخَوَارِجِ.(۱)

''خوارج مجھے (اپنی طرف) دعوت دیا کرتے تھے (سو اس دعوت سے متاثر ہو کر) قریب تھا کہ میں ان کے ساتھ شامل ہو جاتا کہ ابو بلال (خارجی) کی بہن نے خواب دیکھا کہ ابو بلال کالے لمبے بالوں والے کتے کی شکل میں ہے، اس کی آنکھیں بہہ رہی تھیں۔ بیان کیا کہ اس نے کہا: اے ابو بلال! میرا باپ تجھ پر قربان! کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں اس حال میں دیکھ رہی ہوں؟ اس نے کہا: ہم لوگ تمہارے بعد دوزخ کے کتے بنا دیئے گئے ہیں۔ ابو بلال خارجیوں کے سرداروں میں سے تھا۔''

۸۔ ''خارجی گروہوں کی ظاہری دین داری سے دھوکہ نہ کھایا جائے''

خوارج تلاوتِ قرآن اور نماز روزہ کے سخت پابند تھے، ان کی گفتگو میں دنیا کی بے ثباتی، زہد و تقویٰ کی ترغیب و تحریص، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا بہت زیادہ اہتمام اور امارت اور عہدہ قبول کرنے سے ہر ایک کا عذر و گریز ایسے اُمور ہیں کہ ان امور کا پایا جانا کسی بھی شخص کو ظاہراً دین دار بلکہ متقی اور مجاہد سمجھنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام ابن ماجہ اور احمد بن حنبل حضرت ابو سلمہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابو سلمہ نے بیان کیا ہے:

(۱) ۱۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۷: ۵۵۵، رقم: ۳۷۸۹۵
۲۔ عبد الله بن أحمد، السنة، ۲: ۶۳۴، رقم: ۱۵۰۹

۱۔ قُلْتُ لِأَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ: هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَذْكُرُ فِي الْحَرُوْرِيَّةِ شَيْئًا؟ فَقَالَ: سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ قَوْمًا يَتَعَبَّدُوْنَ (وفي رواية أحمد: يَتَعَمَّقُوْنَ فِي الدِّيْنِ) يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصَوْمَهُ مَعَ صَوْمِهِمْ.(۱)

’’میں نے حضرت ابو سعید خدری ﷺ سے دریافت کیا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے حروریہ (یعنی خوارج) کے متعلق کوئی حدیث سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا: (ہاں) آپ ﷺ نے ایک گروہ کا ذکر فرمایا جو خوب عبادت کرے گا، (امام احمد کی ایک روایت میں ہے کہ وہ دین میں انتہائی پختہ نظر آئیں گے) (یہاں تک کہ) تم اپنی نمازوں اور روزوں کو ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں کمتر سمجھو گے۔‘‘

یہی سبب ہے کہ خود کئی صحابہ کرام ﷺ کو ان کے معاملے میں شبہ وارد ہوتا تھا۔ عبداللہ بن عباس ﷺ جیسے شخص کہتے ہیں کہ ایسے زاہد و عابد لوگ میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ جیسا کہ امام حاکم اور نسائی کی بیان کردہ درج ذیل روایت میں بیان ہوا ہے:

۲۔ قال عبد الله بن عباس: فأتيتهم وهم مجتمعون فى دارهم قائلون، فسلمت عليهم. فقالوا: مرحبا بک يا ابن عباس. قال ابن عباس: وأتيت قومًا لم أر قومًا قط أشد اجتهادًا منهم مسهمة وجوهم من السهر كأن أيديهم وركبهم تثنى عليهم.(۲)

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، المقدمة، باب في ذكر الخوارج، ۱: ۶۰، رقم: ۱۶۹
۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۳۳، رقم: ۱۱۳۰۹
۳۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۷: ۵۵۷، رقم: ۳۷۹۰۹
(۲) ۱۔ حاكم، المستدرك، ۲: ۱۶۴، رقم: ۲۶۵۶

’’حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے) ان کے پاس ایک گھر میں گیا جہاں وہ سب جمع تھے۔ میں نے ان پر سلام کیا۔ انہوں نے اس کے جواب میں کہا: مرحبا! اے ابنِ عباس (یعنی صحابی رسول کو جواباً وعلیکم السلام بھی نہ کہا)۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ان لوگوں سے زیادہ عبادت میں مجاہدہ کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا تھا۔ ان کے چہرے زیادہ جاگنے کی وجہ سے سوکھ گئے تھے اور ہاتھ پاؤں ٹیڑھے معلوم ہوتے تھے۔‘‘

۳۔ خوارج کی کثرتِ عبادت و ریاضت کا حال حضرت جندب رضی اللہ عنہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

لما فارقت الخوارج عليًّا خرج في طلبهم وخرجنا معه، فانتهينا إلى عسكر القوم فإذا لهم دوي كدوي النحل من قراءة القرآن، وفيهم أصحاب الثفنات وأصحاب البرانس، فلما رأيتهم دخلني من ذلک شدة فتنحيت فركزت رمحي ونزلت عن فرسي ووضعت برنسي، فنشرت عليه درعي، وأخذت بمقود فرسي فقمت أصلي إلى رمحي وأنا أقول في صلاتي: اللهم إن كان قتال هؤلاء القوم، لک طاعة فإذن لي فيه، وإن كان معصية فأرني براءتک. [1]

۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۱۶۵، رقم: ۸۵۷۵
۳۔ عبد الرزاق، المصنف، ۱۰: ۱۵۸
۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰: ۲۵۷، رقم: ۱۰۵۹۸
۵۔ بیہقی، السنن الکبری، ۸: ۱۷۹

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۴: ۲۲۷، رقم: ۴۰۵۱
۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴: ۲۲۷

’’جب خوارج علیحدہ ہو گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے تعاقب میں نکلے تو ہم بھی ساتھ تھے۔ جب ہم خوارج کے لشکر کے قریب پہنچے تو قرآن مجید پڑھنے کا ایک شور سنائی دیا۔ ان خوارج کی یہ حالت تھی کہ تہبند بندھے ہوئے، ٹوپیاں اوڑھے ہوئے کمال درجہ کے زاہد و عابد نظر آتے تھے۔ ان کا یہ حال دیکھ کر ان سے قتال مجھ پر نہایت شاق ہوا۔ میں نے ایک طرف نیزہ گاڑ کر ٹوپی اور زرہ اس پر لگا دی اور گھوڑے سے اتر کر نیزہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا شروع کی اور اس میں یہ دعا کی: ’’الٰہی! اگر اس گروہ کا قتل کرنا تیری طاعت ہے تو مجھے اجازت مل جائے اور اگر معصیت ہے تو مجھے اس رائے پر آگاہی نصیب ہو جائے۔‘‘

حضرت جندب رضی اللہ عنہ پر خوارج کے ظاہری زہد وعبادت اور تدین کا اتنا اثر تھا کہ ان کے ساتھ جنگ کرنے میں بھی متردد تھے۔ انہوں نے بالآخر اسی لمحہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ اور پیشین گوئیاں سنیں جو درست ثابت ہوئیں۔ اس سے ان کو شرحِ صدر نصیب ہوگیا کہ یہ ہلاک کیے جانے کے ہی مستحق ہیں۔

دورِ حاضر کے خوارج ظاہری لحاظ سے بڑے متقی و پرہیزگار نظر آتے ہیں، مگر اپنی باطنی کیفیت، دین دشمن کارروائیوں اور ناحق قتل و غارت گری و دہشت گردی کے پیشِ نظر احادیث میں انہیں سب سے بڑا فتنہ اور بدترین مخلوق قرار دیا گیا ہے۔ وہ بے شک قرآن مجید کی آیات پڑھتے ہیں مگر کافروں کے بارے میں وارِد ہونے والی آیات کا اطلاق مسلمانوں پر کرتے ہیں۔ اپنی نام نہاد فکر کی بناء پر مسلمانوں کو کافر بنا کر ان کے قتل کا جواز بناتے ہیں۔

۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۹۶

۴۔ شوکانی، نیل الأوطار، ۷: ۳۴۹

۹۔ ’’خوارج شریر ترین لوگ ہیں‘‘

خوارج کو حضور نبی اکرم ﷺ نے اور آپ ﷺ کی اتباع میں صحابہ و تابعین نے تمام مخلوق میں بدترین طبقہ قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں بعض روایات درج ذیل ہیں:

أخرج البخاري في صحيحه في ترجمة الباب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَمَا كَانَ اللهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُوْنَ﴾(۱) وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللهِ، وَقَالَ: إِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ.

وقال العسقلاني في الفتح: وصله الطبري في مسند علي من تهذيب الآثار من طريق بكير بن عبد الله بن الأشج: أَنَّهُ سَأَلَ نَافِعًا كَيْفَ كَانَ رَأَى ابْنُ عُمَرَ فِي الْحَرُوْرِيَّةِ؟ قَالَ: كَانَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللهِ، انْطَلَقُوْا إِلَى آيَاتِ الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا فِي الْمُؤْمِنِيْنَ.

قلت: وسنده صحيح، وقد ثبت في الحديث الصحيح المرفوع عند مسلم من حديث أبي ذر رضي الله عنه في وصف الخوارج: هُمْ شِرَارُ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ. وعند أحمد بسند جيد عن أنس مرفوعًا مثله.

وعند البزار من طريق الشعبي عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْخَوَارِجَ فَقَالَ: هُمْ شِرَارُ أُمَّتِي يَقْتُلُهُمْ خِيَارُ أُمَّتِي. وسنده حسن.

(۱) التوبة، ۹: ۱۱۵

وعند الطبراني من هذا الوجه مرفوعا: **هُمْ شِرَارُ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ يَقْتُلُهُمْ خَيْرُ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ**. وفي حديث أبي سعيد رضي الله عنه عند أحمد: **هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ**.

وفي رواية عبيد الله بن أبي رافع عن علي رضي الله عنه عند مسلم: **مِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللهِ إِلَيْهِ**.

وفي حديث عبد الله بن خباب رضي الله عنه يعني عن أبيه عند الطبراني: **شَرُّ قَتْلَى أَظَلَّتْهُمُ السَّمَاءُ وَأَقَلَّتْهُمُ الْأَرْضُ**. وفي حديث أبي أمامة رضي الله عنه نحوه.

وعند أحمد وابن أبي شيبة من حديث أبي برزة مرفوعًا في ذكر الخوارج: **شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ يَقُولُهَا ثَلَاثًا**.

وعند ابن أبي شيبة من طريق عمير بن إسحاق عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه: **هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ**. وهذا مما يؤيد قول من قال بكفرهم.(۱)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب، استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، ۶: ۲۵۳۹
۲۔مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب الخوارج شر الخلق والخليقة، ۲: ۷۵۰، الرقم:۱۰۶۷
۳۔ أبوداود، السنن، كتاب السنة، باب في قتال الخوارج، ۴: ۲۴۳، رقم: ۴۷۶۵
۴۔ نسائي، السنن، كتاب تحريم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه في الناس، ۷: ۱۱۹، ۱۲۰، رقم: ۴۱۰۳
۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۵، ۲۲۴، رقم: ۱۱۱۳۳

’’امام بخاری نے اپنی صحیح میں باب کے عنوان کے طور پر یہ حدیث روایت کی ہے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اور اللہ کی شان نہیں کہ وہ کسی قوم کو گمراہ کر دے۔ اس کے بعد کہ اس نے انہیں ہدایت سے نواز دیا ہو، یہاں تک کہ وہ ان کے لئے وہ چیزیں واضح فرمادے جن سے انہیں پرہیز کرنا چاہیئے۔﴾ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان (خوارج) کو اللہ تعالیٰ کی بد ترین مخلوق سمجھتے تھے (کیونکہ) انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ان آیات کا - جو کفار کے حق میں نازل ہوئی تھیں - اطلاق مومنین پر کرنا شروع کر دیا تا کہ اہلِ ایمان کو کافر و مشرک قرار دے سکیں۔

’’امام عسقلانی فتح الباری میں بیان کرتے ہیں کہ امام طبری نے اس حدیث کو تھذیب الآثار میں بکیر بن عبد اللہ بن اَشَج کے طریق سے مسند علی رضی اللہ عنہ میں شامل کیا ہے کہ ’’انہوں نے نافع سے پوچھا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حروریہ (خوارج) کے بارے میں کیا رائے تھی؟ انہوں نے فرمایا: وہ اِنہیں اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق خیال کیا کرتے تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ان آیات کو لیا جو کفار کے حق میں نازل ہوئی تھیں اور ان کا اطلاق مومنین پر کیا۔

’’مزید برآں امام عسقلانی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں: اس حدیث کی سند صحیح ہے اور یہ سند حدیثِ صحیح مرفوع میں امام مسلم کے ہاں ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی

------- ٦۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ٧: ٥٥٧، ٥٥٩، رقم: ٣٧٩٠٥
٧۔ بزار، المسند، ٩: ٢٩٤، ٣٠٥، رقم: ٣٨٤٦
٨۔ طبراني، المعجم الأوسط، ٦: ١٨٦، رقم: ٦١٤٢
٩۔ طبراني، المعجم الأوسط، ٧: ٣٣٥، الرقم: ٧٦٦٠
١٠۔ طبرانى، المعجم الصغير، ١: ٤٢، رقم: ٣٣
١١۔ عسقلاني، فتح البارى، ١٢: ٢٨٦، رقم: ٦٥٣٢

خوارج کے وصف والی حدیث سے بھی ثابت ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ ''وہ تمام مخلوق میں سے بدترین لوگ ہیں۔'' اور امام احمد بن حنبل کے ہاں بھی اسی کی مثل حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع حدیث ثابت ہے۔

''امام بزار، شعبی سے اور وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: حضور نبی اکرم ﷺ نے خوارج کا ذکر کیا اور فرمایا: ''وہ میری امت کے بدترین لوگ ہیں اور انہیں میری امت کے بہترین لوگ قتل کریں گے۔'' اوراس حدیث کی سند حسن ہے۔

''امام طبرانی کے ہاں اسی طریق سے مرفوع حدیث میں مروی ہے کہ ''خوارج تمام مخلوق میں سے بدترین ہیں اور ان کو (اُس دور کے) بہترین لوگ قتل کریں گے۔''

''امام احمد بن حنبل کے ہاں حضرت ابوسعید والی حدیث میں ہے کہ خوارج مخلوق میں سب سے بدترین لوگ ہیں۔

''امام مسلم نے عبیداللہ بن ابی رافع کی روایت میں بیان کیا ہے جو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہ (خوارج) اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے اس کے نزدیک سب سے بدترین لوگ ہیں۔

''امام طبرانی کے ہاں عبداللہ بن خباب والی حدیث میں ہے جو کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ''یہ (خوارج) بدترین مقتول ہیں جن پر آسمان نے سایہ کیا اور زمین نے ان کو اٹھایا۔'' اور ابوامامہ والی حدیث میں بھی یہی الفاظ ہیں۔

''امام احمد بن حنبل اور ابن ابی شیبہ، ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو مرفوعاً خوارج کے ذکر میں بیان کرتے ہیں کہ ''خوارج، مخلوق میں سے بدترین لوگ ہیں۔'' ایسا تین بار فرمایا۔

''اور ابن ابی شیبہ، عمر بن اسحاق کے طریق سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''خوارج بدترین مخلوق ہیں۔'' اور یہ وہ چیز ہے جو اس شخص کے قول کی تائید کرتی ہے جو ان کو کافر قرار دیتا ہے۔''

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ مَا أَتَخَوَّفُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ قَرَأَ الْقُرْآنَ حَتَّى إِذَا رُئِيَتْ بَهْجَتُهُ عَلَيْهِ وَكَانَ رِدْئًا لِلْإِسْلَامِ غَيْرَهُ إِلَى مَا شَاءَ اللهُ فَانْسَلَخَ مِنْهُ وَنَبَذَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ وَسَعٰى عَلَى جَارِهِ بِالسَّيْفِ وَرَمَاهُ بِالشِّرْكِ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، أَيُّهُمَا أَوْلٰى بِالشِّرْكِ الْمَرْمِيُّ أَمِ الرَّامِي قَالَ: بَلِ الرَّامِي.(۱)

''بے شک مجھے جس چیز کا تم پر خدشہ ہے وہ یہ کہ ایک ایسا آدمی ہوگا (یعنی کچھ لوگ ایسے ہوں گے) جس نے قرآن پڑھا یہاں تک کہ اُس پر قرآن کا جمال آ گیا۔ سو جب تک اللہ نے چاہا وہ اسلام کی خاطر دوسروں کی پشت پناہی بھی کرتا رہا۔ بالآخر وہ قرآن سے دور ہوگیا اور اس کو اپنی پشت پیچھے پھینک دیا، اپنے پڑوسی پر تلوار لے کر چڑھ دوڑا، اس پر شرک کا الزام لگایا (اور اس بنا پر اس کے قتل کے درپے ہوگیا)۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! ان دونوں میں سے کون زیادہ شرک کے قریب ہوگا، شرک کا الزام لگانے والا یا جس پر شرک کا الزام لگایا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: شرک کا الزام لگانے والا (خود شرک کے قریب ہوگا)۔''

(۱) ۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۱: ۲۸۲، رقم: ۸۱
۲۔ بزار، المسند، ۷: ۲۲۰، رقم: ۲۷۹۳
۳۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۴: ۳۰۱، رقم: ۲۹۰۷
۴۔ طبراني، المعجم الکبیر، ۲۰: ۸۸، رقم: ۱۶۹ (عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ)

نہایت اَہم نکتہ

۱۔ صفوان بن محرز نے حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ ایک گروہ کے پاس سے گزرے جو (بڑی خوش الحانی سے) قرآن حکیم پڑھ رہا تھا، حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں فرمایا:

لَا يَغُرَّنَّکَ هٰؤُلَاءِ إِنَّهُمْ يَقْرَأُوْنَ الْقُرْآنَ الْيَوْمَ وَيَتَجَالَدُوْنَ بِالسُّيُوْفِ غَدًا. (۱)

’’تمہیں ان کا (اتنے خوب صورت انداز میں) قرآن پڑھنا دھوکے میں نہ ڈالے۔ یہ لوگ آج قرآن پڑھ رہے ہیں اور کل یہی لوگ اسلحہ لے کر (مسلمانوں کے خلاف) بر سرِ پیکار ہوں گے۔‘‘

۲۔ حضرت حرب بن اسماعیل الکرمانی سے مروی ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

اَلْخَوَارِجُ قَوْمُ سُوْءٍ، لَا أَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ قَوْمًا شَرًّا مِنْهُمْ، وَقَالَ: صَحَّ الْحَدِيْثُ فِيهِمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمِنْ عَشَرَةِ وُجُوهٍ. (۲)

’’خوارج بہت ہی برا گروہ ہے، روئے زمین پر اس سے بری قوم میرے علم میں نہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ان کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ کی

(۱) ۱۔ طبراني، المعجم الکبير، ۲: ۱۶۷، رقم: ۱۶۸۵
۲۔ منذری، الترغيب والترهيب، ۳: ۱۶۶، رقم: ۳۵۱۳
۳۔ ديلمي، مسند الفردوس، ۴: ۱۳۴، رقم: ۶۴۱۹
۴۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۶: ۲۳۱
(۲) أبو بکر الخلال نے اسے ”السنة (باب الإنکار علی من خرج علی السلطان، ص: ۱۴۵، رقم: ۱۱۰)‘‘ میں اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث صحیح ہے اور دس طرق سے اس کی سند صحیح طور پر ثابت ہے۔‘‘

۳۔ حضرت یوسف بن موسیٰ سے مروی ہے کہ امام احمد بن حنبل سے عرض کیا گیا کہ کیا خوارج کافر ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ دین سے خارج ہو جانے والے لوگ ہیں۔ آپ سے پھر عرض کیا گیا کہ کیا یہ کافر ہیں؟ تو انہوں نے پھر وہی جواب دیا کہ وہ دین سے نکل جانے والے لوگ ہیں۔‘‘(۱)

۱۰۔ فرمانِ نبوت: فتنۂ خوارج کی مکمل سرکوبی کی جائے

گزشتہ صفحات میں جس طرح ہم نے قرآنی آیات اور احادیث نبوی سے ماخوذ خوارج کے عقائد و نظریات، علامات اور بدعات کا تذکرہ کیا ہے، اسی طرح ذیل میں اُن احادیث نبوی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جن میں حضور نبی اکرم ﷺ نے اس فتنے کی سرکوبی کا واضح حکم فرمایا ہے۔

(۱) ’’خوارج کا کلیتاً خاتمہ واجب ہے‘‘

احادیثِ مبارکہ میں وارِد الفاظ - فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ اور فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ - کے حکم کے تحت اُن کا خاتمہ واجب ہے۔ علاوہ ازیں دیگر بے شمار احادیث ایسی بھی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں انہیں پا لوں تو انہیں ضرور قتل کر دوں گا۔ اس باب میں چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ

(۱) أبو بكر الخلال نے اسے ”السنة (باب الإنكار على من خرج على السلطان، ص: ۱۴۵، رقم: ۱۱۱)“ میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، لاَ يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ، فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.[1]

’’عنقریب آخری زمانے میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے، وہ نوعمر اور ناپختہ سمجھ لڑکے ہوں گے، وہ اسلامی تعلیمات پیش کریں گے لیکن ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے یوں خارج ہوں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔ پس تم (دورانِ جنگ) جہاں بھی انہیں پاؤ قتل کر دو کیونکہ ان کو قتل کرنے والوں کو قیامت کے دن بڑا اجر ملے گا۔‘‘

امام ترمذی ’’السنن (كتاب الفتن، باب فى صفة المارقة، ۴: ۴۸۱، رقم: ۲۱۸۸)‘‘ میں اس حدیث کو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ روایت حضرت علی، حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، ۶: ۲۵۳۹، رقم: ۶۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۶، رقم: ۱۰۶۶

۳۔ نسائي، السنن، كتاب تحريم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه في الناس، ۷: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۲

۴۔ ابن ماجه، السنن، المقدمة، باب في ذكر الخوارج، ۱: ۵۹، رقم: ۱۶۸

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۸۱، ۱۱۳، ۱۳۱، رقم: ۶۱۶، ۹۱۲، ۱۰۸۶

امام ترمذی کے قائم کردہ ترجمۃ الباب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خوارج جیسے عقائد ونظریات رکھنے والے لوگوں اور گروہوں کا شمار بھی خوارج میں ہوگا اور ان پر خوارج کا ہی حکم صادر ہوگا۔

۲۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِيءِ هَذَا قَوْمٌ ...... قَالَ: لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ. (۱)

’’اس کی نسل سے ایسے لوگ یعنی خوارج پیدا ہوں گے۔ ......آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو ضرور بالضرور اُنہیں قومِ ثمود کی طرح قتل کر دوں گا۔‘‘

۳۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب المغازي، باب بعث علی بن أبي طالب وخالد بن الوليد إلى اليمن قبل حجة الوداع، ۴: ۱۵۸۱، رقم: ۴۰۹۴

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۲، ۷۴۳، رقم: ۱۰۶۴

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۴، رقم: ۱۱۰۲۱

۴۔ ابن خزيمة، الصحيح، ۴: ۷۱، رقم: ۲۳۷۳

۵۔ ابن حبان، الصحيح، ۱: ۲۰۵، رقم: ۲۵

۶۔ أبويعلى، المسند، ۲: ۳۹۰، رقم: ۱۱۶۳

يَمْرُقُوْنَ مِنَ الإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الأَوْثَانِ، لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ.[1]

''اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، وہ بت پرستوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کو قتل کریں گے اگر میں انہیں پاؤں تو قوم عاد کی طرح ضرور بالضرور قتل کر دوں گا۔''

حافظ ابنِ حجر عسقلانی اِس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قوله ﷺ: ''يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ'' إلخ. وهو مما أخبر به ﷺ من المغيبات، فوقع كما قال.[2]

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب التوحید، باب قول الله تعالی: تعرج الملائكة والروح إليه، ۶: ۲۷۰۲، رقم: ۶۹۹۵
۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الأنبياء، باب قول الله: وأما عاد فأهلكوا بريح صرصر شديدة عاتية، ۳: ۱۲۱۹، رقم: ۳۱۶۶
۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۱، رقم: ۱۰۶۴
۴۔ أبوداود، السنن، كتاب السنة، باب في قتال الخوارج، ۴: ۲۴۳، رقم: ۴۷۶۴
۵۔ نسائي، السنن، کتاب تحريم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه في الناس، ۷: ۱۱۸، رقم: ۴۱۰۱
۶۔ نسائی، السنن، کتاب الزکاة، باب المؤلفة قلوبهم، ۵: ۸۷، رقم: ۲۵۷۸

(۲) عسقلانی، فتح الباری، ۸: ۶۹

''آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''وہ اہلِ اسلام کو قتل کریں گے۔'' (خوارج کے متعلق) یہ پیشین گوئی رسول اللہ ﷺ کے اخبارِ غیب میں سے ہے، پس اسی طرح ہوا جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔''

علامہ شبیر احمد عثمانی نے فتح الملهم میں یہی شرح لکھنے کے بعد یہ جملے بھی درج کیے ہیں:

وقال الأبيّ: ومن عجيب أمرهم ما يأتي أنهم حين خرجوا من الكوفة منابذين لعلي رضي الله عنه: لقوا في طريقهم مسلماً وكافراً، فقتلوا المسلم. (۱)

''اُبَی (بن کعب) نے کہا ہے: خوارج کا عجیب معاملہ سامنے آتا ہے جس وقت وہ کوفہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں نکلے تو راستے میں ان کی ملاقات ایک مسلمان اور ایک کافر سے ہوئی۔ انہوں نے کافر کو چھوڑ دیا مگر مسلمان کو مار ڈالا۔''

۴۔ امام احمد بن حنبل، ابوداود اور ابن ماجہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

سَيَكُوْنُ فِي أُمَّتِي اخْتِلَافٌ وَفُرْقَةٌ قَوْمٌ يُحْسِنُوْنَ الْقِيْلَ وَيُسِيْئُوْنَ الْفِعْلَ ...... هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ، طُوْبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوْهُ، يَدْعُوْنَ إِلَى كِتَابِ اللهِ وَلَيْسُوْا مِنْهُ فِي شَيءٍ، مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ أَوْلَى بِاللهِ مِنْهُمْ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا سِيْمَاهُمْ؟ قَالَ: التَّحْلِيْقُ. (۲)

---

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملهم، ۵: ۱۵۱

(۲) ۱۔ أبوداود، السنن، كتاب السنة، باب في قتال الخوارج، ۴: ۲۴۳، رقم: ۴۷۶۵

’’عنقریب میری امت میں اختلاف اور تفرقہ رونما ہوگا عین اس وقت ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو اپنے قول اور نعرے میں اچھے ہوں گے مگر اپنے طرزِ عمل اور روش میں نہایت برے ہوں گے۔ ...... وہ ساری مخلوق میں بدترین لوگ ہوں گے، خوش خبری ہو اُسے جو انہیں قتل کرے گا اور اُسے بھی جسے وہ خوارج شہید کریں گے۔ وہ اللہ ﷻ کی کتاب کی طرف بلائیں گے لیکن اس کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہوگا؛ ان کا قاتل ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: سر منڈانا۔‘‘

۵۔ امام احمد بن حنبل نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث بیان کی ہے جس کے رجال بھی ثقہ ہیں۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ جَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ، إِنِّي مَرَرْتُ بِوَادٍ كَذَا وَكَذَا فَإِذَا رَجُلٌ مُتَخَشِّعٌ، حَسَنُ الْهَيْئَةِ، يُصَلِّي فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: اِذْهَبْ إِلَيْهِ، فَاقْتُلْهُ، قَالَ: فَذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُوْبَكْرٍ، فَلَمَّا رَآهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ كَرِهَ أَنْ يَقْتُلَهُ، فَرَجَعَ إِلَى رَسُوْلِ

۲۔ ابن ماجه، السنن، المقدمة، باب في ذكر الخوارج، ۱: ۶۰، رقم: ۱۶۹

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۲۴، رقم: ۱۳۳۶۲

۴۔ حاكم، المستدرك، ۲: ۱۶۱، رقم: ۲۶۴۹

۵۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۸: ۱۷۱

۶۔ مقدسي نے ’’الأحاديث المختارة (۷: ۱۵، رقم: ۲۳۹۱، ۲۳۹۲)‘‘ میں اس کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔

۷۔ أبويعلى، المسند، ۵: ۴۲۶، رقم: ۳۱۱۷

اللهِ ﷺ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعُمَرَ: اِذْهَبْ فَاقْتُلْهُ فَذَهَبَ عُمَرُ فَرَآهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ الَّتِي رَآهُ أَبُوْبَكْرٍ قَالَ: فَكَرِهَ أَنْ يَقْتُلَهُ، قَالَ: فَرَجَعَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ، إِنِّي رَأَيْتُهُ يُصَلِّي مُتَخَشِّعًا فَكَرِهْتُ أَنْ أَقْتُلَهُ، قَالَ: يَا عَلِيُّ! اِذْهَبْ فَاقْتُلْهُ، قَالَ: فَذَهَبَ عَلِيٌّ، فَلَمْ يَرَهُ فَرَجَعَ عَلِيٌّ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ، إِنَّهُ لَمْ يَرَهُ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ هَذَا وَأَصْحَابَهُ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لاَ يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ حَتَّى يَعُوْدَ السَّهْمُ فِي فُوْقِهِ فَاقْتُلُوْهُمْ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ. (۱)

''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! میں فلاں فلاں وادی سے گزرا تو میں نے ایک نہایت متواضع ظاہراً خوبصورت دکھائی دینے والے شخص کو نماز پڑھتے دیکھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: اس کے پاس جاکر اسے قتل کردو۔ راوی نے کہا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی طرف گئے تو انہوں نے جب اسے نہایت خشوع سے نماز پڑھتے دیکھا تو اسے قتل کرنا مناسب نہ سمجھا اور حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں (اسے بغیر قتل کئے) واپس لوٹ آئے۔ راوی نے کہا: پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ اسے قتل کر دو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ گئے اور انہوں نے بھی اسے اسی حالت میں دیکھا جیسے کہ حضرت ابوبکر نے دیکھا تھا۔ انہوں نے بھی اس کے قتل کو ناپسند کیا۔ راوی نے بیان کیا کہ وہ بھی لوٹ آئے اورعرض کیا: یارسول اللہ! میں نے اسے نہایت خشوع وخضوع سے نماز

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۵، رقم: ۱۱۱۳۳
۲۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۶: ۲۲۵
۳۔ عسقلاني، فتح الباري، ۱۲: ۲۲۹

پڑھتے دیکھا تو (اس حالت میں) اسے قتل کرنا پسند نہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! جاؤ اسے قتل کر دو۔ راوی نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے، تو انہیں وہ نظر نہ آیا۔ (اتنے میں وہ شخص فارغ ہو کر جا چکا تھا) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس لوٹ آئے، عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کہیں دکھائی نہیں دیا۔ بیان کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یقیناً یہ اور اس کے ساتھی قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر وہ اس میں پلٹ کر نہیں آئیں گے یہاں تک کہ تیر پلٹ کر کمان میں نہ آ جائے (یعنی ان کا پلٹ کر دین کی طرف لوٹنا ناممکن ہے) سو تم انہیں (جب بھی پاؤ تو ریاستی سطح پر ان کے خلاف کارروائی کر کے انہیں) قتل کر دو۔ وہ بدترین مخلوق ہیں۔''

۶۔ امام ابن عبد البر روایت کرتے ہیں کہ عدی نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا کہ خوارج ہمارے سامنے آپ کو گالیاں دیتے ہیں۔ حضرت عمر نے انہیں جواب دیا:

إن سبوني فسبوهم أو اعفوا عنهم، وإن شهروا السلاح فأشهروا عليهم، وإن ضربوا فاضربوا. (۱)

''اگر وہ مجھے گالیاں دیں تو تم بھی انہیں اسی طرح جواب دو یا ان سے درگزر کرو، اگر وہ مسلح جد و جہد کریں تو تم بھی ان کے خلاف مسلح جد و جہد کرو اور اگر وہ قتل و غارت گری کریں تو تم بھی (ان کے خلاف قانونی کارروائی کر کے) انہیں قتل کر دو۔''

(۲) ائمہ حدیث کی اہم تصریحات

مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ سے بالکل صراحت کے ساتھ یہ حقیقت عیاں ہو جاتی

(۱) ابن عبد البر، التمهيد، ۲۳: ۳۳۸، ۳۳۹

ہے کہ خوارج سے جہاں بھی مقابلہ ہو انہیں کلیتاً قتل کر دیا جائے۔ اس کی وضاحت ائمہ و محدثین کے اقوال سے بھی ہوتی ہے جس میں انہوں نے یہی اُصول و ضوابط تصریحاً بیان کئے ہیں۔

۱۔ قاضی عیاض صحیح مسلم کی شرح ''إكمال المعلم بفوائد مسلم (۳: ۶۱۳، ۶۱۴)'' میں لکھتے ہیں:

أجمع العلماء على أن الخوارج وأشباههم من أهل البدع والبغي متى خرجوا وخالفوا رأي الجماعة، وشقوا عصا المسلمين، ونصبوا راية الخلاف، أن قتالهم واجب بعد إنذارهم والإعذار إليهم، قال الله تعالى: ﴿فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ﴾.(۱)

وهذا إذا كان بغيهم لأجل بدعة يكفرون بها، وإن كان بغيهم لغير ذلك لعصبية، أو طلب رئاسة دون بدعة، فلا يحكم في هؤلاء حكم الكفار بوجه، وحكمهم أهل البغي مجردًا على القول المتقدم.

''علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جب خوارج اور دیگر بدعتی و باغی گروہ (حکومتِ وقت کے خلاف) خروج کریں، جماعت کی مخالفت کریں، مسلمانوں کی جمعیت کو پارہ پارہ کریں اور اختلاف کا علم بلند کریں تو انہیں ڈرانے اور نصیحت کے طریقے استعمال کرنے کے بعد (مسلمانوں پر) ان کے ساتھ جنگ واجب ہو جاتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اس (گروہ) سے لڑو جو بغاوت کا مرتکب ہو رہا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے﴾۔

(۱) الحجرات، ۴۹: ۹

''اگر ان کی یہ دہشت گردی بدعت یعنی انتہاء پسندانہ خودساختہ عقائد و نظریات کے سبب ہوئی تو اس کے سبب انہیں کافر قرار دیا جائے گا اور اگر ان کی بغاوت بدعت کے علاوہ محض عصبیت یا طلبِ حکومت کی وجہ سے ہوئی تو پھر ان پر حکمِ کفار صادر نہیں ہوگا۔ صرف پہلی صورت میں ان پر باغی اور دہشت گرد ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔''

صاف ظاہر ہے کہ دورِ حاضر کے دہشت گردوں کے انتہاء پسندانہ نظریات اور اپنے سوا سب کو کافر و ملحد اور واجب القتل سمجھنے اور ان کی جانیں تلف کرنے کی روِش صریحاً بدعتِ مکفّرہ ہے اس لئے ان کا حکم باغیوں کا ہے۔

۲۔ امام نووی ''شرح صحیح مسلم (۷: ۱۷۰)'' میں لکھتے ہیں:

قوله ﷺ: ''فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا.'' هذا تصريح بوجوب قتال الخوارج والبغاة وهو إجماع العلماء، قال القاضي: أجمع العلماء على أن الخوارج وأشباههم من أهل البدع والبغي متى خرجوا على الإمام، وخالفوا رأي الجماعة وشقوا العصا، وجب قتالهم بعد إنذارهم والاعتذار إليهم.

وهذا كله ما لم يكفروا ببدعتهم، فإن كانت بدعة مما يكفرون به جرت عليهم أحكام المرتدين، وأما البغاة الذين لا يكفرون فيرثون ويورثون ودمهم فی حال القتال هدر، وكذا أموالهم التي تتلف فی القتال، والأصحّ أنهم لا يضمنون أيضا ما أتلفوه على أهل العدل فی حال القتال من نفس ومال.

''آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''پس جب تم انہیں پاؤ تو (ریاستی سطح پر ان کے خلاف کارروائی کرکے انہیں) قتل کر دو کیونکہ انہیں قتل کرنے پر اجر ہے۔''

خوارج اور باغیوں کے قتال کے وجوب میں یہ فرمانِ رسول ﷺ تصریح ہے، اسی پر علماء کا اِجماع ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جب خوارج اور دیگر بدعتی و باغی گروہ حکومتِ وقت کے خلاف خروج کریں، جماعتِ مسلمین کی مخالفت کریں اور جمعیتِ مسلمہ کو پارہ پارہ کریں تو انہیں ڈرانے اور نصیحت کے طریقے استعمال کرنے کے بعد (مسلم حکومت پر) ان کے ساتھ جنگ واجب ہو جاتی ہے۔

''یہ سب کچھ اس وقت تک ہوگا جب تک کہ وہ اپنی بدعت کی بناء پر کفر کا ارتکاب نہیں کریں گے، پس اگر ان کی بدعت کفر میں بدل گئی تو اُن پر مرتدین کے احکام لاگو ہوں گے۔ البتہ وہ دہشت گرد جو کافر نہیں ہوتے ان کی وراثت تقسیم ہوگی اور وہ بھی مالِ وراثت پائیں گے اور حالتِ جنگ میں ان کے جان و مال کو کوئی تحفظ حاصل نہیں ہوگا اور مسلم حکومت کے ہاتھوں جو اُن کے مال و جان کا نقصان ہوگا وہ اس کا تاوان بھی طلب نہیں کر سکتے۔''

۳۔ علامہ شبیر احمد عثمانی صحیح مسلم کی شرح ''فتح الملهم (۵: ۱۶۶، ۱۶۷)'' میں رقم طراز ہیں:

قوله ﷺ: ''فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا'' إلخ: أي أجراً عظيماً. قال النووي: هذا تصريح بوجوب قتال الخوارج والبغاة، وهو إجماع العلماء. قال القاضي: أجمع العلماء على أن الخوارج وأشباههم من أهل البدع والبغي متى خرجوا على الإمام، وخالفوا رأي الجماعة، وشقوا العصا: وجب قتالهم بعد إنذارهم والاعتذار إليهم.

''آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''یقیناً (ان کے ساتھ جنگ کرکے) انہیں قتل

کرنے میں اجر ہے'' یعنی بڑا اجر ہے۔ امام نووی نے کہا ہے: ''خوارج اور باغیوں کے قتال کے وجوب میں یہ فرمانِ رسول ﷺ تصریح ہے اور اسی پر علماء کا اِجماع ہے۔'' قاضی عیاض نے کہا ہے: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جب خوارج اور دیگر بدعتی و باغی گروہ حکومتِ وقت کے خلاف خروج کریں، جماعتِ مسلمین کی مخالفت کریں اور جمعیت کو پارہ پارہ کریں تو انہیں ڈرانے اور نصیحت کے طریقے استعمال کرنے کے بعد (مسلمانوں پر) ان کے ساتھ جنگ کرنا واجب ہے۔''

مذکورہ بالا احادیث و شروحات کی روشنی میں ثابت ہوجاتا ہے کہ خوارج کے خلاف ریاستی سطح پر کارروائی کرکے ان کا کلی خاتمہ واجب ہے۔ جب بھی ان کا کوئی گروہ ظہور پذیر ہو اُسے مکمل طور پر نابود کرنا اور اُس کی جڑیں کاٹ دینا اَمن وسلامتی کا ضامن ہے۔ اُمتِ مسلمہ کی پوری تاریخ میں اہلِ حق کا یہی وطیرہ رہا ہے کہ جب بھی اس گروہ نے سر اٹھایا اسے terminate کر دیا گیا۔

(۳) دہشت گردوں کے خاتمے کے لیے قومِ عاد اور قومِ ثمود سے تمثیل دینے کی حکمت

آپ نے دیکھ لیا کہ احادیثِ مبارکہ میں جابجا خوارج کا قلع قمع کرنے کے لیے قومِ عاد اور قومِ ثمود کی مثال دی گئی ہے۔ اور حکم دیا گیا ہے کہ ان کا ایسے خاتمہ کیا جائے جس طرح قومِ عاد اور قومِ ثمود کا خاتمہ کیا گیا تھا یعنی ان کا وجود تک مٹا دیا جائے اور ان کی جڑیں بھی ختم کر دی جائیں۔ اس طرح کہ ان کے دوبارہ ابھرنے اور منظّم ہونے کے امکانات ممکنہ حد تک معدوم ہو جائیں لیکن اس کے لیے پہلے ان تک حق بات پہنچا کر اتمام حجت ضروری ہے تاکہ وہ بغیر قتال کے ہی تائب ہوکر راہِ راست پر آ جائیں۔

اب قرآن حکیم میں دیکھتے ہیں کہ اِن گمراہ قوموں کو کس طرح صفحۂ ہستی سے مٹا

دیا گیا تھا۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍO سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍO فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ ۢ بَاقِيَةٍO(۱)

’’اور رہے قومِ عاد کے لوگ! تو وہ (بھی) ایسی تیز آندھی سے ہلاک کر دیے گئے جو انتہائی سرد نہایت گرج دار تھیO اللہ نے اس (آندھی) کو ان پر مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن مسلّط رکھا، سوتُو ان لوگوں کو اس (عرصہ) میں (اس طرح) مرے پڑے دیکھتا (تو یوں لگتا) گویا وہ کھجور کے گرے ہوئے درختوں کی کھوکھلی جڑیں ہیںO سوتُو کیا ان میں سے کسی کو باقی دیکھتا ہےO‘‘

ایک دوسرے مقام پر قومِ عاد کی کُلّی ہلاکت کے بارے میں فرمایا ہے:

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌO تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ ۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَO(۲)

’’پھر جب انہوں نے اس (عذاب) کو بادل کی طرح اپنی وادیوں کے سامنے آتا ہوا دیکھا تو کہنے لگے: یہ (تو) بادل ہے جو ہم پر برسنے والا ہے (ایسا نہیں) وہ (بادل) تو وہ (عذاب) ہے جس کی تم نے جلدی مچا رکھی تھی۔ (یہ) آندھی ہے جس میں دردناک عذاب (آ رہا) ہےO (جو) اپنے پروردگار کے حکم سے ہر شے کو تباہ و برباد کر دے گی پس وہ ایسے (تباہ) ہو گئے کہ ان کے

(۱) الحاقة، ۶۹: ۶-۸

(۲) الأحقاف، ۴۶: ۲۴، ۲۵

(مِسمار) گھروں کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا۔ ہم مجرم لوگوں کو اِس طرح سزا دیا کرتے ہیںo‘‘

حافظ ابنِ حجر عسقلانی، حضور نبی اکرم ﷺ کے متفق علیہ فرمان - **لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ** - کی شرح میں خوارج کی ہلاکت کو قومِ عاد کی ہلاکت و بربادی کے ساتھ ملاتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

أي قتلاً لا يبقی منهم أحدا، إشارةً إلی قوله تعالی: ﴿فَهَلْ تَرٰی لَهُمْ مِّنْ م بَاقِيَةٍ﴾. (۱)

’’یعنی ان (خوارج کے خلاف ریاستی سطح پر کارروائی کرکے ان) کا ایسا قتلِ عام کیا جائے کہ ان میں سے کوئی باقی نہ بچے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کی طرف اشارہ ہے: ﴿سوتُو کیا ان میں سے کسی کو باقی دیکھتا ہے﴾۔‘‘

یہی شرحِ حدیث حافظ ابن حجرؒ سے بہت پہلے امام ابو العباس القرطبیؒ ’’**المفهم شرح صحيح مسلم**‘‘ میں بیان کر چکے ہیں، آپ فرماتے ہیں:

وقوله ﷺ: ”لئن أدرکتهم لأقتلنهم قتل عاد“، وفي الأخری: ’’قتل ثمود“، ومعنی هذا: لئن أدرکهم ليقتلنهم قتلاً عامًّا؛ بحيث لا يبقی منهم أحدًا في وقت واحد، لا يؤخر قتل بعضهم عن بعض، ولا يقيل أحدًا منهم، کما فعل اللہ بعاد؛ حيث أهلکهم بالريح العقيم، وبثمود حيث أهلکهم بالصيحة. (۲)

’’اور حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ’’اگر میں انہیں پالوں تو ضرور بالضرور قومِ عاد کی طرح قتل کرکے کلیتاً ختم کر دوں‘‘ اور دوسری روایت میں

(۱) عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۳۷۷

(۲) قرطبی، المفهم، ۳: ۱۱۰

’’قومِ ثمود کی طرح قتل‘‘ کرنے کے الفاظ ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ انہیں پا لیتے تو (اُن کے خلاف کارروائی کر کے) ہرصورت ان کا قتلِ عام فرماتے کہ ایک وقت میں ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتے۔ ان میں سے کسی کے قتل کو مؤخر فرماتے نہ ان میں سے کسی کو مہلت دیتے جیسا کہ اﷲ رب العزت نے قومِ عاد کے ساتھ کیا کہ انہیں شدید ہوا کے ذریعے ہلاک کر دیا اور قومِ ثمود کے ساتھ یہ کیا کہ انہیں سخت آواز کے ذریعے تباہ و برباد کر دیا۔‘‘

امام ابو العباس القرطبی سے پہلے یہی معنی اور حکمت امام نوویؒ المنهاج (شرح صحیح مسلم) میں بیان فرما چکے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے:

قوله ﷺ: ’’لئن أدركتهم لأقتلنهم قتل عاد.‘‘ أی قتلاً عاماً مستأصلاً كما قال تعالى: ﴿فَهَلْ تَرٰی لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍo﴾. [1]

’’آپ ﷺ کے ارشادِ گرامی ’’اگر میں انہیں پا لوں تو قومِ عاد کی طرح ضرور بالضرور اُنہیں قتل کر کے کلیتاً ختم کر دوں گا‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ ان کا قتلِ عام کر کے جڑ سے اکھاڑ دیا جائے گا، جیسا کہ اﷲ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿سو تُو کیا ان میں سے کسی کو باقی دیکھتا ہےo﴾۔‘‘

اسی حکمت کو امام قسطلانی إرشاد الساری میں ان الفاظ سے بیان کرتے ہیں:

’’لئن أدركتهم لأقتلنهم قتل عاد‘‘ لأستأصلنهم بحيث لا أبقي منهم أحداً كإستئصال عادٍ، والمراد لازمه وهو الهلاک.

’’(آپ ﷺ کے فرمانِ اقدس) ’’اگر میں انہیں پا لوں تو قومِ عاد کی طرح ضرور بالضرور اُنہیں قتل کر کے کلیتاً ختم کر دوں گا‘‘ (کا مطلب ہے:) میں ضرور بالضرور اُنہیں اِس طرح جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا کہ ان میں سے ایک بھی باقی

(۱) نووی، شرح صحیح مسلم، ۷: ۱۶۲

نہیں رہنے دوں گا جس طرح کہ قومِ عاد کا جڑ سے خاتمہ کیا گیا تھا۔ اور اِس سے مراد اِس فعل کا لازم ہے اور وہ قتل ہے۔‘‘

علامہ شبیر احمد عثمانی نے بھی یہی معنی وحکمت بیان کی ہے:

أي: قتلاً عاماً مستأصلاً، بحيث لا يبقى منهم أحد، كما قال تعالى: ﴿فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍO﴾. [1]

’’آپ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے: یعنی ان کا قتلِ عام کیا جائے گا کہ جڑ سے اکھاڑ پھینک دیا جائے گا تاکہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہے، جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿سو تُو کیا ان میں سے کسی کو باقی دیکھتا ہےO﴾۔‘‘

یہی معنی وحکمت امام بدر الدین عینی عمدۃ القاری میں بیان فرماتے ہیں:

قوله ﷺ: قتل عاد، وقوله ﷺ: قتل ثمود. ولا تعارض لأن الغرض منه الإستئصال بالكليّة، وعاد وثمود سواء فيه. [2]

’’آپ ﷺ کے فرمان ’’قتل عاد‘‘ اور ’’قتل ثمود‘‘ آپس میں ایک دوسرے سے معارض نہیں ہیں، کیوں کہ اس قتل سے مقصود ان کا کلی خاتمہ ہے، اور قومِ عاد اور قومِ ثمود اس خاتمہ میں برابر ہیں۔‘‘

قرآن مجید میں آیا ہے کہ قومِ عاد کی طرح قومِ ثمود پر بھی عذابِ اِلٰہی نازل کیا گیا جس کا ذکر ہمیں یوں ملتا ہے:

وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَO كَاَنْ

(۱) شبير أحمد عثماني، فتح الملهم، ۵: ۱۵۱
(۲) بدر الدين العينى، عمدة القارى، ۲۵: ۱۲۲

لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ط اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ط اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ○[1]

''اور ظالم لوگوں کو ہولناک آواز نے آ پکڑا سو انہوں نے صبح اس طرح کی کہ اپنے گھروں میں (مُردہ حالت میں) اوندھے پڑے رہ گئے○ گویا وہ کبھی ان میں بسے ہی نہ تھے، یاد رکھو! (قومِ) ثمود نے اپنے رب سے کفر کیا تھا۔ خبردار! (قومِ) ثمود کے لیے (رحمت سے) دوری ہے○''

حضور نبی اکرم ﷺ نے مسلم ریاست کے لئے خوارج کو قومِ عاد و ثمود کی طرح قتل کرنے کا تاکیدی حکم فرمایا ہے کیوں کہ یہ بھی اپنی سرکشی و بغاوت میں اُنہی قوموں کی طرح حد سے گزرے ہوئے ہیں۔

آپ ﷺ نے یہ اس لیے فرمایا کہ اگر کچھ دہشت گردوں کو مار دیا جائے اور کچھ کو چھوڑ دیا جائے یا ان سے مذاکرات کرلیے جائیں تو یوں ان کے بچے ہوئے سرغنوں کو مہلت مل جائے گی اور وہ کچھ عرصہ بعد فتنہ پروری کے لیے دوبارہ منظّم ہو جائیں گے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا فرمانِ اقدس ہے جسے امام احمد بن حنبل، امام نسائی، امام حاکم اور دیگر اجل ائمہ نے بیان کیا ہے:

لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.[2]

''خوارج کے یہ گروہ بغیر انقطاع کے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔''

---

(۱) هود، ۱۱: ۶۷، ۶۸

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۴۲۱، رقم: ۱۹۷۹۸

۲۔ نسائي، السنن، کتاب تحريم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه في الناس، ۷: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۳

۳۔ حاکم، المستدرک علی الصحيحين، ۲: ۱۶۰، رقم: ۲۶۴۷

اِس حدیث مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے خوارج کی نفسیات اور حکمتِ عملی کے پیشِ نظر یہ حکم صادر فرمایا ہے کہ شروع میں اِتمامِ حجت ہو جانے کے بعد جب اُن کے خاتمہ کے لیے بہ ذریعہ آپریشن ریاستی اقدامات کئے جائیں تو ممکن ہے کہ وہ اپنی شکست اور کلی خاتمہ کا خدشہ محسوس کرتے ہوئے مذاکرات پر آمادہ ہوں۔ یہ ان کی چال اور مکر و فریب ہوگا، اپنی بچی کھچی طاقت محفوظ کرنے کا طریقہ ہوگا۔ مہلت چاہنے کے لیے ایک دھوکہ ہوگا۔ اگر انہیں کلیتًا ختم کر کے دم نہ لیا گیا اور خاتمہ کا اقدام ادھورا چھوڑ دیا گیا تو پھر وہ زیرزمین چلے جائیں گے۔ مہلت اور دیے گئے وقت کو تنظیم نو اور نئے منصوبہ کے لئے استعمال کریں گے۔ اس طرح ایک عرصہ خاموشی سے گزارنے کے بعد دوبارہ دہشت گردی کی کارروائیاں تازہ دم ہو کر شروع کر دیں گے۔ بنابریں حضور نبی اکرم ﷺ نے سنتِ الٰہیہ کے پیشِ نظر قومِ عاد اور قومِ ثمود کی طرح ان کے مکمل خاتمے کا حکم دیا ہے تاکہ وہ دوبارہ منظّم (reorganize) ہوکر اور اپنی طاقت سمیٹ کر پھر فتنہ وفساد شروع نہ کر سکیں۔ اس کی نشان دہی فرمانِ رسول ﷺ نے کر دی ہے جو کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کی تباہی کے خلاف دعا کی تو اُس کا سبب بھی یہ تھا کہ آئندہ کے لیے شر وفساد کا کلیتًا خاتمہ ہوجائے۔ قرآن حکیم میں اس کا ذکر یوں آیا ہے:

اِنَّکَ اِنۡ تَذَرۡهُمۡ یُضِلُّوۡا عِبَادَکَ وَلَا یَلِدُوۡۤا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا○[1]

”بے شک اگر تو اُنہیں (زندہ) چھوڑے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتے رہیں گے، اور وہ بدکار (اور) سخت کافر اولاد کے سوا کسی کو جنم نہیں دیں گے○“

لہٰذا ضروری ہے کہ اِن خوارج کو نیست و نابود کر دیا جائے تاکہ مزید شر انگیزی نہ کر سکیں۔ قرآن حکیم کے مطابق جب سرکش و باغی قوموں کو اِتمامِ حجت کے بعد اچانک

(۱) نوح، ۷۱:۲۷

عذاب دیا گیا تو یک بارگی ان کی ساری کی ساری قوت تباہ کر دی گئی۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑا گیا۔ قومِ ثمود کے متعلق مزید اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّـآ اَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ صَيۡحَةً وَّاحِدَةً فَـكَانُوۡا كَهَشِيۡمِ الۡمُحۡتَظِرِ ۝ (۱)

’’بے شک ہم نے اُن پر ایک نہایت خوفناک آواز بھیجی سو وہ باڑ لگانے والے کے بچے ہوئے اور روندے گئے بھوسے کی طرح ہو گئے ۝‘‘

مذکورہ بالا اِرشاداتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی ﷺ سے ثابت ہوگیا کہ مسلح خارجی گروہوں کے ساتھ مذاکرات کر کے انہیں مہلت دینا انہیں دوبارہ منظّم ہونے کا موقع فراہم کرنا ہے جو کہ سراسر حکمِ اِلٰہی اور حکمِ رسول ﷺ کی خلاف ورزی ہے۔

۱۱۔ ’’خوارج کو قتل کرنے پر اَجرِ عظیم ہے‘‘

اِس اَجرِ عظیم کا ذکر پہلے بیان کی گئی احادیثِ صحیحہ میں کثرت سے آچکا ہے اور بخاری و مسلم کی روایات بھی اس پر شاہد عادل ہیں۔ اب ہم یہاں پر مزید چند احادیث مبارکہ بیان کریں گے۔

۱۔ امام احمد بن حنبل حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

سَيَخْرُجُ قَوْمٌ أَحْدَاثٌ أَحِدَّاءُ أَشِدَّاءُ، ذَلِقَةٌ أَلْسِنَتُهُمْ بِالْقُرْآنِ، يَقْرَءُوْنَهُ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ. فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَأَنِيْمُوْهُمْ، ثُمَّ إِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ، فَإِنَّهُ يُؤْجَرُ قَاتِلُهُمْ. (۲)

---

(۱) القمر، ۵۴: ۳۱

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۶، ۴۴

۲۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۱۵۹، رقم: ۲۶۴۵

''عنقریب ایسے کم سِن لوگ نکلیں گے جو نہایت تیز طرار اور شدت پسند ہوں گے اور قرآن کو بڑی روانی سے پڑھنے والے ہوں گے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ سو جب تم ان سے ملو تو انہیں قتل کر دو، پھر جب (ان کا کوئی دوسرا گروہ نکلے اور) تم (میدانِ جنگ میں) انہیں ملو تو انہیں بھی قتل کر دو۔ یقیناً ان کے قاتل کو اَجر (عظیم) عطا کیا جائے گا۔''

۲۔ حضرت عبد اللہ بن رباح انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

لِلشَّهِيْدِ نُوْرٌ وَلِمَنْ قَاتَلَ الْحَرُوْرِيَّةَ عَشْرَةُ أَنْوَارٍ (وفي رواية لابن أبي شيبة: فَضْلُ ثَمَانِيَةِ أَنْوَارٍ عَلَى نُوْرِ الشُّهَدَاءِ) وَكَانَ يَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ثَلَاثَةٌ مِنْهَا لِلْحَرُوْرِيَّةِ. (۱)

''شہید کے لئے ایک نور ہوگا اور اس شخص کے لئے دس نور ہوں گے جو حروریہ (خوارج) کے ساتھ جنگ کرے گا یعنی خوارج کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگا (اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے: (دیگر) شہداء کے نور کے مقابلہ میں اس کا نور آٹھ گنا زیادہ ہوگا)۔ اور آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ

۳۔ ابن أبي عاصم، السنة، ۲: ۴۵۶، رقم: ۹۳۷

۴۔ عبد الله بن أحمد، السنة، ۲: ۶۳۷، رقم: ۱۵۱۹

۵۔ بیهقي، السنن الکبری، ۸: ۱۸۷

امام احمد کی بیان کردہ روایت کے رجال صحیح حدیث کے رجال ہیں، امام ابن ابی عاصم نے اس کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے اور امام حاکم نے اسے صحیح حدیث کہا ہے۔

(۱) ۱۔ عبد الرزاق، المصنف، ۱۰: ۱۵۵

۲۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۷: ۵۵۷، رقم: ۳۷۹۱۱

جہنم کے کل سات دروازے ہیں جن میں سے تین صرف حروریہ (یعنی خوارج) کے لئے (مختص) ہیں۔''

۱۲۔ دہشت گرد خارجیوں کی علامات - مجموعی تصویر

روایات میں اِن فتنہ پرور خارجیوں کی متعدد معروف علامات اور واضح نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں جن کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

۱۔ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ.[۱]

''وہ کم سِن لڑکے ہوں گے۔''

۲۔ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ.[۲]

''دماغی طور پر ناپختہ (brain washed) ہوں گے۔''

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب استتابة المرتدین والمعاندین وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة علیهم، ٦: ٢٥٣٩، رقم: ٦٥٣١

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکاة، باب التحریض علی قتل الخوارج، ۲: ٧٤٦، رقم: ١٠٦٦

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب استتابة المرتدین والمعاندین وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة علیهم، ٦: ٢٥٣٩، رقم: ٦٥٣١

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکاة، باب التحریض علی قتل الخوارج، ۲: ٧٤٦، رقم: ١٠٦٦

۳۔ كَثُّ اللِّحْيَةِ.(۱)

”(دین کے ظاہر پر عمل میں غلو سے کام لیں گے اور) گھنی ڈاڑھی رکھیں گے۔“

۴۔ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ.(۲)

”بہت اونچا تہ بند باندھنے والے ہوں گے۔“

۵۔ يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ.(۳)

”یہ خارجی لوگ (حرمین شریفین سے) مشرق کی جانب سے نکلیں گے۔“

۶۔ لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.(۴)

”یہ ہمیشہ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب المغازي، باب بعث على بن أبي طالب وخالد بن الوليد إلى اليمن قبل حجة الوداع، ۴: ۱۵۸۱، رقم: ۴۰۹۴

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۲، رقم: ۱۰۶۴

(۲) ۱۔ بخارى، الصحيح، كتاب المغازى، باب بعث على ابن أبى طالب و خالد بن الوليد، إلى اليمن قبل حجة الوداع، ۴: ۱۵۸۱، رقم: ۴۰۹۴

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۲، رقم: ۱۰۶۴

(۳) بخارى، الصحيح، كتاب التوحيد، باب قراءة الفاجر والمنافق وأصواتهم وتلاوتهم لا تجاوز حناجرهم، ۶: ۲۷۴۸، رقم: ۷۱۲۳

(۴) نسائي، السنن، كتاب تحريم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه في الناس، ۷: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۳

نکلے گا۔''

یعنی یہ خوارج دجّال کی آمد تک تاریخ کے ہر دور میں وقتاً فوقتاً ظہور پذیر ہوتے رہیں گے۔

۷۔ لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ.[1]

''ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔''

یعنی ان کا ایمان دکھلاوا اور نعرہ ہوگا، مگر اس کے اوصاف ان کے فکر و نظریہ اور کردار میں دکھائی نہیں دیں گے۔

۸۔ يَتَعَمَّقُوْنَ وَيَتَشَدَّدُوْنَ فِي الْعِبَادَةِ.[2]

''وہ عبادت اور دین میں بہت متشدد اور انتہاء پسند ہوں گے۔''

۹۔ يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ.[3]

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، ٦: ٢٥٣٩، رقم: ٦٥٣١

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ٧٤٦، رقم: ١٠٦٦

(۲) ۱۔ أبويعلى، المسند، ۱: ۹۰، رقم: ۹۰

۲۔ عبد الرزاق، المصنف، ۱۰: ۱۵۵، رقم: ١٨٦٧٣

(۳) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب من ترك قتال الخوارج للتألف وأن لا ينفر الناس عنه، ٦: ٢٥٤٠، رقم: ٦٥٣٤

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ۲: ٧٤٤، رقم: ١٠٦٤

’’تم میں سے ہر ایک ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر جانے گا اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو حقیر جانے گا۔‘‘

۱۰۔ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ.(۱)

’’نماز ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی۔‘‘

یعنی نماز کا کوئی اثر ان کے اخلاق و کردار پر نہیں ہوگا۔

۱۱۔ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيءٍ.(۲)

’’وہ قرآن مجید کی ایسے تلاوت کریں گے کہ ان کی تلاوتِ قرآن کے سامنے تمہیں اپنی تلاوت کی کوئی حیثیت دکھائی نہ دے گی۔‘‘

۱۲۔ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ.(۳)

’’ان کی تلاوت ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی۔‘‘

یعنی اس کا کوئی اثر ان کے دل پر نہیں ہوگا۔

۱۳۔ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُوْنَ أَنَّهُ لَهُمْ، وَهُوَ عَلَيْهِمْ.(۴)

---

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۸، رقم: ۱۰۶۶

(۲) مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۸، رقم: ۱۰۶۶

(۳) ۱۔ بخاری الصحيح، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، ۶: ۲۵۴۰، رقم: ۶۵۳۲

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وقتالهم، ۲: ۷۴۳، رقم: ۱۰۶۴

(۴) مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۸، رقم: ۱۰۶۶

’’وہ یہ سمجھ کر قرآن پڑھیں گے کہ اس کے احکام ان کے حق میں ہیں لیکن درحقیقت وہ قرآن ان کے خلاف حجت ہوگا۔‘‘

۱۴۔ يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللهِ وَلَيْسُوا مِنْهُ فِي شَيْءٍ. (۱)

’’وہ (بذریعہ طاقت) لوگوں کو کتاب اللہ کی طرف بلائیں گے لیکن قرآن کے ساتھ ان کا تعلق کوئی نہیں ہوگا۔‘‘

۱۵۔ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ. (۲)

’’وہ (بظاہر) بڑی اچھی باتیں کریں گے۔‘‘

یعنی دینی نعرے (slogans) بلند کریں گے اور اسلامی مطالبے کریں گے۔ (۳)

۱۶۔ يَقُوْلُوْنَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ قَوْلًا. (۴)

’’ان کے نعرے (slogans) اور ظاہری باتیں دوسرے لوگوں سے اچھی ہوں گی اور متاثر کرنے والی ہوں گی۔‘‘

---

(۱) أبو داود، السنن، کتاب السنة، باب في قتل الخوارج، ۴: ۲۴۳، رقم: ۴۷۶۵

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب استتابة المرتدین والمعاندین وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة علیهم، ۶: ۲۵۳۹، رقم: ۶۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکاة، باب التحریض علی قتل الخوارج، ۲: ۷۴۶، رقم: ۱۰۶۶

(۳) جیسے خلیفہ راشد حضرت علی ﷺ کے دور میں خوارج نے لاَ حُکْمَ إِلَّا لِلّٰهِ کا پُرکشش نعرہ لگایا تھا۔

(۴) طبراني، المعجم الأوسط، ۶: ۱۸۶، الرقم: ۶۱۴۲

۱۷۔ يُسِيئُوْنَ الْفِعْلَ. (۱)

’’مگر وہ کردار کے لحاظ سے بڑے ظالم، خونخوار اور گھناؤنے لوگ ہوں گے۔‘‘

۱۸۔ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ. (۲)

’’وہ تمام مخلوق سے بدترین لوگ ہوں گے۔‘‘

۱۹۔ يَطْعَنُوْنَ عَلٰى أُمَرَائِهِمْ وَيَشْهَدُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالضَّلَالَةِ. (۳)

’’وہ حکومتِ وقت یا حکمرانوں کے خلاف خوب طعنہ زنی کریں گے اور ان پر گمراہی و ضلالت کا فتویٰ لگائیں گے۔‘‘

۲۰۔ يَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ. (۴)

’’وہ اس وقت منظرِ عام پر آئیں گے جب لوگوں میں تفرقہ اور اختلاف پیدا ہو جائے گا۔‘‘

---

(۱) أبو داود، السنن، كتاب السنة، باب في قتال الخوارج، ۴: ۲۴۳، رقم: ۴۷۶۵

(۲) مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب الخوارج شر الخلق والخليقة، ۲: ۷۵۰، الرقم: ۱۰۶۷

(۳) ۱۔ ابن أبي عاصم، السنة، ۲: ۴۵۵، رقم: ۹۳۴
۲۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۶: ۲۲۸، وقال: رجاله رجال الصحيح۔

(۴) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ۳: ۱۳۲۱، رقم: ۳۴۱۴
۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۴، رقم: ۱۰۶۴

۲۱۔ يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الإِسْلَامِ وَيَدْعُوْنَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ.(۱)

''وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔''

۲۲۔ يَسْفِكُوْنَ الدَّمَ الْحَرَامَ.(۲)

''وہ ناحق خون بہائیں گے۔''

یعنی مسلم اور غیر مسلم افراد کا قتل جائز سمجھیں گے۔

۲۳۔ يَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَيَسْفِكُوْنَ الدِّمَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ مِنَ اللهِ وَيَسْتَحِلُّوْنَ أَهْلَ الذِّمَّةِ. (من كلام عائشة رضي الله عنها)(۳)

''وہ راہزن ہوں گے، ناحق خون بہائیں گے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا اور غیر مسلم اقلیتوں کے قتل کو حلال سمجھیں گے۔'' (یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے۔)

۲۴۔ يُؤْمِنُونَ بِمُحْكَمِهِ وَيَهْلِكُونَ عِنْدَ مُتَشَابِهِهِ. (قول ابن عباس رضي الله عنه).(۴)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب التوحید، باب قول الله تعالی: تعرج الملائكة والروح إليه، ۶: ۲۷۰۲، رقم: ۶۹۹۵
۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۱، رقم: ۱۰۶۴

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب الزکاة، باب التحريض علی قتل الخوارج، ۲: ۷۴۸، رقم: ۱۰۶۶

(۳) حاکم، المستدرک، ۲: ۱۶۶، رقم: ۲۶۵۷

(۴) ۱۔ طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۳: ۱۸۱
۲۔ عسقلاني، فتح الباری، ۱۲: ۳۰۰

''وہ قرآن کی محکم آیات پر ایمان لائیں گے جبکہ اس کی متشابہات کے سبب سے ہلاک ہوں گے۔'' (قولِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ)

۲۵۔ يَقُوْلُوْنَ الْحَقَّ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ. (قول علي رضی اللہ عنہ)(۱)

''وہ زبانی کلامی حق بات کہیں گے، مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی۔'' (قولِ علی رضی اللہ عنہ)

۲۶۔ ينْطَلِقُوْنَ إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَيَجْعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ. (من قول ابن عمر رضی اللہ عنہ)(۲)

''وہ کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کا اطلاق مسلمانوں پر کریں گے۔ اس طرح وہ دوسرے مسلمانوں کو گمراہ، کافر اور مشرک قرار دیں گے تاکہ ان کا ناجائز قتل کر سکیں۔'' (قولِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مستفاد)

۲۷۔ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ.(۳)

''وہ دین سے یوں خارج ہو چکے ہوں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔''

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۹، الرقم: ۱۰۶٦

(۲) بخاری، الصحيح، كتاب، استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، ٦: ۲۵۳۹

(۳) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، ٦: ۲۵۳۹، رقم: ٦۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴٦، رقم: ۱۰٦٦

۲۸۔ اَلْأَجْرُ الْعَظِيْمُ لِمَنْ قَتَلَهُمْ.(۱)

''ان کے قتل کرنے والے کو اجرِ عظیم ملے گا۔''

۲۹۔خَيْرُ قَتْلَى مَنْ قَتَلُوْهُ.(۲)

''وہ شخص بہترین مقتول (شہید) ہوگا جسے وہ قتل کر دیں گے۔''

۳۰۔شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيْمِ السَّمَاءِ.(۳)

''وہ آسمان کے نیچے بدترین مقتول ہوں گے۔''

یعنی جو دہشت گرد خوارج فوجی سپاہیوں کے ہاتھوں مارے جائیں گے تو وہ بدترین مقتول ہوں گے اور انہیں مارنے والے جوان بہترین غازی ہوں گے۔

۳۱۔ إِنَّهُمْ كِلَابُ النَّارِ.(۴)

''یہ (دہشت گرد خوارج) جہنم کے کتے ہوں گے۔''

۳۲۔ گناہِ کبیرہ کے مرتکب کو دائمی جہنمی اور اس کا خون اور مال حلال قرار دیں گے۔

۳۳۔ ظالم اور فاسق حکومت کے خلاف مسلح بغاوت اور خروج کو فرض قرار دیں

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۸، رقم: ۱۰٦٦

(۲) ترمذى، السنن، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ۵: ۲۲٦، رقم: ۳۰۰۰

(۳) ترمذى، السنن، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ۵: ۲۲٦، رقم: ۳۰۰۰

(۴) ترمذى، السنن، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ۵: ۲۲٦، رقم: ۳۰۰۰

گے۔ (۱)

۳۴۔ خوارج کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ کسی مخصوص علاقے کو گھیر کر اپنی دہشت گردانہ کارروائیوں کے لیے مرکز بنالیں گے، جیسے کہ انہوں نے خلافت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ میں حروراء کو اپنا مرکز بنا لیا تھا یعنی وہ اپنے لئے محفوظ پناہ گاہیں بنائیں گے۔

۳۵۔ خوارج کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ اہلِ حق کے ساتھ مذاکرات کو ناپسند کریں گے، جس طرح انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تحکیم کو مسترد کر دیا تھا۔

احادیث و آثار سے ماخوذ اِن علامات سے ثابت ہوتا ہے کہ جو مسلح گروہ یا فرقہ جمہور اُمتِ مسلمہ کو گمراہ، بدعتی اور کافر و مشرک کہے، عامۃ الناس -مسلم ہوں یا غیر مسلم- کے خون و مال کو حلال سمجھے، حق بات کا انکار کرے، مصالحانہ اور پُر امن ماحول کو تباہ و برباد کرے، وہ خارجی ہے۔ خواہ اس کا ظہور کسی بھی زمانے اور کسی بھی ملک میں ہو۔

(۱) ۱۔ عبد القاہر بغدادی، الفرق بین الفرق: ۷۳
۲۔ ابن تیمیہ، مجموع فتاوی، ۱۳: ۳۱

باب سوم

عصرِ حاضر کے دہشت گرد ''خوارج'' ہیں

خوارج کے باب میں وارد ہونے والی احادیث و آثار اس قدر کثرت سے ہیں کہ ان کے لیے کئی دفتر درکار ہیں۔ تاہم اِس موضوع پر راقم کی کتاب **الإنتباه للخوارج والحروراء** کا مطالعہ بھی مفید ہوگا۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ ایسے خیالات، رُجحانات، معتقدات اور اقدامات کرنے والوں سے کوئی دور خالی نہ ہوگا کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اِس امر کی قطعیت کے ساتھ وضاحت فرما دی ہے کہ ایسے گروہ میں ناپختہ ذہن اور کم عمر لڑکے کثرت سے ہوں گے کیوں کہ ایسے لڑکوں کو آسانی سے ورغلایا جاسکتا ہے اور ان کی ذہن سازی (brain washing) کرکے اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ احادیث مبارکہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ گروہ کسی ایک دور کے ساتھ مختص نہیں ہوگا بلکہ یہ لوگ خروجِ دجال کے زمانے تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ درج ذیل حدیث مبارکہ سے بھی یہی ثابت ہے کہ یہ فرقہ کئی بار ظہور کرے گا:

عن ابن عمرو رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: يخرج قوم من قبل المشرق يقرؤون القرآن، لا يجاوز تراقيهم كلما قطع قرن نشأ قرن، حتى يخرج في بقيتهم الدجال.(۱)

’’حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۰۹، رقم: ۶۹۵۲
۲۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۷: ۴۱، رقم: ۶۷۹۱
۳۔ حاكم، المستدرك، ۴: ۵۵۶، رقم: ۸۵۵۸
۴۔ طيالسي، المسند: ۳۰۲، رقم: ۲۲۹۳
۵۔ أبو نعيم، حلية الأولياء و طبقات الأصفياء، ۶: ۵۴

مشرق کی طرف سے کئی لوگ نکلیں گے، وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن اُن کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ جب ایک گروہ (شیطانی سینگ) کاٹا جائے گا تو دوسرا نکلے گا (یعنی جب ایک ایسے گروہ کا خاتمہ کر دیا جائے گا تو کچھ عرصہ کے بعد دوسرا گروہ پیدا ہو جائے گا) یہاں تک کہ ان کے آخری گروہ کے دور میں ہی دجال نکلے گا۔''

حدیث مبارکہ کا نفسِ مضمون بتا رہا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے خوارِج کے ظہور اور اُن کے مظالم کے تسلسل کے بارے میں خبر دی کہ یہ دہشت گرد گروہ فتنہ دجال تک علاقے اور شکلیں بدل بدل کر آتا رہے گا۔ یاد رہے کہ دجال کا ظہور قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے ہے۔

۱۔ خوارِج انسانوں کی شکل میں خونخوار بھیڑیے ہیں

حضور نبی اکرم ﷺ نے واضح الفاظ میں یہ پیشین گوئی بھی فرما دی تھی کہ اُمت کے آخری زمانے میں ایک ایسا گروہ نکلے گا جن کے چہرے انسانوں کے اور دل شیطانوں کے ہوں گے۔ وہ خونخوار بھیڑیوں کی طرح ہوں گے اور ان کے دلوں میں رحم نام کی کوئی شے نہ ہوگی۔ وہ کثرت سے خون بہائیں گے۔ امام ترمذی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يخرج في آخر الزمان رجال يختلون الدنيا بالدين، يلبسون للناس جلود الضأن من اللين، ألسنتهم أحلى من السكر، وقلوب الذئاب، يقول الله: أبي يغترون أم علي يجترءون؟ فبي حلفت لأبعثن على أولئک منهم فتنة تدع الحليم منهم حيرانا.(۱)

''آخری زمانے میں ایسے لوگ سامنے آئیں گے جو دھوکہ وفریب کے ساتھ

(۱) ترمذی، السنن، کتاب الزهد، ۴: ۶۰۴، رقم: ۲۴۰۴

دین کے نام پر دنیا کمائیں گے۔ وہ لوگوں کو اپنی نرم مزاجی ظاہر کرتے ہوئے (دنیا کے سامنے) بھیڑ کی کھال پہنیں گے۔ ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی (یعنی وہ مؤثر نعرے لگائیں گے اور مؤثر باتیں کریں گے) مگر ان کے دل بھیڑیوں کے ہوں گے۔ اللہ ﷻ فرمائے گا: کیا میرے نام پر دھوکہ کرتے ہو یا مجھ پر جرأت کرتے ہو؟ مجھے اپنی ذات کی قسم! میں ان لوگوں پر ضرور ایک فتنہ (آزمائش و مصیبت) بھیجوں گا جو ان میں سے بُردبار لوگوں کو بھی حیران و پریشان کر دے گا۔''

امام طبرانی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

سيجيء في آخر الزمان أقوام، يكون وجوههم وجوه الآدميين، وقلوبهم قلوب الشياطين، أمثال الذئاب الضواري، ليس في قلوبهم شيء من الرحمة، سفاكون الدماء، لا يرعون عن قبيح إن تابعتهم واربوک، وإن تواريت عنهم اغتابوک، وإن حدثوک کذبوک، وإن ائتمنتهم خانوک، صبيهم عامر، وشابهم شاطر، وشيخهم لا يأمر بمعروف ولا ينتهي عن منكر، الاعتزاز بهم ذل، وطلب ما في أيديهم فقر، الحليم فيهم غاو، والآمر بالمعروف فيهم متهم، المؤمن فيهم متضعف، والفاسق فيهم مشرف، السنة بدعة، والبدعة فيهم سنة، فعند ذلک يسلط عليهم شرارهم، ويدعوا خيارهم، فلا يستجاب لهم. (۱)

(۱) ۱۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۱: ۹۹، رقم: ۱۱۱۶۹
۲۔ طبراني، المعجم الصغير، ۲: ۱۱۱، رقم: ۸۶۹

’’آخری زمانہ میں ایسے گروہ آئیں گے جن کے چہرے انسانوں کے اور دل شیطانوں کے ہوں گے۔ وہ خونخوار بھیڑیوں کی طرح ہوں گے۔ ان کے دلوں میں رحم نام کی کوئی چیز نہ ہوگی۔ وہ اپنی سفاکانہ کارروائیوں سے کثرت کے ساتھ خون بہائیں گے۔ کسی برے کام یعنی ظلم و زیادتی کی پروانہیں کریں گے۔ اگر تو ان کی بات مانے گا تو تجھے دھوکہ دیں گے۔ اگر تو ان سے چھپے گا تو تیری برائی اور مذمت کریں گے اگر وہ تمہارے ساتھ مذاکرات (dialogue) کریں گے تو جھوٹ بولیں گے۔ اگر تم ان کے پاس امانت رکھو گے تو وہ خیانت کریں گے۔ ان کے بچے گھر کا نظام چلائیں گے (اور بڑے برسرپیکار ہوں گے) اور ان کے جوان شاطر ہوں گے۔ ان کا سردار انہیں نہ تو بھلائی کا حکم دے گا اور نہ ہی غلط کام سے روکے گا، ان کے ذریعے عزت اور غلبے کی طلب ذلت کا باعث ہوگی اور ان کے ہاتھوں میں جو کچھ ہوگا (یعنی ان کے نظریات اور اسلحہ وغیرہ) اس کی خواہش کرنا سراسر افلاس (معیشت کی تباہی) ہوگا۔ ان میں بردبار اور ٹھنڈے مزاج کا دکھائی دینے والا شخص (بھی) دھوکے باز ہوگا۔ انہیں بھلائی کا حکم دینے والے پر تہمت لگائی جائے گی۔ صاحبِ ایمان ان میں کمزور شمار ہوگا اور فاسق معزز ہوگا۔ رسول اکرم ﷺ کی اصل سنت ان کے ہاں بدعت اور بدعت سنت قرار پائے گی۔ اس وقت ان پر بدترین شرپسند مسلط کر دیے جائیں گے (تب) ان کے اچھے لوگ دعا کریں گے لیکن ان کی دعائیں قبول نہ ہوں گی۔‘‘

امام ترمذی اور امام طبرانی کی روایت کردہ مذکورہ بالا احادیث مبارکہ میں آج کے دور میں پائے جانے والے دہشت گردوں کی تمام صفات بیان کر دی گئی ہیں۔ درحقیقت یہی شرپسند اور جنگجو گروہ موجودہ دور کے وہ دہشت گرد اور خوارج ہیں جن کے دل درندوں کے ہیں اور چہرے انسانوں کے ہیں۔ ان کے دلوں میں رحم نام کی کوئی شے

نہیں۔ وہ مخلوقِ خدا کا انتہائی سفاکانہ طریقے سے نہ صرف خون بہاتے ہیں اور اپنے عقائد ونظریات سے اختلاف رکھنے والوں کو مشرک اور کافر قرار دے کر ذبح کرتے ہیں بلکہ ان خونین مناظر کی ویڈیو فلمیں تیار کر کے مخلوقِ خدا کو دہشت زدہ اور اسلام کو بدنام بھی کرتے ہیں۔

۲۔ خوارج کے تسلسل کے بارے میں علامہ ابن تیمیہ کی تحقیق

خوارج کے بارے میں علامہ ابن تیمیہ کے کئی اقوال ہم نے گزشتہ صفحات میں بیان کیے ہیں، جن سے خوارج کے بارے میں ان کا عقیدہ مترشح ہوتا ہے۔ اب ہم علامہ ابن تیمیہ کے الفاظ میں یہ واضح کریں گے کہ خوارج کا وجود ہر دور میں رہا ہے اور یہ آج کے دور میں بھی موجود ہیں مگر لوگوں کو ان کی پہچان نہیں ہے۔

علامہ ابن تیمیہ اپنی کتاب النبوات میں بیان کرتے ہیں:

وكذلك الخوارج: لما كانوا أهل سيف وقتال، ظهرت مخالفتهم للجماعة؛ حين كانوا يقاتلون الناس وأما اليوم فلا يعرفهم أكثر الناس.(۱)

''اور اسی طرح خوارج ہیں کہ جب انہوں نے اسلحہ اٹھا لیا اور بغاوت کرتے ہوئے (مسلمانوں سے) جنگ کی اور لوگوں سے قتال کرنے لگے تو اُن کی جماعتِ مسلمہ سے مخالفت و عداوت ظاہر ہوگئی تاہم عصر حاضر میں بھی (بظاہر دین کا لبادہ اوڑھنے کی وجہ سے) لوگوں کی اکثریت انہیں پہچان نہیں پاتی۔''

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر خوارج پہلے مخفی تھے تو ان کا علم کیسے ہوا؟ اس کا جواب علامہ ابن تیمیہ یوں دیتے ہیں:

---

(۱) ابن تيمية، النبوات: ۲۲۲

وهاتان البدعتان ظهرتا لما قتل عثمان ﷺ في الفتنة؛ في خلافة أمير المؤمنين علي بن أبي طالب ﷺ؛ وظهرت الخوارج بمفارقة أهل الجماعة، واستحلال دمائهم وأموالهم؛ حتى قاتلهم أمير المؤمنين علي بن أبي طالب ﷺ متبعا في ذالک لأمر النبي ﷺ. قال الإمام أحمد بن حنبل: صح الحديث في الخوارج من عشرة أوجه. وهذه قد رواها صاحبه مسلم بن الحجاج فی صحيحه، وروی البخاری قطعة منها. واتفقت الصحابة علی قتال الخوارج حتی أن ابن عمر ...... قال عند الموت: ما آسی علی شیء إلا علی أني لم أقاتل الطائفة الباغية مع علي، يريد بذلک قتال الخوارج. ...... وإنما أراد المارقة التي قال فيها النبي ﷺ: تمرق مارقة علی حين فرقة من الناس، يقتلهم أدنی الطائفتين إلی الحق. وهذا حدّث به أبو سعيد. فلما بلغ ابن عمر قول النبي ﷺ فی الخوارج، وأمره بقتالهم، تحسر علی ترک قتالهم.(۱)

''اور خوارج کی طرف سے (مسلمانوں کو کافر قرار دینے اور ان کے جان و مال کو حلال سمجھنے کی) دو بدعتیں اُس وقت منظر عام پر آئیں جب حضرت عثمان غنی ﷺ کو شہید کر کے فتنہ بپا کیا گیا۔ امیر المؤمنین سیدنا علی ﷺ کے دورِ خلافت میں خوارج کی صحابہ کرام ﷺ کی جماعت سے مفارقت اور ان کے جان و مال کو حلال قرار دینے کی صورت میں ظاہر ہوئی، یہاں تک کہ امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب ﷺ نے فرمانِ نبوی ﷺ کی اتباع میں (نہروان کے مقام پر ہزاروں صحابہ کرام ﷺ کی معیت میں) ان خارجیوں سے جنگ کی (اور اُنہیں

(۱) ابن تيمية، النبوات: ۲۲۲، ۲۲۳

چن چن کر قتل کیا)۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ خوارج کے بارے میں حدیث دس طرق سے ثابت ہے اور اسے آپ کے ہم عصر امام مسلم بن الحجاج نے اپنی الصحیح میں روایت کیا ہے اور امام بخاری نے اسے مختصراً روایت کیا ہے۔ خوارج سے جہاد پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے؛ یہاں تک کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے وصال کے وقت فرمایا: مجھے کسی بات پر افسوس نہیں سوائے اس کے کہ میں (حضرت) علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر باغی گروہ کے ساتھ قتال نہ کر سکا۔ ...... اور آپ کی مراد تو صرف اُس باغی گروہ سے تھی جس کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''اور یہ گروہ اُس وقت خروج کرے گا جب لوگوں میں تفرقہ و انتشار پیدا ہوگا؛ اسے دونوں گروہوں میں سے حق کے قریب ترین گروہ قتل کرے گا۔'' اس حدیث کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوارج اور ان سے قتال کے متعلق یہ ارشادِ گرامی جب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو وہ قتال ترک کرنے پر حسرت زدہ ہو گئے۔''

گزشتہ صفحات میں بیان کی گئی احادیث مبارکہ سے بھی وضاحت ہوتی ہے کہ بالعموم لوگوں کو خوارج کی ظاہری دین داری اور پرہیزگاری کی بنا پر مغالطہ لاحق ہو جاتا ہے اور وہ انہیں طبقہ مسلمین میں شامل سمجھنے لگتے ہیں۔ جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے کیوں کہ خوارج کا پتہ ہی اُس وقت چلتا ہے جب وہ مسلح ہو کر قتلِ عام شروع کرتے ہیں۔ دہشت گردوں کے ماتھے پر نہیں لکھا ہوتا کہ وہ خوارج ہیں۔ ان کا وحشت و بربریت اور درندگی و قتل عام پر مبنی عمل ہی انہیں expose کرتا ہے۔ یہ خود ساختہ باطل مذہبی نظریات کی بنا پر عام انسانوں اور مسلمانوں کو قتل کرتے ہیں۔ یہ ہر دور میں آتے رہیں گے۔ قربِ قیامت کی علامات میں خوارج میں دجال کے خروج کی روایات بھی کتبِ احادیث میں موجود ہیں جو ہم نے گزشتہ صفحات میں درج کی ہیں۔

۳۔ خوارج کی پشت پناہی کرنے والوں کی مذمت

بعض لوگ خوارج کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے ہیں اور انہیں برا نہیں جانتے، جب کہ بعض لوگ اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے خوارج کی پشت پناہی اور support کرتے ہیں اور اپنے طرزِ عمل سے شر پسندوں اور دہشت گردوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، اُن کے لیے ماسٹر مائنڈ (master mind) کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں اور ان کی مالی و اخلاقی معاونت (financial & moral support) کرکے انہیں مزید دہشت پھیلانے کی شہ دیتے ہیں، یہ عمل بھی انتہائی مذموم ہے۔

خوارج کی پشت پناہی کرنے والوں کے لیے قَعَدِیَة (عملاً بغاوت میں شریک نہ ہونے والے کی) اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ شارح صحیح البخاری حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

''والقعدية'' قوم من الخوارج، كانوا يقولون بقولهم، ولا يرون الخروج بل يزينونه.[1]

''اور قَعَدِیَة خوارج کا ہی ایک گروہ ہے۔ یہ لوگ خوارج جیسے عقائد تو رکھتے تھے مگر خود مسلح بغاوت نہیں کرتے تھے بلکہ (وہ خوارج کی پشت پناہی کرتے ہوئے) اسے سراہتے تھے۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی مقدمة فتح الباری میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

والخوارج الذين أنكروا على علي رضي الله عنه التحكيم وتبرءوا منه ومن عثمان رضي الله عنه وذريته وقاتلوهم فإن أطلقوا تكفيرهم فهم الغلاة منهم والقعدية الذين يزينون الخروج على الأئمة ولا يباشرون

(۱) عسقلاني، مقدمة فتح الباري: ۴۳۲

ذلک.[۱]

''اور خوارج وہ ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلۂ تحکیم (arbitration) پر اعتراض کیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اور ان کی اولاد و اَصحاب سے برأت کا اظہار کیا اور ان کے ساتھ جنگ کی۔ اگر یہ مطلق تکفیر کے قائل ہوں تو یہی ان میں سے حد سے بڑھ جانے والا گروہ ہے جبکہ قَعْدِيَة وہ لوگ ہیں جو مسلم حکومتوں کے خلاف مسلح بغاوت اور خروج کو سراہتے اور اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، لیکن خود براہِ راست اس میں شامل نہیں ہوتے۔''

اِسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی اپنی ایک اور کتاب ''تھذیب التھذیب'' میں خوارج کی پشت پناہی کرنے والوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

''والقعد'' الخوارج كانوا لا يرون بالحرب، بل ينكرون على أمراء الجور حسب الطاقة، ويدعون إلى رأيهم، ويزينون مع ذالک الخروج، ويحسنونه.[۲]

''اور قَعْدِيَة (خوارج کی پشت پناہی کرنے والے) وہ لوگ ہیں جو بظاہر خود مسلح جنگ نہیں کرتے بلکہ حسبِ طاقت ظالم حکمرانوں کا انکار کرتے ہیں اور دوسروں کو اپنی فکر و رائے کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مسلح بغاوت اور خروج کو (مذہب کا لبادہ اوڑھا کر) سراہتے ہیں اور دہشت گرد باغیوں کو اِس کی مزید ترغیب دیتے ہیں۔''

شارح صحیح البخاری حافظ ابن حجر عسقلانی کے درج بالا اقتباسات سے

(۱) عسقلاني، مقدمة فتح الباري: ۴۵۹

(۲) عسقلاني، تهذيب التهذيب، ۸: ۱۱۴

یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ **قَعَدِیَۃ** بھی خوارج میں سے ہی ہیں۔(۱) لیکن یہ گروہ کھل کر اپنی رائے کا اظہار نہیں کرتا اور پسِ پردہ رہ کر خوارج کی باغیانہ اور سازشی سرگرمیوں کے لیے منصوبہ بندی (planning) کرتا ہے۔ گویا یہ گروہ ماسٹر مائنڈ کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ اِس گروہ کا کام دلوں میں بغاوت اور خروج کے بیج بونا ہے، خاص طور پر جب یہ گفتگو کسی ایسے فصیح و بلیغ شخص کی طرف سے ہو جو لوگوں کو اپنی چرب زبانی سے دھوکہ دینے اور اسے سنتِ مطہرہ کے ساتھ گڈ مڈ کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔

۴۔ اہم فقہی نکتہ: دہشت گردوں پر خوارج کا اِطلاق اِجتہادی نہیں، منصوص ہے

موجودہ دور میں دہشت گردی اور قتل و غارت گری کرنے والے لوگ خوارج ہی کا تسلسل ہیں۔ اِس اَمر کا اِطلاق اِجتہادی نہیں اور نہ تشریحی ہے بلکہ یہ اِطلاق منصوص ہے۔ خوارج سے مراد صرف سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے عہد میں نکلنے والا گروہ ہی نہیں ہے بلکہ وہ خوارج کا پہلا گروہ تھا۔ خوارج ایک ایسا فتنہ ہے جو گروہ در گروہ ظاہر ہوتا رہا اور اس کے لوگ دجال کے زمانے تک ظاہر ہوتے رہیں گے اور قیامت تک وقتاً فوقتاً نکلتے رہیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جن کا ظہور ہوا وہ فتنہ خوارج کے بانی تھے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی واضح نشانیاں بیان فرما دی ہیں، جن میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ ہر دور میں نکلتے رہیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خوارج کا آخری گروہ دجال کے ساتھ اس کی حمایت میں نکلے گا۔ حضرت شریک بن شہاب سے مروی روایت میں خوارج کے متعلق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صراحتاً فرمایا:

یَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هَذَا مِنْهُمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا

(۱) ہم نے آغاز میں ذکر کیا تھا کہ خوارج کے تقریباً بیس فرقے ہیں۔ ''قعدیہ'' بھی اُنہی میں سے ایک فرقہ ہے۔

يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ، لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ. (۱)

''آخری زمانے میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے گویا یہ شخص بھی انہی میں سے ہے۔ وہ قرآن مجید کی تلاوت کریں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا وہ اسلام سے اس طرح نکل چکے ہوں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ سرمنڈے ہوں گے ہمیشہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا جب تم (میدانِ جنگ میں) ان سے ملو تو انہیں قتل کردو۔ وہ تمام مخلوق سے بدترین لوگ ہیں۔''

اسی طرح امام احمد بن حنبل اور امام ابنِ ابی شیبہ کی بیان کردہ روایت میں ہے:

لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ، قَالَهَا ثَـلَاثًا. شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ. قَالَهَا ثَـلَاثًا. (۲)

''یہ خوارج ہمیشہ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ (دجال کے

(۱) ۱۔ نسائي، السنن، كتاب تحريم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه في الناس، ۷: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۳
۲۔ نسائي، السنن الكبرى، ۲: ۳۱۲، رقم: ۳۵۶۶
۳۔ بزار، المسند، ۹: ۲۹۴، رقم: ۳۸۴۶
۴۔ طيالسي، المسند، ۱: ۱۲۴، رقم: ۹۲۳

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۴۲۱، رقم: ۱۹۷۹۸
۲۔ ابن ابی شيبة، المصنف، ۷: ۵۵۹، رقم: ۳۷۹۱۷
۳۔ رويانی، المسند، ۲: ۲۶، رقم: ۷۶۶

ساتھ) نکلے گا جب تم (میدانِ جنگ میں) ان کو دیکھو تو انہیں قتل کر دو۔ وہ تمام مخلوق سے بدترین لوگ ہیں۔ مزید آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ ارشاد فرمائے۔''

امام حاکم کی روایت کردہ حدیث میں ہے:

لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ. قَالَهَا حَمَّادٌ ثَـلَاثًا هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ قَالَهَا حَمَّادٌ ثَـلَاثًا. وَقَالَ: قَالَ أَيْضًا: لَا يَرْجِعُوْنَ فِيْهِ. (۱)

''خوارج کے یہ گروہ مسلسل پیدا ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ (دجال کے ساتھ) نکلے گا۔ جب تم (میدانِ جنگ میں) ان سے سامنا کرو تو انہیں قتل کر دو۔ (اس حدیث کے ایک راوی) حماد بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ ارشاد فرمائے: ''وہ تمام مخلوق سے بدترین ہیں۔'' حضرت حماد بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ ارشاد فرمائے۔ اور حضرت حماد بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے عقائد و نظریات سے رجوع نہیں کریں گے۔''

حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی تصریح فرما دی ہے کہ قیامت تک اِس طرح کے مسلح اور باغی گروہ مسلمانوں کی ریاستوں اور معاشروں میں نکلتے رہیں گے۔ **لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ** کا واضح معنی یہ ہے کہ وہ سارے گروہ خوارج ہی ہوں گے اور یہ بغیر انقطاع کے تسلسل کے ساتھ پیدا ہوتے رہیں گے حتی کہ ان کا آخری گروہ قیامت سے قبل دجال کے ساتھ نکلے گا۔

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۲: ۱۶۰، رقم: ۲۶۴۷
۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۶: ۲۲۹

خلاصہ کلام

خوارج کی صفات و علامات اور ان کی پہچان کو واضح کرنے والی مذکورہ بحث سے ثابت ہوجاتا ہے کہ عصر حاضر کے دہشت گرد ہی خوارج ہیں۔ ہمارا دینی و ملی فریضہ ہے کہ ہم قرآن وحدیث، آثارِ صحابہ اور اقوالِ ائمہ کی روشنی میں ان انسانیت دشمن خونخوار بھیڑیوں کے گھناؤنے چہروں کو پہچانیں اور معاشرے کے سامنے انہیں بے نقاب کریں۔ انہوں نے اپنے مکروہ چہروں پر مذہب کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے، لیکن اس سے کوئی مغالطہ لاحق نہیں ہونا چاہیے۔ وہ اپنے سیاہ کارناموں سے پہچانے جاتے ہیں۔ وہ جو روپ بھی چاہیں اپنا لیں، ان کا دین اسلام سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل چکے ہیں جیسے تیر یا گولی تیز رفتاری کے ساتھ شکار سے نکل جاتی ہے۔ ان کی دہشت گردانہ کارروائیوں کو اسلام اور اُمتِ مسلمہ کی طرف منسوب نہ کیا جائے۔

یاد رہے کہ متقدمین ومتاخرین اَئمہ اور اکابر علماء کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ آیات واحادیث کی روشنی میں سفاک وخونخوار دہشت گردوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق یہ باغی ہیں۔ اس لیے ریاستی مشینری پر ان کی بیخ کنی واجب ہے۔ تاہم یہ اَمر واضح رہے کہ ریاستی سطح سے ہٹ کر کسی فرد یا جماعت کو نجی حیثیت میں اِس بات کی قطعاً اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنے تئیں امن وامان قائم کرنے کے لیے قانون اپنے ہاتھ میں لے یا ان خوارج کے مقابلے میں خود مسلح ہو کر میدان میں اتر آئے، چاہے ان کی نیت کتنی ہی صاف کیوں نہ ہو۔ اس کے نتائج نہایت بھیانک اور ناقابلِ تصور ہوں گے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی اُمت کو قیامت تک ہر دور میں خوارج کے ظاہر ہوتے رہنے اور منظّم و مسلح گروہوں کی شکل میں نکلتے رہنے کی اطلاع اپنی پیغمبرانہ پیشین گوئی کے طور پر اسی لئے دے دی تھی کہ ہر زمانے میں مسلمان انہیں پہچان سکیں۔ اور جب ان کا خروج ہو تو سادہ لوح مسلمان ان کی شکلوں، نعروں (slogans) اور شریعت

کی ظاہری پابندی کو دیکھ کر دھوکے میں نہ آ جائیں اور ساتھ ہی آپ ﷺ نے ریاست پر یہ ذمہ داری عائد کی کہ ان کی بیخ کنی کی جائے تا کہ خلق خدا ان کے شر سے محفوظ ہو جائے۔ اِسی لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زیرِ قیادت ریاستی سطح (state level) پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کا قلع قمع کیا تھا۔

باب چہارُم

دہشت گردی اور بغاوت کے خلاف
ائمہ اَربعہ و دیگر اکابرینِ اُمت کے فتاویٰ

دہشت گردی اور بغاوت ایک پُرامن معاشرے کے لئے کتنی خطرناک ہے اور اس کی ممانعت کیوں کی گئی ہے؟ اِس کی وضاحت تو گزشتہ اَبواب سے بخوبی ہوجاتی ہے۔ یہاں ہم معاملے کی نوعیت و حساسیت کے پیشِ نظر اکابر ائمہ کے فتاویٰ اختصار کے ساتھ درج کر رہے ہیں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ چودہ سو سالہ تاریخ اسلام میں اس باب پر اُمت میں کبھی اختلاف نہیں رہا۔ ائمہ اربعہ کے بعد نمائندہ فقہاء کرام، علماء عظام کی آراء پیش کرتے ہوئے ترتیب زمانی کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

۱۔ دہشت گردوں سے قتال پر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

دہشت گرد گروہ کے ساتھ جنگ کرنے کے حوالے سے اِمامِ اَعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اپنی کتاب **الفقه الأبسط** میں فرماتے ہیں:

فقاتل أهل البغي بالبغي لا بالكفر. وكن مع الفئة العادلة. ولا تكن مع أهل البغي. فإن كان في أهل الجماعة فاسدون ظالمون. فإن فيهم أيضاً صالحين يعينونک عليهم، وإن كانت الجماعة باغية فاعتزلهم واخرج إلى غيرهم. قال الله تعالى: ﴿اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا﴾،(۱) ﴿اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّایَ

(۱) النساء، ۴: ۹۷

فَاعْبُدُوْنِo﴾[1]. [2]

''باغی اور دہشت گرد گروہ کے ساتھ جنگ کرو اس وجہ سے نہیں کہ وہ کفر پر ہیں بلکہ اس لیے کہ وہ باغی ہیں اور واجب القتل ہیں۔ وہ معاشرے میں بدامنی پھیلانے کے ذمہ دار ہیں۔ ہمیشہ کوشش کرنی چاہیے کہ معتدل فکر لوگوں کی سنگت اختیار کی جائے اور (اگر اتفاقاً ایسی نوبت آجائے تو) معاشرے کو بد امنی اور فساد سے محفوظ رکھنے کے لئے حکومت کا ساتھ دیا جائے نہ کہ دہشت گرد باغیوں کا۔ فرض کریں کہ ہیئتِ اجتماعی میں جہاں کچھ لوگ اگر مفسد اور ظالم ہیں تو وہیں بعض لوگ نیکوکار بھی ہوتے ہیں۔ یہی نیک اور صالح لوگ ان گمراہ لوگوں کے خلاف آپ کی مدد کریں گے۔ بفرض محال اگر لوگوں کی اکثریت ہی مسلح بغاوت پر اتر آئے تو اہلِ حق کو چاہیے کہ وہ ان باغیوں سے علیحدگی اختیار کر لیں اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کی طرف ہجرت کر جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تھی کہ تم اس میں (کہیں) ہجرت کر جاتے؟﴾ اور ﴿بے شک میری زمین کشادہ ہے سوتم میری ہی عبادت کروo﴾۔''

مسلح بغاوت پر امام طحاوی الحنفی رحمہ اللہ کا فتویٰ

مذہبِ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر امام، ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ (۲۳۹-۳۲۱ھ) فرماتے ہیں:

''ولا نری السَّیف علی أحدٍ مِنْ أمّةِ محمدٍ إلّا من وجَب علیه

(۱) العنکبوت، ۲۹: ۵۶

(۲) أبو حنیفه، الفقه الأبسط (فی العقیدة وعلم الکلام من أعمال الإمام محمد زاہد الکوثری)، باب فی القدر: ۲۰۶، ۲۰۷

السّیف، ولا نریٰ الخروج علی أئمتنا وولاۃ أمورنا، وإن جاروا، ولا ندعو علیهم، ولا ننزع یداً من طاعتهم.(۱)

’’ہم حکومت و سلطنت کے خلاف عسکری بغاوت کو جائز نہیں سمجھتے خواہ وہ خطا کار ہی ہو۔ اور نہ ہی ان کی اتھارٹی کو چیلنج کرتے ہیں۔‘‘

امام ابن ابی العز الحنفیؒ نے امام طحاویؒ کی اسی عبارت کی شرح میں صحیح مسلم میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی حدیث نقل کی ہے، جس کے آخر میں حضور ﷺ کا صریح حکم ہے کہ اگر اُمراء و حکام شرار اور لائقِ نفرت بھی ہوں، تب بھی جب تک مسلمان ہیں ان کے خلاف مسلح بغاوت اور خروج جائز نہیں۔

اسی طرح حکم نبوی ﷺ ’’ولا ینزعن یداً من طاعته‘‘ (تم حکومت کی حاکمیت اور اتھارٹی سے ہرگز ہاتھ نہ کھینچنا) کو بھی انہوں نے اپنے موقف کی تائید میں پیش کیا ہے۔ اسی بحث کو جاری رکھتے ہوئے امام ابن ابی العز الحنفی نے مزید لکھا ہے:

فقد دل الکتاب والسنة علی وجوب طاعة أولی الأمر ما لم یأمروا بمعصیةٍ. فتأمل قوله تعالیٰ: ﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ﴾(۲) کیف قال: ﴿اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ ولم یقل: ’’وَاَطِیْعُوا أُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ‘‘. لأنّ أولی الأمر لا یفردون بالطاعة، بل یطاعون فیما هو طاعة اللہ ورسولہٖ. وأعاد الفعل مع الرسول ﷺ، لأنّه هو معصومٌ. ’’وأولو الأمر‘‘ لا یطاع إلا فیما هو طاعة للّٰہ ورسوله. وإما لزوم طاعتهم (وإن جاروا) فلأنه یترتب علی الخروج عن طاعتهم من المفاسد أضعاف ما یحصل من

(۱) طحاوی، العقیدۃ الطحاویة، رقم: ۷۱، ۷۲

(۲) النساء، ۴: ۵۹

جورهم.(۱)

''کتاب و سنت کے احکامات اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ حکومت وقت کی اس وقت تک اطاعت لازم ہے جب تک وہ معصیت کا حکم نہ دے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر غور کریں: ''تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے (اہل حق) صاحبانِ اَمر کی۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''تم رسول کی اطاعت کرو۔'' یہ نہیں فرمایا کہ ''تم صاحبان امر کی اطاعت کرو'' کیونکہ اولو الامر اطاعت کے ساتھ منفرد اور خاص نہیں ہے بلکہ ان کی اطاعت اسی معاملے میں کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے تحت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فعلِ اطاعت کو صرف رسول ﷺ کے ساتھ دہرایا ہے کیونکہ آپ ﷺ معصوم ہیں۔ جبکہ حکام کی اطاعت اسی امر میں کی جاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہو۔ ہاں ان کے ظالم ہونے کے باوجود ان کی اتھارٹی کو تسلیم کرنے کا سبب یہ ہے کہ ان کے مفاسد کے باعث ان کے خلاف مسلح خروج اور بغاوت، ان کی ناانصافیوں کی وجہ سے جنم لینے والی خرابیوں سے کئی گنا زیادہ خرابیوں کا باعث ہوگی (اس لئے بڑی تباہی اور نقصان سے بچنا لازم ہے)۔''

۲۔ دہشت گردوں کے خلاف امام مالک رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

دہشت گردوں کی سرکوبی کے بارے میں مالکی فقہ کی معروف کتاب المدونة الکبریٰ میں امام سحنون نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یوں روایت کیا ہے:

قال مالک فی الإباضية، والحرورية، وأهل الأهواء كلهم أرى أن يستتابوا، فإن تابوا، وإلا قتلوا. قال ابن القاسم: وقال مالک

(۱) ابن أبی العز، شرح عقيدة الطحاوی: ۲۸۲

في الحرورية وما أشبههم: إنهم يقتلون إذا لم يتوبوا إذا كان الإمام عدلًا. فهذا يدلک علی أنهم إن خرجوا علی إمام عدل وهم يريدون قتاله ويدعون إلی ما هم عليه دعوا إلی الجماعة والسنة، فإن أبوا قتلوا.

قال: ولقد سألت مالکا عن أهل العصبية الذين کانوا بالشام، قال مالک: أری للإمام أن يدعوهم إلی الرجوع، وإلی مناصفة الحق بينهم، فإن رجعوا وإلا قوتلوا.(۱)

''امام مالک نے (خارجیوں کے گروہ) اباضیہ، حروریہ اور اہلِ اَہواء (گمراہ ٹولہ) کے بارے میں فرمایا کہ انہیں پہلے (انتہا پسندی اور دہشت گردی سے) توبہ کرنے کی دعوت دی جائے، اگر وہ توبہ کر لیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کر دیا جائے۔ امام ابن قاسم کہتے ہیں کہ امام مالک نے حروریہ اور ان کے مثل دیگر گمراہ (دہشت گرد) گروہوں کے بارے میں فرمایا: اگر وہ اپنی تخریبی سرگرمیوں سے توبہ نہ کریں تو انہیں قتل کر دیا جائے بشرطیکہ ریاست مسلم ہو۔ یہ قول تمہیں اس بات کی رہنمائی فراہم کرتا ہے کہ اگر وہ مسلمان ریاست کے خلاف بغاوت کریں اور اس کے ساتھ جنگ کا ارادہ کریں اور اس سے اپنے منشور کو قبول کرنے کا مطالبہ کریں تو انہیں پہلے مسلمانوں کی اکثریت اور قانون کے دائرے میں پلٹنے کی دعوت دی جائے، اگر وہ انکار کریں تو انہیں قتل کیا جائے۔

''امام سحنون کہتے ہیں: میں نے امام مالکؒ سے شام کے عصبیت پسند گروہ کے بارے میں استفسار کیا تو آپ نے فرمایا: میرے خیال میں حکومت کو چاہیے

(۱) سحنون، المدونة الکبری، ۳: ۹۴

کہ انہیں اپنے موقف سے رجوع کرنے اور باہمی انصاف کی دعوت دے، اگر وہ پلٹ آئیں تو ٹھیک ورنہ انہیں قتل کر دیا جائے۔''

۳۔ دہشت گرد باغیوں کے خلاف امام شافعی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

دہشت گردی اور خونریزی کی ہر دور میں شکلیں بدلتی رہی ہیں لیکن ذہنیت ایک ہی رہی ہے۔ اس کی ابتداء خوارج سے ہوئی اور پوری تاریخ اسلام میں ان کا تسلسل جاری رہا جو اب بھی ہے۔ چنانچہ تمام ائمہ کرام نے فرداً فرداً اس دہشت گردانہ رجحان اور خارجیت زدہ فکر و عمل کے خلاف فتاویٰ جاری فرمائے۔ ان ائمہ کرام میں امت کے جلیل القدر پیشوا امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں، آپ نے دہشت گردوں کے متعلق فرمایا:

ولو أن قومًا كانوا في مصر أو صحراء فسفكوا الدماء وأخذوا الأموال، كان حكمهم كحكم قطّاع الطريق، وسواء المكابرة في المصر أو الصحراء، ولو افترقا كانت المكابرة في المصر أعظمهما. (۱)

''اگر کوئی شر پسند گروہ کسی شہر میں یا کسی صحرا و بیابان میں خونریز کارروائی کرے اور لوگوں سے مال واسباب چھین لے تو ان (کی سزا) کا حکم راہزنوں کی طرح ہے۔ اور لوٹ کھسوٹ اور حق تلفی شہری آبادی میں ہو یا جنگل و بیابان میں، سنگینی کے لحاظ سے برابر ہے۔ اگر انہیں جدا جدا بھی دیکھا جائے تو شہری آبادیوں میں لوٹ کھسوٹ اور قتل و غارت گری زیادہ بھیانک ہے۔''

امام شافعیؒ مزید فرماتے ہیں:

فإذا دعى أهل البغي فامتنعوا من الإجابة فقاتلوا ...... فإنما أبيح

(۱) شافعي، كتاب الأم، ۴: ۲۱۸

قتال أهل البغی ما کانوا یقاتلون، وهم لا یکونون مقاتلین أبدا إلا مقبلین ممتنعین مریدین. فمتی زایلوا هذه المعانی فقد خرجوا من الحال التی أبیح بها قتالهم، وهم لا یخرجون منها أبدا إلا إلی أن تکون دماؤهم محرمة کهی قبل.[۱]

’’جب باغی دہشت گردوں کو راہِ راست کی طرف پلٹنے کی دعوت دی جائے اور وہ اسے قبول کرنے سے گریزاں ہوں تو ان کے ساتھ جنگ کی جائے گی۔...... پس باغی عناصر کے ساتھ جنگ اس وقت تک جائز ہے جب تک وہ مسلح عسکری کارروائیاں کرتے رہیں۔ وہ عسکری کارروائیاں ہمیشہ جاری نہیں رکھ سکتے بلکہ کبھی وہ سامنے آئیں گے اور کبھی ارادی طور پر مخفی (گوریلہ) سرگرمیوں میں ملوث رہیں گے۔ لہٰذا جب بھی وہ مکمل طور پر پُرامن ہو جائیں تو وہ اپنے خلاف جنگ کے جواز کی حالت سے نکل آئیں گے، اور اگر وہ عسکری کارروائیوں سے باز رہیں گے تو ان کا خون پہلے کی طرح دوبارہ حرام ہوگا۔‘‘

۴۔ مسلح بغاوت کے خلاف امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا عمل اور فتویٰ

فتنہ پروری، دہشت گردی اور خونریزی سے حتی الوسع بچنے کے لئے ائمہ کرام نے ہمیشہ اعتدال پسندی ضبط و تحمل اور ہم آہنگی کا درس دیا ہے۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے خلقِ قرآن جیسے ایمانی مسئلے پر شدید دباؤ اور بے پناہ تکلیفیں حتی کہ قید و بند اور کوڑوں کی صعوبتیں برداشت کرنے کے باوجود عامۃ المسلمین کو حکومتِ وقت کے خلاف بغاوت پر نہیں اکسایا۔ خلقِ قرآن کا فتنہ امتِ مسلمہ کے لئے خطرناک ترین فتنوں میں سے ایک تھا

(۱) شافعي، کتاب الأم، ۴: ۲۱۸

جو معتزلہ کے انتہا پسندانہ عقائد کی پیداوار تھا اور اس نے حکمرانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ خوارج کے فکری وارث ''معتزلہ'' ریاست کے اہم امور میں اچھی خاصی مداخلت کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور میں بغداد اور بلادِ اسلام کی بڑی بڑی شخصیات حکومتی مخالفت اور مظالم کا شکار ہوئیں جن میں خود امام احمد بن حنبل بھی شامل تھے۔ اسی فتنہ خلقِ قرآن کے سبب آپ کو کوڑے مارے گئے اور آپ کی شہادت واقع ہوگئی لیکن زندگی بھر آپ نے لوگوں کو بغاوت اور حکومت کے خلاف مسلح خروج سے روکے رکھا۔ آپ کی استقامت اور صبر وتحمل کے یہ واقعات بہت سی معروف کتب میں منقول ہیں۔ چنانچہ ابوبکر خلال نے اپنی کتاب ''السنۃ'' میں صحیح اسناد کے ساتھ اس کی تفصیل بیان کی ہے۔

حضرت ابو حارث فرماتے ہیں کہ انہوں نے امام ابوعبد اللہ احمد بن حنبل سے بغاوت کی اس تحریک کے متعلق پوچھا جو بغداد میں حکومت کے خلاف چل رہی تھی۔ کیونکہ بنو عباس کے حکمران معتزلہ سے متاثر ہو کر عامۃ المسلمین کے لئے مشکلات پیدا کر رہے تھے۔ امام احمد بن حنبل سے جب حکومت مخالف بغاوت میں شمولیت اور سرپرستی کی درخواست کی گئی تو آپ نے جو کلمات ادا فرمائے وہ کتنے واضح اور صریح ہیں، ملاحظہ ہوں:

سُبْحَانَ اللهِ، الدِّمَاءَ، الدِّمَاءَ، لَا أَرَى ذَلِکَ، وَلاَ آمُرُ بِهِ، الصَّبْرُ عَلَى مَا نَحْنُ فِيهِ خَيْرٌ مِنَ الْفِتْنَةِ يُسْفَکُ فِيهَا الدِّمَاءُ، وَيُسْتَبَاحُ فِيهَا الْأَمْوَالُ، وَيُنْتَهَکُ فِيهَا الْمَحَارِمُ.(۱)

''سبحان اللہ۔ خونریزی؟ خونریزی؟ میں اسے جائز نہیں سمجھتا۔ نہ میں اس کا حکم دیتا ہوں۔ ہم (حکومتی دباؤ کے نتیجے میں) جس صورت حال سے دوچار ہیں اس پر صبر کرنا اس فتنہء بغاوت سے بہتر ہے جس میں مسلمانوں کے ناحق

(۱) خلال، السنۃ، باب الإنکار علی من خرج علی السلطان: ۱۳۲، رقم: ۸۹

اِس روایت کی سند صحیح ہے۔

خون بہائے جائیں، مال لوٹے جائیں اور عزتیں اور حرمتیں پامال ہوں۔‘‘

لوگوں نے پھر اصرار کیا اور کہا کہ کیا آج ہم ایک ایسے فتنہ میں مبتلاء نہیں جس کو ختم کرنے کے لئے جہاد ضروری ہو جاتا ہے؟ مخاطب کی بات سن کر آپ نے فرمایا: بلاشبہ یہ ایک فتنہ ہے جو تھوڑے دنوں میں ختم ہو جائے گا لیکن اگر اس کے مقابلے میں تلواریں نیام سے نکل آئیں تو قتل عام ہوگا اور امن اور خیر کے دروازے بند ہو جائیں گے۔ لہٰذا آپ ان حالات کو صبر و تحمل کے ساتھ گزارنے کی تلقین فرماتے رہے۔

خلیفہ واثق باللہ کے عہد میں بغاوت نے جب زیادہ زور پکڑ لیا تو تمام فقہاے بغداد جمع ہو کر امام احمد بن حنبلؒ کے پاس حاضر ہوئے اور بگڑتی ہوئی صورت حال کا تذکرہ کیا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ تمام جلیل القدر علماء نے متفقہ طور پر عرض کیا کہ ہم آپ سے مشورہ کرنے آئے ہیں کیونکہ ہم تو حکومتی موقف سے تنگ آ چکے ہیں اور خلیفہ واثق باللہ کے خلاف بغاوت میں شامل ہو کر اس کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں۔ آپ نے انہیں سمجھایا اور فرمایا کہ بلاشبہ معاملہ خطرناک ہو چکا ہے مگر آپ لوگ حکومت کی اتھارٹی اور حاکمیت کو چیلنج کرنے کا ارادہ ترک کر دیں۔ امام احمد بن حنبل نے زور دے کر فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالنَّكِرَةِ بِقُلُوبِكُمْ، وَلاَ تَخْلَعُوا يَدًا مِنْ طَاعَةٍ، وَلاَ تَشُقُّوا عَصَا الْمُسْلِمِينَ، وَلاَ تَسْفِكُوا دِمَاءَكُمْ وَدِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ مَعَكُمْ، انْظُرُوا فِي عَاقِبَةِ أَمْرِكُمْ، وَاصْبِرُوا حَتَّى يَسْتَرِيحَ بَرٌّ، أَوْ يُسْتَرَاحَ مِنْ فَاجِرٍ. لاَ، هٰذَا خِلاَفُ الآثَارِ الَّتِي أُمِرْنَا فِيهَا بِالصَّبْرِ.(۱)

’’تم دل میں اس مسئلہ کو برا سمجھو لیکن حکومت وقت کی حاکمیت یعنی نظم اور

(۱) خلال، السنة، باب الإنكار على من خرج على السلطان: ۱۳۳، رقم: ۹۰

اتھارٹی کو چیلنج نہ کرو اور مسلمانوں کی قوت اور وحدت کو نہ توڑو اور اپنا اور مسلمانوں کا خون مت بہاؤ اور اپنے اس معاملہ کے انجام پر غور کرو اور صبر کرو یہاں تک کہ نیک آدمی کو آرام ملے یا فاسق و فاجر سے چھٹکارا حاصل ہو جائے۔ اور یہ خروج ان آثار (یعنی صحابہ وتابعین کی روایات اور تعلیمات) کے خلاف ہے جن میں ہمیں ایسے حالات میں صبر کا حکم دیا گیا ہے۔‘‘

۵۔ بغاوت کے بارے میں امام سفیان ثوریؒ کا فتویٰ

اَمیر المؤمنین فی الحدیث امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) سے لوگوں نے خلیفہ ہارون الرشید کے مقابلے میں مسلح جدوجہد کے متعلق فتویٰ مانگا اور آپ کو باغیانہ تحریک میں شمولیت کی طرف متوجہ کیا لیکن آپ نے بھی لوگوں کو سمجھایا اور صبر وتحمل کے ساتھ فتنے سے دور رہنے کی تلقین فرمائی اور سائل سے کہا:

كَفَيْتُكَ هٰذَا الْأَمْرَ، وَنَقَّرْتُ لَكَ عَنْهُ، اجْلِسْ فِي بَيْتِكَ.(۱)

’’میں نے تجھے اس معاملہ سے بے نیاز کر دیا ہے اور معاملے کی وضاحت کر دی ہے۔ تم اس بغاوت کی تحریک سے بالکل الگ رہو۔‘‘

۶۔ بغاوت کے بارے میں امام ماوردیؒ کا فتویٰ

امام ماوردیؒ (م ۴۵۰ھ) نے ’’الأحكام السلطانية‘‘ میں باغیوں اور دہشت گردوں کے بارے میں تفصیلی احکام بیان کئے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ باغیوں سے جنگ کی جائے گی تا آنکہ وہ حکومت کے نظم کو تسلیم کر لیں۔ امام ماوردیؒ نے اس امر کا استنباط سورۃ الحجرات کی درج ذیل آیت نمبر ۹ سے کیا ہے:

(۱) خلال، السنة، باب الإنكار على من خرج على السلطان: ۱۳۷، رقم: ۹۶

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِى تَبْغِى حَتّٰى تَفِىءَ إِلٰى أَمْرِ اللهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوْا إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ○

''اور اگر مسلمانوں کے دوگروہ آپس میں جنگ کریں تو اُن کے درمیان صلح کرادیا کرو، پھر اگر ان میں سے ایک (گروہ) دوسرے پر زیادتی اور سرکشی کرے تو اس (گروہ) سے لڑو جو زیادتی کا مرتکب ہورہا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، پھر اگر وہ رجوع کر لے تو دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو بہت پسند فرماتا ہے○''

امام ماوردیؒ نے اس آیت مبارکہ سے درج ذیل نکات اخذ کئے ہیں:

۱۔ وفی قوله: ﴿فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى﴾ وجهان: أحدهما بغت بالتعدی فی القتال؛ والثانی بغت بالعدول عن الصلح.

''آیتِ مذکورہ کے الفاظ فَإِنْۢ بَغَتْ إِحْدٰهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ جنگ میں زیادتی کر کے باغی ہوجائے، دوسرا یہ کہ صلح سے رُوگردانی کر کے باغی ہو جائے۔''

۲۔ وقوله ﴿فَقَاتِلُوا الَّتِى تَبْغِى﴾ يعنى بالسيف ردعا عن البغى وزجرا عن المخالفة.

''فَقَاتِلُوا الَّتِىْ تَبْغِىْ کا مطلب یہ ہے کہ ان سے مسلح جنگ کی جائے تاکہ وہ بغاوت اور مخالفت سے باز آجائیں۔''

۳۔ وفي قوله تعالى: ﴿حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللهِ﴾: حتى ترجع إلى الصلح الذي أمر الله تعالٰی به وهو قول سعيد بن جبير.

’’حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللهِ کا حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے یہ مفہوم بیان کیا ہے تا آنکہ اُس صلح کی جانب لوٹ آئیں جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔‘‘

۴۔ ﴿فَإِنْ فَآءَتْ﴾ أي رجعت عن البغي.(۱)

’’فَاِنْ فَآءَ تْ کا مطلب یہ ہے کہ بغاوت ترک کر دیں۔‘‘

۷۔ دہشت گردوں کی سرکوبی واجب ہے - امام سرخسیؒ کا فتویٰ

فقہ حنفی کے عظیم امام شمس الائمہ امام سرخسی (م ۴۸۳ھ) نے باغی گروہ کی سرکوبی کو نہ صرف جائز بلکہ فرض قرار دیا ہے۔ ذیل میں امام سرخسیؒ کا فتویٰ ملاحظہ ہو:

فحينئذ يجب على من يقوى على القتال أن يقاتل مع إمام المسلمين الخارجين لقوله تعالى: ﴿فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ﴾(۲) والأمر حقيقة للوجوب، ولأن الخارجين قصدوا أذى المسلمين وإماطة الأذى من أبواب الدين، وخروجهم معصية ففي القيام بقتالهم نهي عن المنكر وهو فرض ولأنهم يهيجون الفتنة. قال ﷺ: الفتنة نائمة لعن الله من أيقظها. فمن كان ملعونا على لسان صاحب الشرع صلوات الله عليه يقاتل معه.(۳)

(۱) ماوردی، الأحکام السلطانية: ۵۹
(۲) الحجرات، ۴۹: ۹
(۳) سرخسی، کتاب المبسوط، ۱۰: ۱۲۴

’’پس اس وقت ہر اس شخص پر جو جنگ میں شرکت کرنے کی طاقت اور قوت رکھتا ہو واجب ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ﴿پھر اگر ان میں سے ایک (گروہ) دوسرے پر زیادتی اور سرکشی کرے تو اس (گروہ) سے لڑو جو زیادتی کا مرتکب ہورہا ہے﴾ باغیوں کے خلاف مسلم حکومت کی مدد کرے۔ یہاں امر، وجوب کے لئے آیا ہے کیونکہ خروج و بغاوت کرنے والوں نے مسلمانوں کو اذیت دینے کا منصوبہ بنایا ہے۔ اسی طرح تکلیف و اذیت کو دور کرنا دین کے امور میں سے ہے اور ان کا یہ خروج معصیت کے زمرہ میں آتا ہے۔ سو ان کے خلاف جہاد کرنا نھی عن المنکر ہے جو کہ فرض ہے اس لئے کہ وہ فتنہ کو ہوا دیتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: فتنہ سویا ہوا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت بھیجے جس نے اسے جگایا۔ اور جو صاحبِ شریعت علیہ الصلاۃ والسّلام کی زبان اقدس سے ملعون قرار پا چکا اس کے خلاف جہاد کیا جانا چاہیے۔‘‘

۸۔ دہشت گردوں کو قتل کر دینا چاہیے - امام کاسانیؒ کا فتویٰ

فقہ حنفی کی مشہور کتاب بدائع الصنائع کے مصنف امام کاسانیؒ (م ۵۸۷ھ) کا فتویٰ ہے کہ باغی دہشت گردوں کو فساد فی الارض کے خاتمہ کے لئے قتل کیا جانا چاہئے۔ وہ لکھتے ہیں:

ولأنهم ساعون فی الأرض بالفساد، فيقتلون دفعا للفساد علی وجه الأرض. وإن قاتلهم قبل الدعوة لا بأس بذلک، لأن الدعوة قد بلغتهم لکونهم فی دار الإسلام و من المسلمين أيضا. ويجب علی کل من دعاه الإمام إلی قتالهم أن يجيبه إلی ذلک، ولا يسعه التخلف إذا کان عنده غنا وقدرة لأن طاعة الإمام فيما

لیس بمعصیة فرض، فکیف فیما هو طاعة. (۱)

’’چونکہ وہ دہشت گردی کے مرتکب ہوتے ہیں سو انہیں دہشت گردی کے خاتمہ کی خاطر قتل کیا جائے گا۔ اور اگر حکومت انہیں (راہ راست پر آنے کی) دعوت دینے سے پہلے ہی ان کے ساتھ جنگ کرے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ دعوت انہیں پہنچ چکی ہے، وہ مسلم ملک میں ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ ہر اس شخص پر واجب ہے جس کو حکومتِ وقت ان کے خلاف جنگ کرنے کی دعوت دے کہ وہ حکومت کی دعوت کو قبول کرے اور اس کے لئے جنگ سے پیچھے رہنے کی گنجائش نہیں ہے جبکہ وہ جنگ کی طاقت اور قدرت رکھتا ہو کیونکہ حکومت کی اتھارٹی کو تسلیم کرنا جس میں کوئی معصیت نہ ہو فرض ہے، اور جو چیز ہو ہی معصیت سے خالی تو اس کو ماننا تو بدرجہ اولیٰ لازم ہے۔‘‘

۹۔ بغاوت کے خاتمے تک جنگ جاری رکھی جائے

امام مرغینانیؒ کا فتویٰ

مسلمان ریاست میں کلمہ گو لوگوں کو قتل کرنے والے دہشت گردوں کے خلاف کارروائی کب تک جاری رکھی جانی چاہیئے اس پر فقہ حنفی کی معروف کتاب ’’الهداية‘‘ کے مصنف امام مرغینانی (م ۵۹۳ھ) فرماتے ہیں:

وإذا تغلب قوم من المسلمين على بلد، وخرجوا من طاعة الإمام، دعاهم إلى العود إلى الجماعة، وكشف عن شبهتهم لأن عليا رضی اللہ عنہ فعل ذلک بأهل حروراء قبل قتالهم، ولأنه أهون الأمرين ولعل الشر يندفع به، فيبدأ به ولا يبدأ بقتال حتى يبدؤه،

(۱) کاسانی، بدائع الصنائع، ۷: ۱۴۰

فإن بدؤه قاتلهم حتى يفرق جمعهم. (۱)

’’جب مسلمانوں کا کوئی گروہ کسی علاقہ پر قبضہ جمالے اور مسلم ریاست کے نظم اور اتھارٹی کو چیلنج کر دے تو حکومت کو چاہیے کہ وہ انہیں اپنی عمل داری میں آنے کی دعوت دے اور ان کے شبہات کا ازالہ کرے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل حروراء کے ساتھ جنگ کرنے سے پہلے ایسا ہی کیا تھا اس لئے کہ یہ دو کاموں (جنگ اور مذاکرات) میں سے آسان کام ہے اور اس لئے بھی کہ شاید فتنہ اس سے ختم ہو جائے۔ سو اسی سے آغاز کیا جائے اور جنگ کی ابتداء نہ کی جائے یہاں تک کہ وہ اس میں پہل کریں۔ پس اگر وہ جنگ میں پہل کرتے ہوئے ہتھیار اٹھا لیں تو ان کے ساتھ خوب لڑائی کرو یہاں تک کہ ان کی جمعیت منتشر ہو جائے اور ان کی قوت کا خاتمہ ہو جائے۔‘‘

۱۰۔ مسلح بغاوت کرنے والے کافر و مرتد ہیں

امام ابن قدامہ کا فتویٰ

امام ابن قدامہ المقدسی (م ۶۲۰ھ) نے ’’المغنی‘‘ میں ’’قتال أهل البغی‘‘ کے عنوان سے باب باندھا ہے جس میں اُنہوں نے باغیوں سے متعلق محدثین کرام کے حوالے سے یہ فتویٰ دیا ہے:

وذهبت طائفة من أهل الحديث إلى أنهم كفار مرتدون، حكمهم حكم المرتدين وتباح دماؤهم وأموالهم. فإن تحيزوا في مكان وكانت لهم منعة وشوكة، صاروا أهل حرب كسائر الكفار، وإن كانوا في قبضة الإمام استتابهم كاستتابة المرتدين.

(۱) مرغینانی، الهداية آخرين، كتاب السير، باب البغاة: ۵۷۳

فإن تابوا وإلا ضربت أعناقهم، وكانت أموالهم فيئا لا يرثهم ورثتهم المسلمين.[(۱)]

’’محدثینِ کرام کے ایک طبقہ کے مطابق باغی دہشت گرد کافر اور مرتد ہیں اور ان کا حکم مرتدین جیسا ہوگا، اُن کے خون اور مال کو مباح قرار دیا جائے گا۔ اگر وہ اپنے آپ کو ایک جگہ محدود کرلیں اور ان کے پاس قوت اور محفوظ پناہ گاہیں ہوں تو وہ لوگ برسر پیکار کفار کی طرح اہلِ حرب ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ حکومتِ وقت کے دائرہ اختیار میں ہوں تو انہیں توبہ کا موقع دیا جائے گا، اگر وہ توبہ کرلیں تو ٹھیک ورنہ ان کی گردنیں اُڑا دی جائیں گی اور ان کے مال ’’مالِ فَے‘‘ شمار ہوں گے، ان کے مسلمان ورثاء ان کے وارث نہیں ہوں گے۔‘‘

۱۱۔ باغیوں کے قتل پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اِجماع - امام نووی رحمہ اللہ کا فتویٰ

امام نووی (م ٦٧٦ھ) نے اپنی کتاب ’’روضة الطالبين‘‘ میں لکھا ہے کہ باغی دہشت گردوں کو قتل کرنا اِجماعِ صحابہ سے ثابت ہے۔ انہوں نے کہا ہے:

قال العلماء: ويجب قتال البغاة ولا يكفرون بالبغي، وإذا رجع الباغي إلى الطاعة قبلت توبته وترك قتاله، وأجمعت الصحابة رضی اللہ عنہم على قتال البغاة.[(۲)]

’’تمام علماء نے کہا ہے: باغیوں کو قتل کرنا واجب ہے اور ان کو بغاوت کی وجہ سے کافر قرار نہیں دیا جائے گا اور باغی اگر اطاعت کی طرف رجوع کرلے تو اُس کی توبہ قبول کی جائے گی اور اس کے ساتھ جنگ ترک کر دی جائے گی۔ بغاوت کرنے والوں کے قتل پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع تھا۔‘‘

(۱) ابن قدامة، المغني، ۹: ۴

(۲) نووي، روضة الطالبين، ۱۰: ۵۰

امام نووی نے اپنی کتاب ''روضة الطالبين'' میں باغی دہشت گردوں کی تکفیر کے حوالے سے جمہور کا مؤقف ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

وأطلق البغوى أنهم إن قاتلوا فهم فسقة وأصحاب بهت، فحكمهم حكم قطاع الطريق. فهذا ترتيب المذهب والمنصوص، وما قاله الجمهور وحكى الإمام فى تكفير الخوارج وجهين. قال: فإن لم نكفرهم فلهم حكم المرتدين، وقيل حكم البغاة. فإن قلنا كالمرتدين لم تنفذ أحكامهم.[1]

''امام بغوی نے علی الاطلاق کہا ہے کہ اگر وہ جنگ کریں تو وہ فاسق اور جھوٹے لوگ ہیں۔ پس ان کا حکم ڈاکوؤں کے حکم کی طرح ہوگا۔ یہ مذہب اور نص کی ترتیب ہے، یہی جمہور نے کہا ہے۔ امام بغوی نے خوارج کی تکفیر میں بیان کیا ہے کہ اِس میں دو صورتیں ہیں۔ انہوں نے کہا ہے: اگر ہم ان کو کافر قرار نہ دیں تو ان کے لئے مرتدین کا حکم ہو گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُن پر باغیوں کا حکم عائد ہوگا۔ پھر اگر ہم اُنہیں مرتدین کی طرح کہیں تو ان کے اَحکام نافذ نہیں کئے جائیں گے۔''

۱۲۔ دہشت گردوں کے خلاف حکومت سے تعاون

فتاویٰ تاتارخانیہ

جان و مال کی حفاظت چونکہ حکومت وقت کا فرض ہے اس لئے امن و امان برباد کرنے اور معاشرے میں خوف و ہراس پھیلانے والوں کے خلاف مسلم حکومت کا فریضہ ہے کہ وہ ان سے آہنی ہاتھوں سے نمٹے تا کہ حکومتی نظم بحال ہو۔ ایسی صورت میں لوگوں پر

(۱) نووی، روضة الطالبين، ۱۰: ۵۱، ۵۲

ضروری ہے کہ وہ حکومت کی مکمل تائید کریں۔ فتاویٰ تاتار خانیۃ میں علامہ عالم بن العلاء الاندریتی الدہلوی (م ۷۸٦ھ) نے یہ فتویٰ دیا ہے:

يجب أن يعلم أن أهل البغي قوم من المسلمين، يخرجون على الإمام العدل ويمتنعون عن أحكام أهل العدل، فالحكم فيهم أنهم إذا تجهزوا واجتمعوا حل لإمام أهل العدل أن يقاتلهم، وعلى كل من يقدر على القتال أن يقوم بنصرة إمام أهل العدل. (1)

’’اس بات کا جاننا ازحد ضروری ہے کہ مسلمانوں میں سے وہ دہشت گرد اور باغی عناصر جو مسلم ریاست کے خلاف خروج یعنی مسلح جدوجہد کرتے ہیں اور عدالتی احکامات کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں، ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ جب وہ عسکری طور پر تیاری کر لیں اور مسلح کارروائی کے لئے جمع ہو جائیں تو حکومت کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ ان دہشت گرد باغیوں کے خلاف جنگ و قتال کرے اور اس ملک کے ہر اس شہری پر حکومت کی اعانت وحمایت لازم ہو جاتی ہے جو کسی حوالے سے بھی جنگ کی صلاحیت و استطاعت رکھتا ہے۔‘‘

۱۳۔ باغیوں کے خلاف جنگ حکومت پر لازم ہے

امام ابراہیم بن مفلح الحنبلی رحمہ اللہ کا فتویٰ

امام ابراہیم بن محمد عبد اللہ بن مفلح الحنبلی (م ۸۸۴ھ) نے بھی امام نووی کی طرح دہشت گرد باغیوں کو رجوع کی دعوت نہ ماننے پر قتل کرنے کا فتویٰ دیا ہے۔

أصل من كفر أهل الحق والصحابة واستحل دماء المسلمين فهم

---

(۱) اندريتي، الفتاوى التاتارخانية، ۴: ۱۷۲

بغاة فی قول الجماهير، تتعين استتابتهم، فإن تابوا وإلا قتلوا على إفسادهم لا على كفرهم. (۱)

’’دراصل جس آدمی نے اہلِ حق اور صحابہ ﷺ کو کافر قرار دیا (جیسا کہ خوارج نے کیا) اور مسلمانوں کے خون حلال کر لیے تو جمہور کے قول کے مطابق یہ باغی ہیں۔ ان کے لیے یہ بات متعین ہے کہ اُن سے توبہ طلب کی جائے۔ پھر اگر وہ توبہ کرلیں تو ٹھیک ورنہ انہیں ان کے فساد پھیلانے کی وجہ سے قتل کردیا جائے گا نہ کہ ان کے کفر کی وجہ سے۔‘‘

وہ مزید لکھتے ہیں:

فإن فاؤوا وإلا قاتلهم وعلى رعيته معونته على حربهم، فإن استنظروه مدة رجا فلا يمكن ذلک فی حقهم، فإن أبوا الرجوع وعظهم وخوفهم القتال لأن المقصود دفع شرهم لا قتلهم، فإن فاؤوا أی رجعوا إلى الطاعة وإلا قاتلهم أی يلزم القادر قتالهم لإجماع الصحابة على ذلک. (۲)

’’پھر اگر وہ باز آ ئیں تو درست ورنہ ان سے جنگ کی جائے گی اور ریاست کے شہریوں پر فرض ہے کہ وہ ان کے خلاف جنگ میں حکومت کی مدد کریں۔ پھر اگر یہ خوارج (یا ان کی مثل دیگر دہشت گرد گروہ) کچھ مدت کے لیے مہلت مانگیں تو ان کے حق میں یہ ممکن نہیں ہے۔ پھر اگر وہ اپنی روِش سے باز آنے سے انکار کر دیں تو حکومت ان کو نصیحت کرے اور جنگ سے ڈرائے

(۱) ابن مفلح، المبدع، ۹: ۱۶۰
(۲) ابن مفلح، المبدع، ۹: ۱۶۱

کیونکہ مقصود ان کا قتل نہیں بلکہ ان کے شر کو دور کرنا ہے۔ اگر وہ حکومت کا نظم اور اتھارٹی تسلیم کر لیں تو ٹھیک ورنہ حکومت ان کے خلاف جنگ کرے یعنی ان پر قدرت رکھنے والی حکومت پر ان کے خلاف جنگ کرنا لازم ہے کیونکہ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔‘‘

۱۴۔ علامہ زین الدین ابن نجیم حنفیؒ کا فتویٰ

فقہاے احناف کی جلیل القدر کتاب ’’البحر الرائق شرح کنز الدقائق‘‘ کے مصنف علامہ زین الدین بن نجیم حنفی (م ۹۷۰ھ) نے دہشت گردی اور بغاوت کے احکامات پر تفصیلی بحث کی ہے۔ امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی (۷۱۰ھ) کی ’’کنز الدقائق‘‘ میں ایک قول پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قوله خرج قوم مسلمون عن طاعة الإمام وغلبوا على بلد دعاهم إليه وكشف شبهتهم بأن يسألهم عن سبب خروجهم، فإن كان لظلم منه أزاله وإن قالوا الحق معنا والولاية لنا، فهم بغاة، لأن عليا رضی اللہ عنہ فعل ذلک بأهل حروراء قبل قتالهم ولأنه أهون الأمرين. ولعل الشر يندفع به، فيبدأ به استحبابا لا وجوبا. فإن أهل العدل لو قاتلوهم من غير دعوة إلى العود إلى الجماعة، لم يكن عليهم شيء، لأنهم علموا ما يقاتلون عليه، فحالهم كالمرتدين وأهل الحرب بعد بلوغ الدعوة.[1]

’’امام نسفی کا یہ کہنا کہ وہ مسلمان قوم ہیں جو مسلم حکومت کی اطاعت سے نکل

(۱) ابن نجيم، البحر الرائق، ۵: ۱۵۱

آئے اور کسی شہر پر انہوں نے غلبہ حاصل کر لیا تو ان کو حاکم وقت بلائے اور ان کے شبہات کو دور کرے۔ ان سے ان کے خروج کا سبب معلوم کرے۔ اگر حاکم کی طرف سے ظلم ہو رہا ہے تو اس کا ازالہ کیا جائے۔ اگر وہ لوگ اصرار کرتے ہوئے کہیں کہ ہم ہی حق پر ہیں یعنی باقی لوگ گمراہ ہیں اور حکومت کا حق صرف ہمیں حاصل ہے تو یہ باغی لوگ ہیں اور ایسے باغیوں کی سزا مرتدین کی طرح ہو گی کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہلِ حروراء کے ساتھ لڑنے سے پہلے یہی عمل کیا تھا اور اس لئے بھی کہ یہ لڑائی اور مذاکرات میں سے آسان طریقہ ہے۔ ممکن ہے کہ شر اس سے دور ہو جائے اور قتال کی نوبت نہ آنے پائے، اس لئے اسی سے ابتدا کرنا بہتر اور مستحب ہے مگر لازم نہیں۔ کیونکہ اگر مسلمان حکومت انہیں جماعت کی طرف پلٹ آنے کی دعوت نہ بھی دے اور ان سے جنگ کرے تو بھی حکومت پر شرعاً کوئی گناہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان کو پتہ ہے کہ جنگ کس وجہ سے ہو رہی ہے۔ ان کا حال مرتدوں اور اہلِ حرب کافروں جیسا ہے جن کے پاس دعوت پہنچ چکی ہے۔‘‘

۱۵۔ علامہ جزیری کا فتویٰ

علامہ عبد الرحمٰن الجزیری (م ۱۳۵۹ھ) ’’الفقه علی المذاهب الأربعة‘‘ میں جمہور فقہاء کی تائید کرتے ہوئے شر پسندوں کے خلاف جنگ کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

لو خرج جماعة علی الإمام ومنعوا حقا ﷲ أو لآدمي، أو أبوا طاعته يريدون عزله، ولو كان جائرا، فيجب علی الإمام أن ينذر هؤلاء البغاة، ويدعهم لطاعته، فإن هم عادوا إلی الجماعة

ترکهم، وإن لم يطيعوا أمره قاتلهم بالسيف. (۱)

’’اگر لوگوں کا ایک گروہ مسلمان حکومت کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرے اور حقوق اللہ یا حقوق العباد کی ادئیگی میں رکاوٹ پیدا کرے یا حکومت کی معزولی کے ارادے سے اس کی اتھارٹی کو تسلیم کرنے سے انکار کرے خواہ یہ حکومت خطا کار ہی ہو تو حکومت وقت پر لازم ہے کہ ان سرکشوں کو انجام بد سے ڈرائے اور انہیں حکومت کی اتھارٹی اور نظم کو ماننے کی دعوت دے، پس اگر وہ مسلمانوں کی ہیئت اجتماعی کی حاکمیت کی طرف پلٹ آئیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے اور اگر وہ حکومت کی اتھارٹی کو تسلیم کرنے سے انکار کریں تو حکومت ان کے خلاف جنگ کرے۔‘‘

درج بالا فتاوی کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مذاہب اربعہ کے جملہ ائمہ کبار اس بات پر متفق ہیں کہ مسلم ریاست کے خلاف مسلح بغاوت جائز نہیں خواہ اس کی کچھ بھی تاویل کی جائے۔ ریاست کا نظم اور اتھارٹی قائم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور مسلم ریاست کے جملہ شہریوں کو مسلح بغاوت کی سرکوبی میں ریاست کی معاونت اور مدد کرنی چاہیے۔

---

(۱) جزیری، كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، ۵: ۴۱۹

باب پنجم

خوارِج کے بارے میں
معاصر سلفی علماء کے فتاویٰ

اِسلامی ریاست کے خلاف دہشت گردوں کی طرف سے کی جانے والی خون ریزی کو ہر مکتبِ فکر کے علماء نے ہمیشہ رد کیا ہے اور اسے خلافِ شریعت قرار دیا ہے۔ دورِ جدید کے معروف سلفی علماء نے بھی اپنے اپنے فتاویٰ میں مسلم ریاست کے خلاف بغاوت، فتنہ انگیزی اور خوں ریزی کو صحیح احادیث مبارکہ کی مخالفت قرار دیا ہے۔ انہوں نے واضح طور پر لکھا ہے کہ مسلمانوں کو کافر قرار دینا اور انہیں قتل کرنا یا ظلم و زیادتی کا نشانہ بنانا خوارج کا ہی وطیرہ ہے، اور ایسا کرنے والوں کے لئے وہی حکم ہوگا جو خوارج کے لئے تھا۔

۱۔ دہشت گرد دورِ حاضر کے خوارج ہیں

علامہ ناصر الدین البانی کا فتویٰ

عرب دنیا کے نامور سلفی عالم محمد ناصر الدین البانی دہشت گردوں کے بارے میں اپنا موقف یوں بیان کرتے ہیں:

والمقصود أنهم سنّوا في الإسلام سنةً سيئة، وجعلوا الخروج على حكام المسلمين دينًا على مرّ الزمان والأيام، رغم تحذير النبي ﷺ منهم في أحاديث كثيرة، منها قوله ﷺ: الخوارج كلاب النار. ورغم أنهم لم يروا كفرًا بَوّاحًا منهم، وإنما ما دون ذالک من ظلم وفجور وفسق.

واليوم والتاريخ يعيد نفسه كما يقولون، فقد نبتت نابتة من الشباب المسلم لم يتفقّهوا في الدين إلا قليلا. ورأوا أن الحكام لا يحكمون بما أنزل الله إلا قليلا، فرأوا الخروج عليهم دون أن يستشيروا أهل العلم والفقه والحكمة منهم بل ركبوا رؤوسهم أثاروا فتنًا عمياء وسفكوا الدماء في مصر، وسوريا، والجزائر وقبل ذالک فتنة الحرم المكي فخالفوا بذلک هذا الحديث الصحيح الذي جرى عليه عمل المسلمين سلفًا وخلفًا إلا الخوارج.[1]

''مقصود یہ ہے کہ انہوں نے اسلام میں برے اعمال شروع کیےاور مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ مسلمان حکمرانوں کے خلاف بغاوت کرنا اپنا دین بنا لیا، باوجود اس کے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے بہت ساری احادیث میں ان دہشت گرد (خوارج) سے متعلق مسلمانوں کو خبردار کیا ہے۔ ان میں سے آپ ﷺ کی یہ حدیثِ مبارکہ بھی ہے کہ خوارج دوزخ کے کتے ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ مسلمانوں نے ان سے واضح کفر ظاہر ہوتے ہوئے نہیں دیکھا مگر ان کا ظلم، فجور اور فسق ظاہر و عیاں ہے۔

''اور جیسا کہ کہا جاتا ہے تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ پس ان خوارج سے مسلمان نوجوانوں کی ایک نسل پروان چڑھی ہے جو دین کا بہت کم فہم رکھتے ہیں۔ ان کے خیال میں حکمران اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق حکومت نہیں کرتے مگر ان میں سے کچھ (احکام نافذ کرتے ہیں)۔ پس وہ اہلِ

(۱) البانی، سلسلة الأحاديث الصحيحة، المجلد السابع، القسم الثاني: ۱۲۴۰-۱۲۴۳

علم، فقہاء اور اصحابِ حکمت کے مشورہ کے بغیر مسلم ریاست کے خلاف مسلح بغاوت کرتے ہیں بلکہ وہ ان کے سروں پر سوار ہو گئے اور اندھا دھند فتنہ بپا کیا۔ انہوں نے مصر، شام اور الجزائر میں خون ریزی کی ہے اور اس سے پہلے حرم مکہ میں بھی فتنہ انگیزی کی۔ پس انہوں نے اس صحیح حدیث کی مخالفت کی جس پر سوائے خوارج کے متقدمین اور متاخرین مسلمانوں کا عمل رہا۔''

۲۔ مسلمانوں کو کافر قرار دینا خوارج کی علامت ہے

شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز کا فتویٰ

سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں جو کہ ان کی آفیشل ویب سائٹ www.binbaz.org.sa/mat/1934 پر موجود ہے:

''جب ان سے سوال کیا گیا کہ یہ کلام اصل میں اہل السنّت و الجماعت کے اصولوں میں سے ہے لیکن یہاں پر بڑے افسوس کے ساتھ اہل السنّت والجماعت میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اِس فکر کو پست خیال کرتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں ذلت اور خواری ہے۔ یہ بات اس لئے کہی گئی تا کہ وہ نوجوانوں کو دعوت دیں کہ وہ نظام میں تبدیلی کی خاطر تشدد پیدا کریں۔''

اس بات کو رد کرتے ہوئے شیخ عبد العزیز بن باز لکھتے ہیں:

هذا غلط من قائله، وقلة فهم؛ لأنهم ما فهموا السنة ولا عرفوها كما ينبغي، وإنما تحملهم الحماسة والغيرة لإزالة المنكر على أن يقعوا فيما يخالف الشرع كما وقعت الخوارج، حملهم حب نصر الحق أو الغيرة للحق، حملهم ذالک على أن وقعوا في

الباطل حتى كفروا المسلمين بالمعاصي كما فعلت الخوارج، فالخوارج كفروا بالمعاصي، وخلدوا العصاة في النار.[1]

’’سوال پوچھنے والے کی یہ غلطی اور کم فہمی ہے کیونکہ انہوں نے سنت کو اُس طرح نہ سمجھا اور پہچانا جس طرح اس کی معرفت ضروری تھی۔ مگر ان کے جذبات اور غیرت نے انہیں برائی کے خاتمہ کے لیے غیر شرعی کام کرنے پر آمادہ کیا ہے جیسے کہ خوارج نے کیا تھا۔ حق کے لئے مدد کی محبت اور حق کے لئے غیرت نے انہیں اس پر ابھارا لیکن غیرت اور بغاوت میں عدم تفریق کی غلطی نے انہیں گمراہی اور پستی میں گرا دیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے مسلمانوں کو گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے کافر کہا جیسا کہ خوارج نے کہا تھا۔ پس خوارج بھی گناہوں کی بنا پر تکفیر کرتے تھے اور گناہ گار کو دائمی جہنمی قرار دیتے تھے۔‘‘

شیخ عبد العزیز بن باز دین میں شدت اور انتہا پسندی کے برعکس اہلِ سنت کا مؤقف یوں بیان کرتے ہیں:

والذي عليه أهل السنة - وهو الحق - أن العاصي لا يكفر بمعصيته ما لم يستحلها فإذا زنا لا يكفر، وإذا سرق لا يكفر، وإذ شرب الخمر لا يكفر، ولكن يكون عاصيا ضعيف الإيمان فاسقا تقام عليه الحدود، ولا يكفر بذالک إلا إذا استحل المعصية وقال: إنها حلال. وما قاله الخوارج في هذا باطل، وتكفيرهم للناس باطل؛ ولهذا قال فيهم النبي ﷺ: إنهم يمرقون من الدين مروق السهم من الرمية، ثم لا يعودون إليه يقاتلون أهل الإسلام ويدعون أهل الأوثان.[2]

(1) www.binbaz.org.sa/mat/1934

(2) www.binbaz.org.sa/mat/1934

’’اور جو (مؤقف) اہلِ سنت کا ہے وہی حق ہے۔ وہ یہ ہے کہ گناہ گار اپنے گناہوں کی وجہ سے کافر نہیں ہوتا جب تک کہ وہ ان گناہوں اور نافرمانی کے کاموں کو حلال نہ جانے۔ پس جب اس نے زنا کیا تو کافر نہیں ہوا اور جب چوری کی تو کفر کا مرتکب نہیں ہوا اور جب شراب پی تو کفر نہیں کیا بلکہ یہ گناہ گار، کمزور ایمان والا اور فاسق کہلائے گا، اس پر حدود جاری ہوں گی لیکن ان برے اعمال کی وجہ سے اسے کافر قرار نہیں دیا جائے گا جب تک کہ وہ اس گناہ کو حلال نہ جانے اور حلال نہ کہے۔ اس کے بارے میں جو خوارج نے کہا وہ باطل ہے اور ان کا لوگوں کو کافر قرار دینا بھی باطل ہے۔ اسی وجہ سے حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا: ’’یہ دین سے اس طرح نکل جاتے ہیں جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ پھر وہ دین کی طرف نہیں پلٹتے۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کریں گے اور بت پرستوں (صریحاً کفار) کو چھوڑ دیں گے۔‘‘

آخر میں شیخ عبد العزیز بن باز نوجوانوں اور دیگر تمام لوگوں کو خوارج کی تقلید سے منع کرتے ہوئے مذہبِ اہل سنت و جماعت پر چلنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

هذه حال الخوارج بسبب غلوهم وجهلهم وضلالهم، فلا يليق بالشباب ولا غير الشباب أن يقلدوا الخوارج، بل يجب أن يسيروا على مذهب أهل السنة والجماعة على مقتضى الأدلة الشرعية، فيقفوا مع النصوص كما جاءت، وليس لهم الخروج على السلطان من أجل معصية أو معاص وقعت منه، بل عليهم المناصحة بالمكاتبة والمشافهة، بالطرق الطيبة الحكيمة، وبالجدال بالتي هي أحسن، حتى ينجحوا، وحتى يقل الشر أو

يزول ويكثر الخير.[1]

''خوارج کے یہ حالات ان کے (دین میں) غلو اور ان کی جہالت و گمراہی کی وجہ سے ہی ہوئے تھے۔ اس لئے اب ان نوجوانوں اور دیگر تمام لوگوں کے لئے ہرگز مناسب نہیں ہے کہ وہ خوارج کی تقلید کریں۔ بلکہ ضروری ہے کہ وہ شرعی دلائل کے تقاضوں کے مطابق مذہب اہل السنت و الجماعت پر چلیں تا کہ وہ ان نصوص کے ساتھ وہی موقف اختیار کریں جس کے لئے وہ وارد ہوئی ہیں۔ اور ان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ حکومت وقت کے خلاف - اس کی نافرمانی یا ان غلطیوں کے سبب جو اس سے سرزد ہوئی ہیں- مسلح بغاوت کریں بلکہ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کو لکھ کر یا زبانی طور پر عمدہ حکمت بھرے طریقے اور احسن انداز سے بحث و مباحثہ کے ذریعے نصیحت کریں تا کہ وہ اس میں کامیاب ہوں، برائی کم ہو یا بالکل ختم ہو جائے اور بھلائی زیادہ ہو جائے۔''

۳۔ دورِ حاضر کے دہشت گرد جاہلوں کا ٹولہ ہے

شیخ صالح الفوزان کا فتویٰ

سعودی عرب کے ہی معروف سلفی مدرس علامہ صالح بن فوزان بن عبد اللہ الفوزان سے سوال کیا گیا کہ ''یہاں پر کچھ لوگ کہتے ہیں: اس ملک کی حکومت اور علماء نے جہاد کو معطل کر دیا ہے اور یہ عمل اللہ کے احکام کا انکار ہے۔ سو آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟'' اس پر انہوں نے جواب دیا:

هذا كلام جاهل، يدل على أنه ما عنده بصيرة ولا علم وأنه يكفر الناس، وهذا رأي الخوارج والمعتزلة، نسأل الله العافية، لكن

(1) www.binbaz.org.sa/mat/1934

مانسيء الظن بهم نقول هؤلاء جهال يجب عليهم أن يتعلموا قبل أن يتكلموا أما إن كان عندهم علم ويقولون بهذا القول، فهذا رأي الخوارج وأهل الضلال.(۱)

''یہ جہالت پر مبنی کلام ہے جو ان لوگوں کی عدم بصیرت اور لاعلمی پر دلالت کرتا ہے، اسی وجہ سے وہ (مسلمان) لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ یہ (درحقیقت) خوارج اور معتزلہ کی رائے ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے عافیت عطا فرمائے لیکن ہم ان کے بارے میں برا گمان نہیں رکھتے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ یہ جاہل (اور دین کی حقیقی تعلیمات سے بے بہرہ) لوگ ہیں۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ بات کرنے سے پہلے اس کا (مکمل) علم حاصل کریں۔ اور اگر علم ہونے کے باوجود وہ لوگ ایسی بات کہتے ہیں تو یہ خوارج اور گمراہ لوگوں کی رائے ہے۔''

اِسی طرح جب علامہ صالح الفوزان سے پوچھا گیا کہ کیا خوارج کی سوچ اور فکر رکھنے والے لوگ موجودہ زمانے میں بھی پائے جاتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا:

سبحان الله، وهذا الموجود، أليس هو فعل الخوارج، وهو تكفير المسلمين، وأشد من ذالک قتل المسلمين والاعتداء عليهم، هذا مذهب الخوارج.

وهو يتكون من ثلاثة أشياء: أولاً: تكفير المسلمين. ثانيًا: الخروج عن طاعة ولي الأمر. ثالثًا: استباحة دماء المسلمين.

هذه من مذهب الخوارج، حتى لو اعتقد بقلبه ولا تكلم ولا عمل شيئًا، صار خارجيًا في عقيدته ورأيه الذي ما أفصح عنه.(۲)

(۱) فوزان، الجهاد وضوابطة الشرعية: ۴۹
(۲) فهد الحصين، الفتاوى الشرعية في القضايا العصرية

''سبحان اللہ! کیا یہ موجودہ فکر و عمل خوارج کا فعل نہیں ہے؟ مسلمانوں کو کافر قرار دینا اور اس سے بھی شدید تر یہ کہ مسلمانوں کو قتل کرنا اور انہیں ظلم و زیادتی کا نشانہ بنانا، یہ خوارج کا مذہب ہی تو ہے جو ان تین عناصر سے تشکیل پاتا ہے:

۱۔ مسلمانوں کو کافر قرار دینا

۲۔ حکومت وقت کے نظم اور اتھارٹی کو مسلح بغاوت کے ذریعے چیلنج کرنا

۳۔ مسلمانوں کے خون کو جائز و حلال قرار دینا

''یہ خوارج کا مذہب ہی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی اس پر صرف دل سے ہی عقیدہ رکھے اور قول و عمل سے اس کا اظہار نہ بھی کرے تو بھی وہ اپنے اس عقیدہ اور رائے کے اعتبار سے خارجی ہو گیا۔''

۴۔ دہشت گردانہ کارروائیاں جہاد نہیں مفتی نذیر حسین دہلوی کا فتویٰ

ہر ذی شعور اس بات سے آگاہ ہے کہ وطنِ عزیز میں جہاد کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اس حقیقت کو ہر مسلک میں تسلیم کیا گیا ہے۔ بطورِ ثبوت مسلکِ اہلِ حدیث کے **مفتی سید نذیر حسین دہلوی** کے **فتاویٰ نذیریہ** سے ایک مثال درج کی جارہی ہے، جس میں اُنہوں نے جہاد سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے جہاد کی شرائط بیان کی ہیں۔[۱]

مفتی نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں:

''مگر جہاد کی کئی شرطیں ہیں جب تک وہ نہ پائی جائیں گی جہاد نہ ہوگا۔

(۱) مفتی صاحب کی عبارت من و عن نقل کی گئی ہے لیکن قارئین کی سہولت کے لئے حاشیے میں بعض عبارات کے حوالہ جات اور تراجم شامل کر دیے گئے ہیں۔

اول: یہ کہ مسلمانوں کا کوئی امامِ وقت و سردار ہو۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں ایک نبی کا انبیاء سابقین سے قصہ بیان فرمایا ہے کہ ان کی امت نے کہا کہ ہمارا کوئی سردار اور امامِ وقت ہوتو ہم جہاد کریں۔

اَلَمۡ تَرَاِلَی الۡمَلَاِ مِنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰیۘ اِذۡ قَالُوۡا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابۡعَثۡ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ...... الاية[1]

اِس سے معلوم ہوا کہ جہاد بغیر امام کے نہیں کیونکہ اگر بغیر امام کے جہاد ہوتا تو ان کو یہ کہنے کی حاجت نہ ہوتی۔ **كما لا يخفى** اور **شرائع من قبلنا** جب تک اس کی ممانعت ہماری شرع میں نہ ہو، حجت ہے **كما لا يخفى على الماهر بالأصول،** اور حدیث میں آیا ہے کہ امام ڈھال ہے اس کے پیچھے ہو کر لڑنا چاہیے۔ اور اس کے ذریعہ سے بچنا چاہیے۔ **عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ: قَال رَسُولَ اللهِ ﷺ: إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ.** الحديث رواه البخارى و مسلم.[2]

---

(۱) **البقرة، ۲: ۲۴۶**

''(اے حبیب!) کیا آپ نے بنی اسرائیل کے اس گروہ کو نہیں دیکھا جو موسیٰ (﷤) کے بعد ہوا، جب انہوں نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دیں تا کہ ہم (اس کی قیادت میں) اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔'' (ترجمہ از عرفان القرآن)

(۲) **۱۔ بخاری، الصحیح، كتاب الجهاد والسير، باب يقاتل من وراء الإمام ويتقى به، ۳: ۱۰۸۰، رقم: ۲۷۹۷**

۲۔ مسلم، الصحیح، كتاب الإمارة، باب الإمام جنة يقاتل من ورائه ويتقى به، ۳: ۱۴۷۱، رقم: ۱۸۴۱

''بے شک امام تو ڈھال کی طرح ہے کہ اس کے پیچھے لڑتے ہیں اور اس کی پناہ لیتے ہیں۔''

اس سے صراحتاً یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جہاد امام کے پیچھے ہو کے کرنا چاہیے، بغیر امام کے نہیں۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اسباب لڑائی کا مثل مہیا ہوں جس سے کفار کا مقابلہ کیا جاوے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: **وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ.**[1] (ترجمہ) اور سامان تیار کرو ان کی لڑائی کے لئے جو کچھ ہو سکے تم سے ہتھیار اور گھوڑے پالنے سے تا کہ اس سے ڈراؤ اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمنوں کو۔

قال الامام البغوی فی تفسیر هذه الایة الإعداد اتخاذ الشئ بوقت الحاجة من قوة أی من الآلات التی تکون لکم قوة علیهم من الخیل والسلاح، انتهی. یعنی قوت کے معنی ہتھیار اور سامان لڑائی کے ہیں، اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِانْفِرُوْا جَمِيْعًا.[2] (ترجمہ) اے ایمان والو! لو اپنا بچاؤ پکڑ و پھر کوچ کرو جدا جدا فوج یا سب اکٹھے۔

قال الحافظ محی السنة فی تفسیره تحت هذه الایة أی عدتکم وآلاتکم من السلاح، انتهی. یعنی حذر سے مراد آلہ لڑائی کا ہے مثلاً ہتھیار وغیرہ کا مہیا ہونا ضروری ہے، اور حدیثوں سے بھی اس کی تاکید معلوم ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ بے ہتھیار کے کیا کرے گا۔

تیسری شرط یہ ہے کہ مسلمانوں کا کوئی قلعہ یا ملک جائے امن ہو کہ ان کا ماؤیٰ و ملجا ہو۔ چنانچہ قرآن کے لفظ مِنْ قُوَّة کی تفسیر عکرمہ نے قلعہ کی ہے۔ **قال عکرمة: القوة**

---

(۱) الأنفال، ۸: ۶۰

(۲) النساء، ۴: ۷۱

الحصون انتهى ما في معالم التنزيل للبغوی. اور حضرت (محمد) ﷺ نے جب تک مدینہ میں ہجرت نہ کی اور مدینہ جائے پناہ نہ ہوا جہاد فرض نہ ہوا، یہ صراحتاً دلالت کرتا ہے کہ جائے امن ہونا بہت ضروری ہے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ مسلمانوں کا لشکر اتنا ہو کہ کفار کے مقابلہ میں مقابلہ کر سکتا ہو یعنی کفار کے لشکر کے آدھے سے کم نہ ہو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: **اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ط فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ج وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللهِ ط وَاللهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ**(۱) (ترجمہ) اب بوجھ ہلکا کیا، اللہ نے تم سے اور جانا کہ تم میں کمزوری ہے پس اگر ہو تم میں سے سو صابر غالب رہیں گے دو سو پر، اور اگر ہوں تم سے ایک ہزار، غالب ہوں دو ہزار پر حکم سے اللہ کے، اور اللہ ساتھ صبر کرنے والوں کے ہے۔ یہ آیت صاف کہتی ہے کہ اپنے سے دگنے سے مقابلہ ہو دگنے سے زیادہ سے نہیں۔ میں جب یہ بات بیان ہو چکی، تو میں کہتا ہوں، اس زمانے میں ان چار شرطوں میں سے کوئی شرط بھی موجود نہیں ہے تو کیونکر جہاد ہو گا۔(۲)

جواب کے آخر میں مفتی نذیر حسین دہلوی نے بطور ثبوت صحیحین کی یہ احادیث بیان کی ہیں:

عن أنس رضی اللہ عنہ **أنّ رسول الله** ﷺ **قال: لكل غادر لواء يوم القيامة يعرف به. رواه الشيخان.**

عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ **قال: أن الغادر ينصب له لواء يوم**

(۱) **الأنفال، ۸: ٦٦**

(۲) پس معلوم ہوا کہ اگر یہ شرائط پوری نہ ہوں تو جہاد نہیں بلکہ غدر، بغاوت اور فساد ہوگا جس کی قطعاً اجازت نہیں۔ پھر سوال یہ ہے کہ مسلمان ریاست میں کس کے خلاف مسلح اقدام ہو رہا ہے؟

القيامة فيقال هذه غدرة فلان بن فلان. رواه الشيخان.(۱)

خلاصہ بحث

قرآن وسنت، ائمہ حدیث اور ائمہ عقائد و فقہ کی تصریحات، تشریحات اور فتاویٰ وتحقیقات کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہوئی کہ باغی وہ لوگ ہیں جو مسلم ریاست کے خلاف مسلح جد و جہد کریں اور ان کے پاس قوت و طاقت بھی ہو۔ وہ لوگ ریاست کی اتھارٹی اور نظم کو تسلیم کرنے سے انکار کریں اور کھلے عام اسلحہ لہرا کر ریاست کے خلاف اعلانِ جنگ کریں۔ اس سے قطع نظر کہ ان کی یہ مسلح جد و جہد اور بغاوت عدل و انصاف پر مبنی حکومت کے خلاف ہے یا فسق و فجور کی حامل حکومت کے خلاف۔ خواہ ان کی جدوجہد کسی امر دین سے متعلق تاویل پر مبنی ہے یا کسی دنیوی غرض کی خاطر، بہرصورت ایسے تمام لوگ باغی اور دہشت گرد ہیں۔ جب تک وہ مسلم ریاست کے خلاف ہتھیار اٹھائے رکھیں، حکومت ان کے خلاف جنگی اقدام جاری رکھے تاآنکہ وہ ہتھیار پھینک کر ریاست کی حاکمیت کے تابع ہو جائیں اور اپنا دہشت گردانہ طرزِ عمل مکمل طور پر ختم کر کے پُرامن شہری بن جائیں اور اپنے جائز مطالبات پُرامن، جمہوری اور قانونی طریقے سے پورے کروانے کے حامی ہو جائیں۔

(۱) مفتي نذير حسين دهلوي، فتاویٰ نذيريه، ۳: ۲۸۲-۲۸۵

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قتل عام اور فساد انگیزی کرنے والے ہر شخص کے لیے روزِ قیامت ایک جھنڈا ہوگا جس سے وہ پہچانا جائے گا۔'' اس حدیث کو شیخین (امام بخاری و مسلم) نے روایت کیا ہے۔

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فساد انگیزی کرنے والے کے لیے روزِ قیامت ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی فساد انگیزی (کا نشان) ہے۔'' اِس حدیث کو شیخین (امام بخاری و مسلم) نے روایت کیا ہے۔

باب ششم

خوارِج کی تکفیر اور وجوبِ قتل پر
ائمہء دین کی تصریحات

مسلح بغاوت اور دہشت گردی کرنے والے خوراج کی تکفیر سے متعلق علماء کی دو آراء ہیں، لیکن ان کے قتل پر کوئی اِختلاف نہیں ہے کیونکہ اس کا حکمِ صریح خود حضور نبی اکرم ﷺ نے دیا ہے، جس کے بعد کسی مسلمان کے لئے اختلاف کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ درج ذیل اِرشادِ نبوی ﷺ اور اسی طرح کے کئی دیگر فرامینِ نبوت پہلے بیان ہو چکے ہیں جو ان کے خاتمہ پر نص ہیں:

لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ. (۱)

''اگر میں انہیں پا لوں تو ضرور بالضرور قومِ ثمود کی طرح قتل کر ڈالوں گا۔''

اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی قتلِ خوارج کے باب میں قطعی اور صریح ہے:

فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ. (۲)

''پس تم جہاں کہیں بھی انہیں پاؤ تو (ریاستی سطح پر ان کے ساتھ جنگ کرکے) انہیں قتل کر ڈالو۔''

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب المغازي، باب بعث علي بن أبي طالب وخالد بن الوليد إلى اليمن قبل حجة الوداع، ۴: ۱۵۸۱، رقم: ۴۰۹۴

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۳، رقم: ۱۰۶۴

(۲) نسائي، السنن، كتاب تحريم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه في الناس، ۷: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۳

امام بخاری نے الصحیح میں باب ہی اس عنوان سے قائم کیا ہے:

’’باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم (خوارج اور ملحدین پر حجت قائم کرنے کے بعد ان کو قتل کرنے کا باب)۔‘‘(۱)

اِمام مسلم نے بھی الصحیح میں درج ذیل عنوان سے یہ باب قائم کیا ہے:

’’باب التحريض على قتل الخوارج (خوارج کو قتل کرنے پر تاکیدی ترغیب کا باب)۔‘‘(۲)

امام نووی ’’شرح صحیح مسلم‘‘ میں لکھتے ہیں:

قوله ﷺ: ’’فإذا لقيتموهم فاقتلوهم، فإن فى قتلهم أجرا‘‘ هذا تصريح بوجوب قتال الخوارج والبغاة وهو إجماع العلماء. قال القاضى: أجمع العلماء على أن الخوارج وأشباههم من أهل البدع والبغى متى خرجوا على الإمام وخالفوا رأى الجماعة، وشقوا العصا وجب قتالهم بعد إنذارهم والإعتذار إليهم.

وهذا كله ما لم يكفروا ببدعتهم فان كانت البدعة مما يكفرون به جرت عليهم أحكام المرتدين، وأما البغاة الذين لا يكفرون فيرثون ويورثون ودمهم فى حال القتال هدر، وكذا أموالهم التى تتلف فى القتال.(۳)

---

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب استتابة المرتدین والمعاندین وقتالهم، باب (۵)، ۶: ۲۵۳۹

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب الزکاة، باب (۴۸)، ۲: ۷۴۶

(۳) نووی، شرح صحیح مسلم، ۷: ۱۶۹، ۱۷۰

’’حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی - ’’اگر تم انہیں ملو تو ان کے خلاف کارروائی کرکے انہیں قتل کر دو کہ یقیناً ان کو قتل کرنے میں اجر ہے‘‘ - خوارج اور باغی دہشت گردوں کے ساتھ جنگ کے واجب ہونے پر صراحت ہے اور اسی پر علماء کا اجماع ہے۔ قاضی ابو بکر بن عربی نے فرمایا: تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ خوارج اور ان جیسے دیگر اہلِ بدعت دہشت گرد، اگر حکومتِ وقت کے خلاف خروج کریں، اجتماعی رائے کی مخالفت کریں اور ہتھیار اٹھالیں تو ان کو ڈرانے اور راہِ راست پر لانے کے لئے سمجھانے کے بعد ان سے قتال واجب ہے۔

’’یہ سب کچھ اس وقت تک ہے جب تک وہ اپنی بدعات کے سبب کافر قرار نہ دیے جائیں۔ لیکن اگر ان کے کرتوت ایسے ہوں جن کی بناء پر انہیں کافر قرار دیا گیا ہے تو ان پر مرتدین کے احکام لاگو ہوں گے۔ البتہ وہ باغی جن کو کافر قرار نہیں دیا گیا تو وہ خود بھی وارث بنیں گے اور دوسرے بھی ان کے وارث بنیں گے البتہ حالتِ جنگ میں ان کا خون رائیگاں جائے گا اور ان کے اموال پر بھی کوئی ضمان نہیں ہوگی۔‘‘

قاضی عیاض ’’الشفا (۴۳۴-۸۳۶)‘‘ میں فرماتے ہیں:

وَاخْتَلَفَ قَوْلُ مَالِکٍ وَأَصْحَابِهِ فِي ذَالِکَ، وَلَمْ يَخْتَلِفُوا فِي قِتَالِهِمْ إِذَا تَحَيَّزُوا فِئَةً، وَأَنَّهُمْ يُسْتَتَابُونَ، فَإِنْ تَابُوا وَإِلَّا قُتِلُوا. وَإِنَّمَا اخْتَلَفُوا فِي الْمُنْفَرِدِ مِنْهُمْ. وَهَذَا قَوْلُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمَوَّازِ فِي الْخَوَارِجِ، وَعَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ الْمَاجِشُونِ، وَقَوْلُ سُحْنُونِ. وَبِهِ فُسِّرَ قَوْلُ مَالِکٍ فِي الْمُوَطَّأ، وَمَا رَوَاهُ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ: يُسْتَتَابُونَ، فَإِنْ تَابُوا وَإِلَّا قُتِلُوا. وَقَالَ عِيسَى عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ: فَإِنْ

تَابُوا وَإِلَّا قُتِلُوا، وَمِثْلُهُ لَهُ فِي الْمَبْسُوطِ قَالَ: وَهُمْ مُسْلِمُونَ، وَإِنَّمَا قُتِلُوا لِرَأْيِهِمُ السُّوءِ، وَبِهَذَا عَمِلَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ. وَابْنُ حَبِيبٍ، وَغَيْرُهُ مِنْ أَصْحَابِنَا يَرَى تَكْفِيرَهُمْ.

’’خوارج کے بارے میں امام مالک اور ان کے تلامذہ کا قول اگرچہ مختلف ہے مگر ان کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر وہ جماعت سے علیحدگی اختیار کریں تو ان کے ساتھ جنگ کی جائے گی، اور وہ اس طرح کہ پہلے انہیں توبہ کرنے کی دعوت دی جائے گی، اگر وہ توبہ کر لیں تو بہت خوب ورنہ انہیں قتل کیا جائے گا۔ البتہ اختلاف ان میں سے صرف ایک فرد کے حکم کے بارے میں ہے، اگر وہ اکیلا ہو (تو کیا کیا جائے)؟ خوارج کے بارے میں یہ قول محمد بن الموّاز، عبدالمالک بن الماجشون اور امام سحنون کا ہے۔ اور یہ قول موطأ میں امام مالک کے قول اور آپ سے مروی حضرت عمر بن عبد العزیز کی روایت (ان سے توبہ کے لئے کہا جائے، اگر وہ توبہ کر لیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کیا جائے) کی وضاحت کرتا ہے۔ امام عیسیٰ، امام ابن القاسم سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: اگر وہ توبہ کر لیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کر دیا جائے۔ اور ان سے مروی اسی طرح کی روایت المبسوط میں بھی ہے۔ فرمایا: یہ اصلاً مسلمان تھے، مگر انہیں فتنہ وشر پر مبنی موقف رکھنے کی وجہ سے قتل کیا جائے گا اور عمر بن عبدالعزیز اور ابن حبیب نے بھی ان کے ساتھ یہی سلوک کیا ہے۔ ان کے علاوہ ہمارے بہت سے مقتدر اکابر ان کے بارے میں تکفیر کا موقف رکھتے ہیں۔‘‘

قاضی عیاض مزید فرماتے ہیں:

وَقَوْلُهُ ﷺ فِي الْخَوَارِجِ: هُمْ مِنْ شَرِّ الْبَرِيَّةِ، وَهَذِهِ صِفَةُ الْكُفَّارِ.

وَقَالَ: شَرُّ قَبِيلٍ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ، طُوبٰى لِمَنْ قَتَلَهُمْ أَوْ قَتَلُوهُ. وَقَالَ: فَإِذَا وَجَدْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ قَتْلَ عَادٍ. وَظَاهِرُ هٰذَا الْكُفْرِ لَا سِيَّمَا مَعَ تَشْبِيهِهِمْ بِعَادٍ، فَيَحْتَجُّ بِهِ مَنْ يَرَى تَكْفِيرَهُمْ، فَيَقُولُ لَهُ الْآخَرُ: إِنَّمَا ذٰلِکَ مِنْ قَتْلِهِمْ لِخُرُوجِهِمْ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، وَبَغْيِهِمْ عَلَيْهِمْ بِدَلِيلِهِ مِنَ الْحَدِيثِ نَفْسِهِ: يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ، فَقَتْلُهُمْ هَاهُنَا حَدٌّ لَا كُفْرٌ. وَذِكْرُ عَادٍ تَشْبِيهٌ لِلْقَتْلِ وَحِلِّهِ لَا لِلْمَقْتُولِ، وَلَيْسَ كُلُّ مَنْ حُكِمَ بِقَتْلِهِ يُحْكَمُ بِكُفْرِهِ. وَكَذٰلِکَ قَوْلُهُ: يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ حَتّٰى يَعُودَ السَّهْمُ عَلٰى فُوقِهِ. وَبِقَوْلِهِ: سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُ لَمْ يَتَعَلَّقْ مِنَ الْإِسْلَامِ بِشَيْءٍ.(۱)

''اور حضور ﷺ کا خوارج کے بارے میں ارشادِ گرامی کہ ''وہ بد ترین مخلوق ہیں'' یہ صرف کفار کی صفت ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آسمان کے نیچے بد ترین گروہ ہیں۔ اُس شخص کے لئے خوش خبری ہے جس نے انہیں قتل کیا یا جسے انہوں نے قتل کر دیا۔'' نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پس اگر تم اُنہیں پاؤ تو (اُن کے خلاف کارروائی کرکے) اُنہیں قومِ عاد کی طرح قتل کر دو۔'' ان تمام ارشادات گرامی سے بظاہر خوارج کا کفر ثابت ہوتا ہے، بالخصوص جب ان کو قومِ عاد سے تشبیہ دی گئی۔ پس جو شخص ان کو کافر قرار دیتا ہے وہ اِسی ارشادِ نبوی ﷺ کے ظاہر سے دلیل اور حجت پکڑتا ہے۔ جبکہ دوسری رائے یہ ہے کہ خوارج کے قتل کا حکم اُن کے مسلمانوں کے خلاف خروج اور بغاوت کی وجہ سے ہے جس کی دلیل اس حدیث مبارکہ میں فی نفسہٖ موجود ہے کہ ''وہ اہلِ اسلام کو

(۱) قاضی عیاض، الشفا: ۲: ۸۴۲، ۸۴۳

قتل کریں گے۔'' پس یہاں ان کے قتل کا حکم بطورِ حد ہے نہ کہ بوجہِ کفر؛ اور قومِ عاد کا ذکر، قتل اور ان کے مباح الدم ہونے کے لئے تشبیہ کے طور پر ہے مقتول کے لئے نہیں۔ اور یہ کہ جس کے بھی قتل کا حکم دیا جاتا ہے وہ صرف اس کے کفر کی وجہ سے ہی نہیں دیا جاتا۔ اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی (بھی تکفیر کے قول کی دلیل) ہے کہ ''وہ دینِ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے اور پھر وہ دینِ اسلام کی طرف اس وقت تک واپس نہیں لوٹیں گے جب تک کہ تیر اپنی کمان میں واپس نہیں آ جاتا۔'' اور حضور ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ''وہ گوبر اور خون سے آگے نکل گیا'' اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس شخص کا دینِ اسلام کے ساتھ کچھ بھی تعلق قائم نہ رہا۔''

تکفیرِ خوارج سے متعلق دو معروف اَقوال پر ائمہ کے فتاویٰ

ائمہ حدیث و تفسیر اور فقہاے کرام نے خوارج کی تکفیر پر بحث و تحقیق کرتے ہوئے بالعموم دو نقطہ ہاے نظر پیش کیے ہیں اور بیشتر ائمہ نے دونوں میں سے اپنے اپنے دلائل کے مطابق کسی ایک یا دونوں کو بھی اختیار کیا ہے۔ ذیل میں ہم ان دو اقوال کی تقسیم سے متعلق علامہ ابن تیمیہ کا موقف بیان کر رہے ہیں۔ بعد ازاں بالترتیب دونوں اقوال کے مؤیدین کا الگ الگ ذکر کریں گے۔ وہ دو اقوال کیا ہیں؟ آیئے! علامہ ابن تیمیہ کے الفاظ میں پہلے یہ سمجھ لیتے ہیں۔

علامہ ابنِ تیمیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

فَإِنَّ الْأُمَّةَ مُتَّفِقُونَ عَلٰی ذَمِّ الْخَوَارِجِ وَتَضْلِيلِهِمْ وَإِنَّمَا تَنَازَعُوا فِي تَكْفِيرِهِمْ عَلَى قَوْلَيْنِ مَشْهُورَيْنِ فِي مَذْهَبِ مَالِكٍ وَأَحْمَد. وَفِي مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ أَيْضًا نِزَاعٌ فِي كُفْرِهِمْ وَلِهَذَا كَانَ فِيهِمْ قَوْلَانِ:

أَحَدُهُمَا: أَنَّهُمْ كُفَّارٌ كَالْمُرْتَدِّينَ، وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ، اُسْتُتِيبَ فَإِنْ تَابَ وَإِلَّا قُتِلَ. وَالثَّانِي: أَنَّهُمْ بُغَاةٌ (وَلَا خِلَافَ فِي جَوَازِ قَتْلِهِمْ كَمَا ذُكِرَ مِنْ قَبْلِ). (۱)

''بے شک تمام اُمتِ محمدیہ خوارج کی مذمت کرنے اور ان کو گمراہ قرار دینے پر متفق ہے۔ البتہ ان کی تکفیر کے حوالے سے مالکیہ، حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس پر دو قول مشہور ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ وہ مرتدین (باغیانِ دین) کی طرح کافر ہیں۔ (لہٰذا انہیں آغازِ فتنہ کے وقت ہی قتل کرنا اور ان کے بھگوڑوں کا تعاقب کرنا جائز ہے۔) ان میں سے جس پر قابو پا لیا جائے اسے توبہ کرنے کے لئے کہا جائے، اگر وہ توبہ کر لے تو چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کر دیا جائے۔ قولِ ثانی یہ ہے کہ وہ باغی ہیں (مگر انہیں قتل کرنے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے)۔''

پہلا قول: خوارج پر حکمِ تکفیر کا اِطلاق

ائمہ اُمت کی ایک بڑی تعداد خوارج کو کافر قرار دیتی ہے۔ اس قول کے قائلین صحاح ستہ میں خوارج کے بارے میں وارد ہونے والی کثیر احادیث سے استدلال کرتے ہیں، جنہیں ہم گزشتہ صفحات میں تفصیلاً ذکر کر چکے ہیں۔ یہاں ہم اختصار کے پیشِ نظر صرف دو احادیث درج کرنے پر اکتفا کریں گے:

۱۔ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ

(۱) ابن تيميه، مجموع فتاوى، ۲۸: ۵۱۸

مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۱)

''آخری زمانہ میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو کم عقل اور ناپختہ ذہن کے ہوں گے۔ ان کی زبانوں پر قرآن و حدیث کا کلام ہوگا لیکن وہ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا۔ تم انہیں جہاں بھی پاؤ (تو اُن کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرکے انہیں) قتل کر دو کیونکہ ان کو قتل کرنے والا قیامت کے روز اجر و ثواب پائے گا۔''

یہاں حضور نبی اکرم ﷺ کا انہیں قتل کر دینے کا شدید تاکیدی حکم اور اس پر اجر کا اعلان صراحتاً ان کے کفر پر دلالت کرتا ہے۔

۲۔ سفیان بن عیینہ کے طریق سے ابو غالب سے مروی ہے کہ حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

شَرُّ قَتْلَى قُتِلُوا تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ، وَخَيْرُ قَتِيلٍ مَنْ قَتَلُوا، كِلَابُ أَهْلِ النَّارِ، قَدْ كَانَ هَؤُلَاءِ مُسْلِمِينَ فَصَارُوا كُفَّارًا. (۲)

''یہ خوارج آسمان کے نیچے قتل کیے جانے والوں میں بدترین مقتول ہیں اور

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الإسلام، ۳: ۱۳۲۱، رقم: ۳۴۱۵

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب التحریض علی قتل الخوارج، ۲: ۷۴۶، رقم: ۱۰۶۶

(۲) ابن ماجہ، السنن، المقدمۃ، ۱: ۶۲، رقم: ۱۷۶

بہترین مقتول وہ ہیں جنہیں اَہلِ دوزخ کے (اِن) کتوں نے قتل کیا۔ یہ لوگ (بغاوت اور دہشت گردی سے) پہلے مسلمان تھے مگر (اپنے اس خروج کی وجہ سے) کافر ہوگئے۔‘‘

اِس حدیث مبارکہ کے یہ الفاظ انتہائی قابل غور ہیں کہ وہ خوارج پہلے مسلمان تھے لیکن بعد ازاں اپنے خود ساختہ باطل عقائد و نظریات کے باعث کافر ہوگئے۔

اسی طرح یہ ارشاد گرامی کہ ’’بے شک یہ شخص اور اس کے ساتھی قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ دین اسلام سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جس طرح تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے‘‘ بھی صراحتاً ان کے کفر پر دلالت کرتا ہے۔

ذیل میں خوارج کے کفر کے قائل چند ائمہ کرام کے فتاویٰ ملاحظہ کریں:

(۱) امام بخاری

تمام مسالک و مذاہب کے متفقہ امام فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ (م ۲۵۶ھ) نے الصحیح میں باقاعدہ ترجمۃ الباب قائم کرکے خوارج کا کفر ثابت کیا ہے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی اس مقام پر فرماتے ہیں:

جملة من العلماء الذين قالوا بتكفير الخوارج كالبخاري حيث قرنهم بالمرتدين والملحدين وأفرد عنهم المتأولين بترجمة قال فيها: باب من ترک قِتال الخوارج للتألف ولئلا ينفرَ الناسُ عنه. (۱)

’’وہ تمام علماء جنہوں نے خوارج کو کافر قرار دیا ہے جس طرح امام بخاری کہ

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۳۱۳

انہوں نے انہیں مرتدین اور ملحدین کے زُمرے میں شمار کیا ہے اور تاویل کرنے والوں کو ایک ترجمۃ الباب کے ذریعے الگ بیان کیا ہے، جس کا عنوان رکھا ہے: ''جس نے خوارج کے ساتھ جنگ کو ساتھ ملانے کی اُمید پر یا اِس لیے ترک کر دیا تاکہ لوگ اس سے دور نہ ہو جائیں۔''

اس واضح تفریق سے امام بخاریؒ نے یہ ثابت کیا ہے کہ خوارج بلاشبہ مرتدین کی طرح کافر ہیں اور متأوّلین (یعنی تاویل کرنے والوں) کا حکم ان سے مختلف ہے۔

(۲) امام ابن جریر الطبری

جلیل القدر مفسرِ قرآن اور مؤرّخ امام ابن جریر طبری (م ۳۱۰ھ) خوارج کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

إنه لا يجوز قتال الخوارج وقتلهم إلا بعد إقامة الحجة عليهم، بدعائهم إلى الرجوع إلى الحق، والإعذار إليهم، وإلى ذلک أشار البخاري في الترجمة بالآية المذكورة فيها، واستدل به لمن قال بتكفير الخوارج، وهو مقتضى صنيع البخاري، حيث قرنهم بالملحدين، وأفرد عنهم المتأوّلين بترجمة.[1]

''خوارج کے ساتھ جنگ اور اُن کا قتل اس وقت تک جائز نہیں جب تک انہیں حق کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دے کر اور عذر پیش کرنے کا موقع فراہم کر کے ان پر حجت قائم نہ کر دی جائے۔ امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں اسی طرف اشارہ کیا ہے، اور اس کے ذریعے اس شخص کے لئے استدلال مہیا کیا ہے جس نے خوارج کی تکفیر کا قول اپنایا ہے۔ اور یہ امام بخاری کے اِس قول کو اختیار کرنے کا تقاضا بھی ہے کیونکہ آپ نے اُن (خوارج) کو مرتدین وملحدین

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۹۹

کے ساتھ ملایا ہے اور تاویل کرنے والوں کو ان سے الگ رکھا ہے۔‘‘

حافظ ابن حجر عسقلانی امام طبری کا موقف مزید واضح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

وممن جنح إلی بعض هذا البحث: الطبري في تهذيبه، فقال بعد أن سرد أحاديث الباب: فيه الردّ علی قول من قال: لا يخرج أحد من الإسلام من أهل القبلة بعد استحقاقه حكمه، إلّا بقصد الخروج منه عالماً، فإنه مبطل لقوله في الحديث: ’’يقولون الحق، ويقرؤون القرآن، ويمرقون من الإسلام، ولا يتعلقون منه بشيء.‘‘(۱)

’’اور امام طبری نے ’’تهذیب الآثار‘‘ میں اس باب کی احادیث بیان کرنے کے بعد اس قول کا ردّ کیا ہے کہ اہلِ قبلہ میں سے کوئی بھی شخص اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام سے خارج نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ وہ دانستہ طور پر اسلام سے خروج کا ارادہ کرے۔ کیوں کہ یہ تو حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی کو باطل قرار دینا ہے۔ حدیثِ نبوی ﷺ میں ہے: ’’وہ حق کہیں گے اور قرآن مجید کی تلاوت کریں گے مگر اسلام سے نکل جائیں گے اور وہ اسلام کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہ رکھتے ہوں گے۔‘‘

(۳) امام محمد بن محمد الغزالی

حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی (م۵۰۵ھ) اور امام رافعی بھی خوارج کے ایک گروہ کے کفر کے قائل ہیں، جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے بیان کیا ہے:

وقال الغزالی فی الوسیط: تبعا لغیره فی حكم الخوارج وجهان

---

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۳۰۰

أحدهما: أنه كحكم أهل الردة، والثاني: أنه كحكم أهل البغي، ورجح الرافعي الأول.(۱)

''اور امام غزالی نے ''الوسیط'' میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی اتباع میں خوارج کے حکم کے بارے میں دوصورتیں بیان کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کا حکم مرتدین کے حکم کی طرح ہے؛ اور دوسری یہ کہ ان کا حکم باغیوں کے حکم کی طرح ہے اور رافعی نے پہلی صورت کو ترجیح دی ہے۔''

(۴) قاضی ابو بکر بن العربی المالکی

قاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن العربی الاندلسی المالکی (م۵۴۳ھ) کا شمار اندلس کے نام ور ائمہ میں ہوتا ہے۔ انہوں نے امام غزالی جیسے اَجل علماء سے علم حاصل کیا۔ قاضی ابو بکر بن العربی نے عارضة الأحوذي کے نام سے جامع الترمذي کی شرح لکھی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی بیان کرتے ہیں کہ آپ بھی خوارج کی تکفیر کے قائل تھے:

وَبِذَلِکَ صَرَّحَ الْقَاضِي أَبُو بَكْر بْن الْعَرَبِيّ فِي شَرْح التِّرْمِذِيّ فَقَالَ: الصَّحِيح أَنَّهُمْ كُفَّار لِقَوْلِهِ ﷺ: "يَمْرُقُونَ مِنْ الْإِسْلَام" وَلِقَوْلِهِ: "لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْل عَاد"، وَفِي لَفْظ "قَتْل ثَمُود"، وَكُلّ مِنْهُمَا إِنَّمَا هَلَكَ بِالْكُفْرِ، وَبِقَوْلِهِ: "هُمْ شَرُّ الْخَلْق" وَلَا يُوصَف بِذَلِکَ إِلَّا الْكُفَّار، وَلِقَوْلِهِ: ''إِنَّهُمْ أَبْغَضُ الْخَلْق إِلَى الله تَعَالَى''، وَلِحُكْمِهِمْ عَلَى كُلّ مَنْ خَالَفَ مُعْتَقَدهمْ بِالْكُفْرِ وَالتَّخْلِيد فِي النَّار فَكَانُوا هُمْ أَحَقَّ بِالِاسْمِ مِنْهُمْ.(۲)

---

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۸۵

(۲) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۹۹

’’اس کے بارے میں قاضی ابوبکر بن عربی نے ترمذی کی شرح میں تصریح کی ہے۔ آپ نے فرمایا: صحیح یہ ہے کہ بے شک وہ (خوارج) ارشاداتِ نبوی کی بناء پر کافر ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ’’وہ دینِ اسلام سے نکل جائیں گے۔‘‘ نیز ان کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ’’میں اُنہیں ضرور بالضرور قتل عاد کی طرح قتل کر دیتا۔‘‘ اور ایک روایت میں ’’قتلِ عاد‘‘ کی جگہ ’’قتلِ ثمود‘‘ کے الفاظ ہیں۔ اور قومِ عاد و ثمود دونوں میں سے ہر ایک قوم کفر کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئی۔ اور حضور نبی اکرم ﷺ کے اِس ارشادِ گرامی ’’وہ تمام مخلوق میں بد ترین لوگ ہیں‘‘ کی وجہ سے بھی خوارج کافر ہیں کہ اِس صفت سے صرف کافروں کو موصوف کیا جاتا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ’’یقیناً وہ (خوارج) اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں مبغوض ترین لوگ ہیں۔‘‘ مذکورہ بالا ارشاداتِ نبوی ﷺ کے ساتھ ساتھ وہ اِس بناء پر بھی کافر ہیں کہ اُنہوں نے ہر اُس شخص پر کفر اور دائمی جہنمی ہونے کا حکم لگایا جس نے بھی ان کے اعتقادات کی مخالفت کی۔ لہٰذا دوسروں کی نسبت وہ خوارج خود کافر کا نام (title) دیے جانے کے زیادہ مستحق ہیں۔‘‘

(۵) قاضی عیاض المالکی

حضور نبی اکرم ﷺ کے فضائل و مناقب کے بیان پر مشتمل اپنی نوعیت کی منفرد اور مقبول و ثقہ ترین کتاب **الشفا بتعریف حقوق المصطفی** ﷺ کے مصنف قاضی عیاض الیحصبی المالکی (م۵۴۴ھ) کا شمار بھی ان ائمہ کرام میں ہوتا ہے جو خوارج کی تکفیر کے قائل تھے۔ آپ **صحیح مسلم** کی شرح **إکمال المعلم بفوائد مسلم** میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے ضمن میں مِنۡ اور فِي کے الفاظ پر بحث کرتے ہوئے خوارج کو کافر قرار دیتے ہیں:

قال بعض شيوخنا: قال أبو سعيد الخدری رضی اللہ عنہ: سمعت رسول

الله ﷺ يقول: ''يخرج في هذه الأمة – ولم يقل منها – قوم تحقِرون صلاتكم مع صلاتهم.'' قال الإمام (المازرى ونقله النووى أيضا) هذا من أدل الشواهد على سعة فقه الصحابة ﷺ وتحريرهم الألفاظ وفرقهم بين مدلولاتها الخفية، لأن لفظة من تقتضى كونهم من الأمة لا كفارا بخلاف في، وفي تنبيه الخدرى على التفريق بين "في" و "من'' إشارة حسنة إلى القول بتكفير الخوارج لأنه أفهم بأنه لما لم يقل منها، دل على أنهم ليسوا من أمة محمد (ﷺ) وإن كان قد روى أبو ذر بعد هذا فقال: قال (ﷺ): "إن من بعدى من أمتى، أو سيكون من بعدى من أمتى''. وفي رواية علي ﷺ: "يخرج من أمتي.''(١)

''ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا ہے:'' حضرت ابوسعید خدری ﷺ کی روایت کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اس امت میں – اور یہ نہیں فرمایا کہ اِس اُمت سے – ایک قوم ظاہر ہوگی کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں حقیر سمجھو گے۔'' امام (مازری) نے کہا (جسے امام نووی نے بھی نقل کیا ہے): یہ حدیث صحابہ کرام ﷺ کی فقہی وسعتوں، الفاظ کے چناؤ اور الفاظ کے مدلولاتِ خفیہ کے درمیان فرق و امتیاز کرنے کی صلاحیتوں پر دلالت کرنے والے شواہد میں سے اعلیٰ ترین دلیل ہے۔ کیونکہ مِنْ کا لفظ ان خوارج کے اس امت میں سے ہونے کا تقاضا کرتا ہے، اُن کے کافر ہونے کا نہیں؛ بخلاف فِيْ کے (کہ کلمہ فِيْ میں خوارج کے اس امت کا حصہ ہونے کا تقاضا موجود نہیں)۔ حضرت ابوسعید خدری ﷺ کے فِيْ اور مِنْ کے درمیان فرق

(١) قاضی عياض، إكمال المعلم بفوائد مسلم، ٣: ٦١٢

پر تنبیہ کرنے میں خوارج کو کافر قرار دینے کے قول کی طرف اچھا اشارہ ہے کہ آپ نے یہ بات سمجھا دی کہ حضور ﷺ نے ''مِنهَا'' نہیں فرمایا۔ یہ نکتہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ خوارج امت محمدیہ میں شامل نہیں رہے تھے (بلکہ امتِ محمدیہ سے بالکل خارج ہو گئے تھے)۔ اگرچہ اس کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میرے بعد میری امت سے یا عنقریب میرے بعد میری امت سے (ایک قوم نکلے گی)'' اور روایت علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں کہ میری اُمت سے (ایک قوم) نکلے گی۔''

سو دونوں روایتوں میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے تطبیق کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

ويجمع بينه وبين حديث أبي سعيد بأن المراد بالأمة في حديث أبي سعيد أمة الإجابة، وفي رواية غيره أمة الدعوة. (۱)

''اس روایت اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کو اس طرح جمع کیا جائے گا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں امت سے مراد امتِ اجابت ہے اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں امت سے مراد امتِ دعوت ہے۔''

یاد رہے کہ امتِ اجابت سے مراد امتِ مسلمہ ہے جبکہ امتِ دعوت کا اطلاق جمیع عالمِ انسانیت پر ہوتا ہے جس کی طرف حضور نبی اکرم ﷺ دعوت لے کر مبعوث ہوئے خواہ انہوں نے آپ ﷺ کا کلمہ پڑھا یا نہ پڑھا۔ اسی نکتہ کی تصریح حافظ عسقلانی سے پہلے امام نووی بھی کر چکے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

فيه إشارة من أبي سعيد إلى تكفير الخوارج وأنهم من غير هذه

---

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۸۹

الأمة، وفى حديث الخوارج من أخباره ﷺ عن الغيوب ما يعظم موقعه، منها: إشارته (ﷺ) إلى ما يكون بعده من إختلاف الأمة فى تكفيرهم.[1]

’’اس حدیث میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی طرف سے خوارج کی تکفیر کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ خوارج اس امتِ مسلمہ میں شامل نہیں ہیں۔ نیز خوارج کے بارے میں وارد حدیث میں آپ ﷺ کا غیب کی خبریں دینا بھی موجود ہے۔ اور اُن غیب کی خبروں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعد میں خوارج کو کافر قرار دینے میں بھی اُمت میں اختلاف ہوگا۔‘‘

(۶) امام ابوالعباس القرطبی

امام ضیاء الدین ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم الانصاری القرطبی المالکی (م ۶۵۶ھ) کا شمار قرطبہ کے معروف ائمہ میں ہوتا ہے۔ آپ نے کثیر کتب تصنیف کیں، جن میں صحیح مسلم کی شرح **المفھم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم** کے نام سے تالیف کی ہے۔ اِسی شرح میں آپ خوارج کے کفر کے بارے میں فرماتے ہیں:

قول القائل فى قسمة النبى ﷺ: ’’هذه قسمة ما أريد بها وجه الله، أو: ما عدل فيها‘‘؛ قول جاهل بحال النبى ﷺ، غليظ الطبع، حريص، منافق. وكان حقه أن يُقتل؛ لأنه آذى رسول الله ﷺ، وقد قال الله تعالى: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌO﴾[2]، فالعذاب فى الدنيا هو: القتل، لكن لم يقتله النبى ﷺ للمعنى الذى قاله، وهو من حديث جابر: ’’لا يتحدّث

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۸۹

(۲) التوبۃ، ۹: ۶۱

الناس: أن محمدًا يقتل أصحابه"، ولهذه العلة امتنع النبی ﷺ من قتل المنافقين، مع علمه بأعيان كثير منهم، وبنفاقهم. وقد أُمِنت تلك العلة بعد رسول الله ﷺ، فلا نفاق بعده، وإنما هو الزندقة، وهذا هو الحق والصواب.(۱)

''حضور نبی اکرم ﷺ کے مالِ غنیمت تقسیم فرمانے کے بارے میں اعتراض کرنے والے کا یہ قول کہ ''یہ تقسیم ایسی ہے جس سے اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا گیا'' یا یہ کہ ''آپ ﷺ نے اس میں عدل نہیں کیا'' آپ ﷺ کی شانِ اقدس سے ناواقف اور بے خبر گستاخ شخص کا قول ہے جو غلیظ الطبع، لالچی اور منافق تھا۔ وہ مستحق تھا کہ اُسے قتل کر دیا جاتا کیونکہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچائی تھی۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: ﴿اور جو لوگ رسول اللہ (ﷺ) کو (اپنی بدعقیدگی، بدگمانی اور بدزبانی کے ذریعے) اذیت پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے﴾۔ پس اُن کے لئے دنیا میں عذاب تو اُن کا قتل ہے لیکن حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک خاص وجہ سے اسے قتل کرنے کا حکم نہیں فرمایا جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں موجود ہے: ''تاکہ لوگ باتیں نہ کرتے پھریں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔'' اور اسی سبب سے آپ ﷺ منافقین کو قتل کرنے سے بھی رُکے رہے (کیونکہ یہ اسلام کا اوائل دور تھا)، حالانکہ آپ ﷺ ان کی شخصیات اور ان کے نفاق کو خوب جانتے تھے اور یہ علت رسول اللہ ﷺ کے بعد اس لئے ختم ہوگئی کہ آپ ﷺ کے بعد نفاق نہیں رہا (جو منافق رہے وہ کافر کہلائے)؛ البتہ یہ بے دینی ہے اور گمراہی ہے۔ یہی موقف درست ہے۔''

قرآن حکیم کی صریح نص کے بموجب حضور نبی اکرم ﷺ کو اذیت دینا

(۱) قرطبی، المفهم، ۳: ۱۰۷

کافرانہ فعل ہے۔ ائمہ کرام کا ایک طبقہ اِسی بناء پر خوارج کے کافر ہونے کا قائل ہے۔ مندرجہ بالا اقتباس میں امام ابو العباس القرطبی نے بھی اپنا استدلال اِسی اساس پر قائم کیا ہے۔

امام ابو العباس القرطبی خوارج کے کفر کو مزید واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قوله ﷺ: "لئن أدركتهم لأقتلنهم قتل عاد"، وفي الأخرى: "قتل ثمود"، ومعنى هذا: لئن أدركهم ليقتلنهم قتلاً عامًا؛ بحيث لا يبقى منهم أحدًا في وقت واحد، لا يؤخر قتل بعضهم عن بعض، ولا يقيل أحدًا منهم، كما فعل الله بعاد؛ حيث أهلكهم بالريح العقيم، وبثمود حيث أهلكهم بالصيحة. قلت: ومقصود هذا التمثيل: أن هذه الطائفة خرجت من دين الإسلام، ولم يتعلَّق بها منه شيء، كما خرج هذا السهم من هذه المرمية، الذى لشدَّة النزع، وسرعة السهم، سبق خروجُه خروج الدم، بحيث لا يتعلق به شيء ظاهر، كما قال: سبق الفرث والدم. وبظاهر هذا التشبيه تمسّك من حكم بتكفيرهم من أئمتنا، وقد توقف في تكفيرهم كثير من العلماء لقوله ﷺ: "فيتمارى في الفوق"، وهذا يقضي بأنه يشك في أمرهم فيتوقف فيهم، وكأن القول الأول أي بالتكفير، أظهر من الحديث. (۱)

''حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''اگر میں انہیں پالوں تو ضرور بالضرور قومِ عاد کی طرح قتل کر کے اُن کا کلی خاتمہ کر دوں۔'' اور دوسری روایت میں ''قومِ ثمود کی طرح قتل'' کرنے کے الفاظ ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ انہیں پالیتے تو ہر صورت ان کا قتلِ عام فرماتے کہ ایک وقت میں

(۱) قرطبی، المفهم، ۳: ۱۱۰

ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتے۔ ان میں سے کسی کے قتل کو مؤخر فرماتے نہ ان میں سے کسی کو مہلت دیتے جیسا کہ اللہ رب العزت نے قوم عاد کے ساتھ کیا کہ انہیں شدید ہوا کے ذریعے ہلاک کردیا اور قومِ ثمود کو سخت آواز کے ذریعے تباہ و برباد کردیا۔ میں کہتا ہوں: اس تمثیل کے بیان سے مقصود یہ ہے کہ گروہِ خوارج دینِ اسلام سے خارج ہو گیا اور اس کے ساتھ دینِ اسلام میں سے کسی چیز کا بھی کوئی تعلق باقی نہ رہا جس طرح تیر اپنے شکار سے نکل گیا۔ اس کے نکلنے کی شدت اور سرعت ایسی تھی کہ اس کا خروج (باہر نکلنا) خون کے نکلنے پر اس طرح سبقت لے گیا کہ اس تیر پر کوئی چیز ظاہراً لگی نہ رہی، جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ تیر گوبر اور خون پر سبقت لے گیا۔'' اور ہمارے ائمہ کرام میں سے جس نے خوارج پر کفر کا حکم لگایا ہے اس نے اس تشبیہ کے ظاہر سے دلیل پکڑی ہے۔ اور بہت سے علماء نے حضور ﷺ کے اس ارشادِ گرامی - فيتماری في الفوق - کی وجہ سے انہیں کافر قرار دینے میں توقف اختیار کیا ہے کہ یہ ان کے بارے میں شک کا تقاضا کرتا ہے، اس لئے ان کی تکفیر کے بارے میں توقف اختیار کیا جائے گا۔ مگر حدیث کی رُو سے پہلا قول - یعنی ان کے کافر ہونے کا قول - سب سے ظاہر اور واضح ہے۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی امام ابو العباس القرطبی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

يؤيّد القول بتكفيرهم التمثيل المذكور في حديث أبي سعيد، فإن ظاهر مقصوده أنهم خرجوا من الإسلام، ولم يتعلقوا منه بشيء، كما خرج السهم من الرمية لسرعته وقوة راميه، بحيث لم يتعلق من الرمية بشيء. (۱)

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۳۰۰

’’حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں مذکورہ تمثیل خوارج کی تکفیر کے قول کی تائید کرتی ہے کیونکہ اس حدیث میں حضور ﷺ کا ظاہری مقصود یہی ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہوگئے اور ان کا اسلام کے ساتھ کچھ بھی تعلق باقی نہ رہا جیسا کہ تیر اپنی سرعت اور پھینکنے والے کی قوت کی وجہ سے شکار سے اس تیزی سے پار نکل گیا کہ شکار (کے خون وغیرہ) سے اس پر کچھ نہ لگ سکا۔‘‘

(۷) علامہ ابنِ تیمیہ

علامہ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) خوارج کے کفر کے قائل ہیں۔ وہ خوارج کے ظہور، عقائد و نظریات، ان کے ظاہری تدیّن و تشرع، ان کے خروج عن الدین اور ان سے قتال کے حکم پر لکھتے ہیں:

والمقصود هنا أن الخوارج ظهروا في الفتنة، وكفروا عثمان وعليا رضي الله عنهما ومن والاهما. ...... وكانوا كما وصفهم النبي ﷺ. يقتلون أهل الإسلام ويدعون أهل الأوثان. وكانوا أعظم الناس صلاةً وصيامًا وقراءةً كما قال النبي ﷺ: يحقُرُ أحدُكُم صلاته مع صلاتِهِم، وصيامَهُ مع صِيَامِهِم، وقراءتَهُ مع قراءتِهِم، يقرءون القرآن لا يجاوز حناجرهم؛ يمرقون من الإسلام كما يمرق السهم من الرمية. ومروقهم منه خروجهم باستحلالهم دماء المسلمين وأموالهم. فإنه قد ثبت عنه في الصحيح أنه قال: المُسْلِمُ مَن سَلِمَ المُسْلِمُون مِن لِسَانِه وَيَدِهِ. ...... وهم بسطوا في المسلمين أيديهم وألسنتهم فخرجوا منه (أي من الإسلام). [1]

(۱) ابن تيمية، النبوات: ۲۲۵

’’یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ خوارج کا ظہور (مسلمانوں کو کافر سمجھنے اور ان کے خون کو حلال جاننے کے) فتنہ سے ہوا۔ ان خارجیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اَحباب پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ ...... ان میں وہ اَوصاف من وعن پائے جاتے تھے جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں بیان فرمائے تھے۔ وہ مسلمانوں سے جنگ کرتے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیتے۔ (بظاہر) وہ تمام لوگوں سے بڑھ کر نمازی، روزے دار اور (خوش اِلحانی سے) تلاوتِ قرآن کرنے والے تھے۔ جیسا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ان کے بارے میں مزید) فرمایا: تم (صحابہ) میں سے ہر کوئی اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں، اپنے روزے کو ان کے روزے کے مقابلے میں اور اپنی تلاوت کو ان کی تلاوت کے مقابلے میں حقیر جانے گا۔ وہ (روانی سے) قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کے خون/جان و مال کو حلال قرار دینے سے ہی دین سے باہر نکل گئے۔ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔‘‘ ...... اور انہوں نے چونکہ مسلمانوں پر (مسلح بغاوت کی صورت میں) دست درازی کی اور (ان کی تکفیر کی صورت میں) زبان درازی کی؛ اس وجہ سے وہ دینِ اسلام سے خارج ہو گئے۔‘‘

(۸) امام تقی الدین السبکی

امام تقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی السبکی (م ۷۵۶ھ) کا شمار اَجل ائمہ و محققین میں ہوتا ہے۔ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے بیان پر مشتمل احادیث و آثار کا معروف مجموعہ **شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے ترتیب دیا۔ آپ نے اپنے فتاویٰ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر قرار دینے کی بنیاد پر اپنا

استدلال قائم کرتے ہوئے خوارج کو کافر قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

وَمِمَّنْ جَنَحَ إِلَى ذَلِکَ مِنْ أَئِمَّة الْمُتَأَخِّرِينَ الشَّيْخ تَقِيّ الدِّين السُّبْكِيّ فَقَالَ فِي فَتَاوِيه: اِحْتَجَّ مَنْ كَفَّرَ الْخَوَارِج وَغُلَاة الرَّوَافِض بِتكْفِيرِهِمْ أَعْلَام الصَّحَابَة لِتَضَمُّنِهِ تَكْذِيب النَّبِيّ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهَادَته لَهُمْ بِالْجَنَّةِ، قَالَ: وَهُوَ عِنْدِی اِحْتِجَاج صَحِيح. (۱)

''اور وہ ائمہ متاخرین جنہوں نے خوارج کے کافر ہونے کا قول اختیار کیا ان میں امام سبکیؒ بھی ہیں۔ پس آپ نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا: ''جن لوگوں نے خوارج اور غالی روافض کو کافر قرار دیا انہوں نے ان کے کفر کے لئے اس بات کو دلیل اور حجت بنایا کہ ان لوگوں نے بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر قرار دیا۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر قرار دینا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کے مترادف ہے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے جنت کی بشارت دی تھی۔ امام تقی الدین السبکی نے فرمایا: میرے نزدیک (خوارج کے کافر ہونے پر) یہ دلیل پکڑنا بالکل صحیح اور درست ہے۔''

یہاں یہ نکتہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ ''خارجی (ثابت) ہونے کے لیے اَصلاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر ضروری نہیں۔'' تکفیرِ صحابہ کو خوارج کے صرف اُس پہلے گروہ نے اختیار کیا تھا جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خروج کیا۔ اس کی تصریح ابن عابدین شامی نے یوں کی ہے:

ویکفرون أصحاب نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علمت أن هذا غیر شرط فی مسمی الخوارج، بل هو بیان لمن خرجوا علی سیدنا علی رضی اللہ عنہ،

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۹۹، ۳۰۰

وإلا فيكفي فيهم اعتقادهم كفر من خرجوا عليه.[1]

’’اور یہ (خوارج) ہمارے نبی مکرم ﷺ کے صحابہ کرام ﷡ کی تکفیر کرتے ہیں۔ اور میرے علم کے مطابق صحابہ کرام ﷡ کی تکفیر خارجی ہونے کے لیے شرط نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کا بیان ہے جنہوں نے حضرت علی ﷛ کے خلاف بغاوت کی تھی، وگرنہ ان کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ ہی کافی ہے کہ جس کے خلاف بغاوت کریں اسے کافر جانیں۔‘‘

اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد کے زمانوں کے خوارج تکفیر صحابہ نہ بھی کریں تو عامۃ المسلمین کو کافر قرار دینے اور دیگر علامات کی وجہ سے خوارج کہلاتے ہیں۔

(۹) امام شاطبی المالکی

امام شاطبی (م ۷۹۰ھ) خوارج کے بارے میں اپنا موقف یوں واضح کرتے ہیں:

ألا ترى أن الخوارج كيف خرجوا عن الدين كما يخرج السهم من الصيد المرمى؟ لأن رسول الله ﷺ وصفهم بأنهم يقرأون القرآن لا يجاوز تراقيهم، أنهم لا يتفقهون به حتى يصل إلى قلوبهم. ...... فإنه إذا عرف الرجل فيما نزلت الآية، أو السورة عرف مخرجها وتأويلها وما قصد بها، ...... وإذا جهل فيما أنزلت احتمل النظر فيها أوجها. ...... وليس عندهم من الرسوخ في العلم، ما يهديهم إلى الصواب أو يقف بهم دون اقتحام حمى المشكلات. فلم يكن بد من الأخذ ببادى الرأي أو التأويل بالتخرص الذي لا يغني من الحق شيئا إذ لا دليل عليه من

(۱) ابن عابدين شامی، رد المحتار، باب البغاة، ۴: ۲۶۲

الشريعة فضلوا وأضلوا.

ومما يوضح ذلک ما خرجه ابن وهب عن بكير أنه سأل نافعا: كيف رأى ابن عمر في الحرورية؟ قال: يراهم شرار خلق الله، إنهم انطلقوا إلى آيات أنزلت في الكفار فجعلوها على المؤمنين. فسر سعيد بن جبير من ذالک، فقال: مما يتبع الحرورية من المتشابه قول الله تعالى: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللهُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾.[1] ويقرنون معها: ﴿ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ﴾.[2] رأو الإمام يحكم بغير الحق. قالوا: قد كفر ومن كفر عدل بربه فقد أشرک فهذه الأمة مشركون، فيخرجون، فيقتلون، ما رأيت لأنهم يتأولون هذه الآية. فهذا معنى الرأي الذي نبه عليه ابن عباس وهو الناشئ عن الجهل بالمعنى الذي نزل فيه القرآن. وقال نافع: إن ابن عمر كان إذا سئل عن الحرورية، قال: يكفرون المسلمين ويستحلون دماءهم وأموالهم.[3]

’’کیا آپ نہیں دیکھتے کہ خوارج دین سے کیسے خارج ہو گئے جیسے تیر اپنے شکار سے باہر نکل جاتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خود ان کا وصف بیان فرمایا کہ وہ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ وہ اس قرآن کی تلاوت کے ذریعے دین میں تفقہ اور سمجھ بوجھ حاصل نہیں کرتے

(۱) المائدة، ۵: ۴۴

(۲) الأنعام، ٦: ١

(۳) شاطبي، الاعتصام، ۴: ۱۸۲-۱۸۴

تا کہ قرآن ان کے دل و دماغ تک پہنچ جائے۔ ...... جب انسان (قرآنی علم اور تفقہ کے ذریعے) آیت اور سورت کا شانِ نزول جان لیتا ہے تو اسے اس کا مخرج، تاویل اور مقصود بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ ...... مگر جب وہ شخص آیات کے شانِ نزول سے ہی ناواقف ہو تو اس آیت یا سورۃ میں غور وفکر کرنا اس کے لئے کئی توجیہات کا امکان پیدا کر دیتا ہے۔ ...... وہ لوگ (خوارج) علم میں اتنے راسخ نہیں ہوتے کہ علمی رسوخ انہیں درست سمت میں لے جائے یا انہیں مشکلات میں پھنسنے سے بچا لے۔ پس پھر ان کے پاس بادی الرائے یا من گھڑت تاویل کے سوا چارہ نہیں ہوتا جو حق سے کسی بات کا اسے فائدہ نہیں دیتی کیونکہ اس پر شریعت میں سے کوئی دلیل نہیں ہوتی۔ پس وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

''اور اس مسئلہ کی وضاحت وہ حدیث کرتی ہے جس کو ابن وہب نے بکیر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت نافع سے پوچھا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حروریہ (خوارج) کے بارے میں کیا رائے تھی؟ انہوں نے فرمایا: آپ رضی اللہ عنہ انہیں بدترین مخلوق گردانتے تھے کیوں کہ انہوں نے ان آیات کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئی تھیں، مومنین پر چسپاں کر دیا۔ حضرت سعید بن جبیر نے اس کی وضاحت کی اور فرمایا: اور ان متشابہ آیات میں سے جن کی پیروی (کا دعویٰ) حروریہ (خوارج) کرتے ہیں، ایک آیت یہ بھی ہے: ﴿اور جو شخص اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ (وحکومت) نہ کرے سو وہی لوگ کافر ہیں٥﴾۔ اور اس کے ساتھ یہ آیت بھی ملاتے ہیں: ﴿پھر وہ کافر لوگ (معبودانِ باطلہ کو) اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں﴾۔ انہوں نے حاکمِ وقت کو دیکھا کہ وہ حق کے مطابق حکومت نہیں کر رہا ہے تو انہوں نے کہا: اس نے کفر کیا ہے اور جس نے کفر کا ارتکاب کیا اس نے اپنے رب سے منہ موڑ لیا

اور شرک کیا۔ پس (ان کے نزدیک ان کے سوا) پوری امت مشرک قرار پائی۔ پھر وہ مسلح بغاوت اور خروج کا راستہ اختیار کرتے ہیں اور ساری اُمت کو قتل کرتے پھرتے ہیں کیونکہ وہ اس آیت کی من مانی تاویل کرتے ہیں۔

پس یہ اس رائے کا معنی ہے جس پر حضرت ابن عباس نے متنبہ کیا تھا اور یہ قرآن کے ان معانی سے ناواقفیت کی بنا پر ہے جن کے لئے قرآن نازل ہوا۔ حضرت نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب حروریہ (خوارج) کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے: یہ مسلمانوں کو کافر گردانتے ہیں اور ان کے خون اور اموال کو حلال قرار دیتے ہیں۔‘‘

(۱۰) امام ابن البزاز الکردری الحنفی

نویں صدی ہجری کے معروف حنفی امام حافظ الدین ابن البزاز الکردری (م ۸۲۷ھ) خوارج کے کفر پر درج ذیل فتویٰ دیتے ہیں:

يجب إكفار الخوارج في إكفارهم جميع الأمة سواهم. (۱)

’’خارجیوں کو کافر کہنا واجب ہے اس لیے کہ وہ اپنے سوا تمام اُمتِ مسلمہ کو کافر کہتے ہیں۔‘‘

(۱۱) امام بدرالدین العینی الحنفی

خوارج کے بارے میں امام بخاری کی روایت کردہ حدیث کی شرح میں خوارج کے کفر کا استدلال کرتے ہوئے امام بدرالدین عینی (م ۸۵۵ھ) **عمدة القاری** میں لکھتے ہیں:

قوله ﷺ: "يمرقون من الدين"، من المروق وهو الخروج.

---

(۱) ابن البزاز، الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى العالمگيرية، ۶: ۳۱۸

يقال: مرق من الدين مروقا خرج منه ببدعته وضلالته. وفى رواية سويد بن غفلة عند النسائى والطبرى: ’’يمرقون من الإسلام.‘‘(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ، اَلْمَرُوْقَ سے ہے اور اِس سے مراد اَلْخرُوْج (یعنی مسلح جد و جہد اور بغاوت) ہی ہے۔ لغت میں کہا جاتا ہے: مَرَقَ مِنَ الدِّيْنِ مَرُوْقًا أَيْ خَرَجَ مِنْهِ بِبِدْعَتِهِ وَضَلَالَتِهِ (مروق من الدین کا معنی ہے: وہ اپنی بدعت و گمراہی کی وجہ سے دین سے خارج ہوگیا)۔‘‘

(۱۲) امام احمد بن محمد القسطلانی

امام ابو العباس احمد بن محمد القسطلانیؒ (م۹۲۳ھ) خوارج کے بارے میں امام بخاریؒ کی روایت کردہ حدیث کی شرح میں خوارج کا کفریوں واضح کرتے ہیں:

’’يخرج فى هذه الأمة‘‘ المحمدية، ولم يقل ”منها“ فيه ضبط للرواية وتحرير لمواقع الألفاظ وإشعار بأنهم ليسوا من هذه الأمة. فظاهره أنه يرى إكفارهم لكن فى مسلم من حديث أبى ذر: ”سيكون بعدى من أمتى قوم‘‘ فيجمع بينه وبين حديث أبى سعيد بأن المراد فى حديث أبى سعيد بالأمة أمة الاجابة، وفى غيره أمة الدعوة.(۲)

’’(آپ ﷺ نے فرمایا:) ’’اِس اُمت (محمدیہ) میں نکلیں گے؛‘‘ یہ نہیں فرمایا: ’’اِس اُمت سے نکلیں گے۔‘‘ اِس کے اِستعمال میں ضبطِ روایت بھی ہے اور

(۱) عینی، عمدة القاری، ۲۴: ۸۴، ۸۶

(۲) قسطلانی، إرشاد الساری، ۱۰: ۸۵، ۸۶

الفاظ کو مناسب اور موزوں مواقع پر تحریر کرنے کی دلیل بھی۔ نیز اس بات کا شعور دلانا بھی مقصود ہے کہ مسلح بغاوت کرنے والے لوگ اس امت محمدیہ علی صاحبها الصلوٰۃ والسلام میں سے نہیں ہیں۔ پس اس حدیث کا ظاہر تو یہ ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ان باغی دہشت گردوں کو کافر قرار دینے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ لیکن صحیح مسلم میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں سَيَكُوْنُ بَعْدِیُ مِنْ أُمَّتِیُ قَوْمٌ میں فِیُ کی بجائے مِنْ استعمال کیا گیا ہے تو اس حدیث اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے درمیان اِس طرح تطبیق کی جائے گی کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ''امت'' سے مراد امتِ اجابت ہے جبکہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں امت سے مراد امتِ دعوت ہے۔''

سو کلمۂ ''مِنْ'' کے ساتھ وارد ہونے والی روایات کا خوارج کے خارج اَز اسلام ہونے سے کوئی تعارض نہیں رہتا۔

(۱۳) ملا علی القاری

ملا علی قاری (م۱۰۱۴ھ) مشکاۃ المصابیح کی شرح مرقاۃ المفاتیح میں خوارج کے بارے میں لکھتے ہیں:

ويحتمل أن يقال لهم شبه بأهل الحق لغلوهم فی تکفير أهل المعصية، ولکنهم أهل الباطل لمخالفتهم الإجماع. (۱)

''اور اِس اَمر کا اِحتمال ہے کہ گنہگاروں کی تکفیر میں غلو اور شدت کے باعث (ان کی ظاہری دین داری سے دھوکہ کھا کر) کوئی شخص انہیں اہلِ حق میں شمار کرنے لگے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اِجماعِ اُمت کی مخالفت کے سبب خوارج کا شمار اہلِ باطل میں ہی ہوتا ہے۔''

---

(۱) ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ۷: ۱۰۷

(۱۴) شیخ عبد الحق محدّث دہلوی

امام الہند حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) **مشکاة المصابیح** کی شرح **أشعة اللمعات** میں خوارج کے بارے میں لکھتے ہیں:

پس بدرستی که در کشتن ایشان مزد و ثواب ست، هر کسے را که بکشد ایشان را تا روز قیامت۔ مراد خوارج اند و قصۂ خروج ایشان از طاعت امام و کشتن امیر المؤمنین علی ﷺ ایشان را مشہور ست و مذہب ایشان آنست که بنده بارتکاب کبیره بلکه صغیره هم کافر گردد۔ (۱)

’’درست موقف یہی ہے کہ قیامت تک ہر دور میں (ریاستی سطح پر) خوارج (کے خلاف کارروائی کرکے ان) کو قتل کرنے میں اجر وثواب ہے۔ احادیث میں اس جماعت سے مراد خوارج ہیں۔ ان کے مسلم ریاست کی اتھارٹی کو چیلنج کرکے اور اُس کی نظم سے نکل جانے اور امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضی ﷺ کا ریاستی سطح پر ان سے قتال کرکے انہیں ختم کرنے کا واقعہ مشہور ہے۔ ان خوارج کا مذہب یہ ہے کہ انسان نہ صرف گناہ کبیرہ بلکہ گناہ صغیرہ کے ارتکاب سے بھی کافر ہوجاتا ہے۔‘‘

(۱۵) شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (م ۱۲۲۹ھ) تکفیرِ خوارج کو متفق علیہ قرار دیتے ہیں:

---

(۱) عبد الحق محدث دہلوی، اشعة اللمعات، ۳: ۲۵۴

محارب حضرت مرتضٰی اگر از راہ عداوت وبغض ست نزد علماء اھل سنت کافر است بالاجماع، وھمیں ست مذھب ایشاں در حق خوارج۔(۱)

''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے والا اگر ان سے عداوت وبغض کی وجہ سے کرتا ہے تو اہلِ سنت کے نزدیک بالاجماع وہ کافر ہے؛ اور خوارج سے متعلق ان کا مذہب بھی یہی ہے۔''

(۱۶) امام ابن عابدین شامی

فقہ حنفی کے معروف امام ابن عابدین شامی (م۱۳۰٦ھ) ردّ المحتار میں لکھتے ہیں:

ویکفرون أصحاب نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علمت أن ھذا غیر شرط فی مسمی الخوارج، بل ھو بیان لمن خرجوا علی سیدنا علی رضی اللہ عنہ، وإلا فیکفی فیھم اعتقادھم کفر من خرجوا علیه. ...... حکم الخوارج عند جمھور الفقھاء والمحدثین حکم البغاة، وذھب بعض المحدثین إلی کفرھم.(۲)

''اور یہ (خوارج) ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرتے ہیں۔ اور میرے علم کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر خارجی ہونے کے لیے شرط نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کا بیان ہے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی تھی، وگرنہ ان کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ ہی کافی ہے کہ جس کے خلاف بغاوت کریں اسے کافر جانیں۔...... جمہور فقہاء اور محدثین کے نزدیک خوارج پر

(۱) عبد العزیز محدث دہلوی، تحفہ اثنا عشریۃ: ۷۹۵

(۲) ابن عابدین شامی، رد المحتار، باب البغاۃ، ۴: ۲۶۲

باغیوں کا حکم صادر ہوگا، جب کہ بعض محدثین نے ان پر کفر کا فتویٰ بھی لگایا ہے۔‘‘

(۱۷) علامہ عبد الرحمان مبارک پوری

برصغیر کے معروف عالم دین علامہ عبد الرحمان مبارک پوری (م۱۳۵۳ھ) بھی خوارج کو اہلِ بدعت اور باغی قرار دیتے ہیں۔ تحفة الأحوذی میں محدثین کے ایک گروہ کا خوارج کے کافر ہونے کا قول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’إنما هم الخوارج‘‘ جمع خارجة وهم قوم مبتدعون، سموا بذلک لخروجهم عن الدين وخروجهم على خيار المسلمين. وممن ذهب إلى تكفيرهم أيضا الحسن بن محمد بن علي. ورواية عن الإمام الشافعي ورواية عن الإمام مالک وطائفة من أهل الحديث. (۱)

’’بے شک وہ خوارج ہیں جو خَارِجَة کی جمع ہے۔ اور یہ اہل بدعت لوگ تھے، ان کے دینِ اسلام سے خروج اور بہترین مسلمانوں (یعنی صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ عنہم) کے خلاف مسلح بغاوت اور دہشت گردی کی راہ اختیار کرنے کی وجہ سے ان کا یہ نام (خوارج) رکھا گیا۔ اور ان لوگوں میں - جو ان خوارج کو کافر قرار دیتے ہیں - حسن بن محمد بن علی بھی ہیں اور امام شافعی اور امام مالک سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ اور محدثین کے ایک گروہ کا قول بھی یہی ہے۔‘‘

دوسرا قول: خوارج پر حکم بغاوت کا اِطلاق

مندرجہ بالا سطور میں خوارج پر ارتداد کے حکم کے سبب حکمِ تکفیر کا اطلاق کرنے والے ائمہ کرام کے فتاویٰ جات آپ نے ملاحظہ فرمائے ہیں۔ بعض لوگ احتیاطاً ان کو

(۱) مبارک پوری، تحفة الأحوذی، ۶: ۳۵۴

مرتد اور کافر قرار دینے کی بجائے باغی کے زمرے میں شمار کر لیتے ہیں۔

خوارج کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ وہ باغی ہیں اور ان پر باغیوں کا حکم لگا کر حد جاری کرتے ہوئے قتل کیا جائے گا۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے ائمہ کرام کی ایک تعداد خوارج کی تکفیر کی بجائے ان کو باغی قرار دے کر واجب القتل گردانتی ہے۔ یاد رہے کہ خوارج کی تکفیر کے قائلین ان کی بغاوت کے بھی قائل ہیں۔ لہٰذا جس طرح خوارج کے واجب القتل ہونے پر امت کا اجماع ہے اُسی طرح کا اِجماع خوارج کے باغی ہونے پر بھی ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ خواہ انہیں کافر سمجھا جائے یا باغی، ان کے واجب القتل ہونے پر کسی کے ہاں بھی اختلاف نہیں ہے۔

خوارج کے باغی ہونے کے حکم کی تصریح امام ابن قدامہ المقدسی المغنی میں فرماتے ہیں:

الْخَوَارِجُ الَّذِينَ يُكَفِّرُونَ بِالذَّنْبِ، وَيُكَفِّرُونَ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ، وَكَثِيرًا مِنَ الصَّحَابَةِ، وَيَسْتَحِلُّونَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا مَنْ خَرَجَ مَعَهُمْ، فَظَاهِرُ قَوْلِ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَصْحَابِنَا الْمُتَأَخِّرِينَ أَنَّهُمْ بُغَاةٌ، حُكْمُهُمْ حُكْمُ الْبُغَاةِ وَلاَ خِلَافَ فِي قَتْلِهِمْ فَإِنَّهُ حُكْمٌ مَنْصُوصٌ عَلَيْهِ بِأَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ، وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَالشَّافِعِيِّ، وَجَمْهُورِ الْفُقَهَاءِ، وَكَثِيرٍ مِّنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ.[1]

’’خوارج وہ ہیں جو گناہ کی بناء پر لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر گردانتے ہیں۔ مسلمانوں کے خون اور ان کے اموال کو حلال قرار دیتے ہیں سوائے اس شخص کے جو ان کے ساتھ مل کر خروج کرتے ہوئے مسلح بغاوت

(۱) ابن قدامۃ، المغنی، ۹: ۴

کرے۔ پس ہمارے متأخرین اصحاب میں سے فقہاء کے قول کا ظاہر یہ ہے کہ خوارج باغی ہیں اور ان پر بغاوت کا حکم لگایا جائے گا۔ یہی قول امام ابو حنیفہ، امام شافعی، جمہور فقہاء اور محدثین میں کثیر لوگوں کا ہے۔‘‘

اب ذیل میں چند جلیل القدر ائمہ کرام کے فتاویٰ پیش کیے جا رہے ہیں جن کے نزدیک خوارج باغی گروہ ہیں اور واجب القتل ہیں اور ان کی بغاوت کی سرکوبی ریاست کی ذمہ داری ہے، کوئی شخص انفرادی سطح پر ان خوارج کے خلاف مسلح جد و جہد کرنے کا مجاز نہیں چاہے نیک مقصد کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔

(۱) امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ (م ۱۵۰ھ) خوارج کو باغی اور واجب القتل سمجھتے تھے۔ اس سلسلے میں امام ابو مطیع اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مابین ہونے والا مکالمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

عن أبي مطيع، قال: قلت لأبي حنيفة: ما تقول في الخوارج المحكمة؟ قال: هم أخبث الخوارج. قلت له: أنكفرهم؟ قال: لا. ولكن نقاتلهم على ما قاتلهم الأئمة من أهل الخير: علي وعمر بن عبد العزيز. قلت: فإن الخوارج يكبرون ويصلُّون ويتلون القرآن. قال: أما تذكر حديث أبي أمامة رضي الله عنه حين دخل مسجد دمشق، فقال لأبي غالب الحمصي: هؤلاء كلاب أهل النار، هؤلاء كلاب أهل النار، وهم شر قتلى تحت أديم السماء. (ثم ذكر حديثا طويلا.) قال له: أشيء تقوله برأيك أم سمعته من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم؟ قال: إني لو لم أسمعه منه إلا مرة أو مرتين أو

ثلاث مرات إلى سبع مرات لما حدثتکموه.(۱)

''ابو مطیع روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امام اعظم سے عرض کیا: آپ محکم (یعنی صریح اور مسلّمہ) خارجیوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ امام اعظم نے فرمایا: وہ بدترین لوگ ہیں۔ میں نے کہا: کیا ہم ان کی تکفیر کریں؟ فرمایا: نہیں۔ لیکن ہم ان کے ساتھ اُسی طریقے پر جنگ کریں گے جیسے ائمہ اہلِ خیر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن العزیز رضی اللہ عنہ وغیرھما نے ان کے ساتھ قتال کیا۔ میں نے کہا: خوارج تو اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور تلاوتِ قرآن بھی کرتے ہیں۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ کو حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث یاد نہیں؟ جب وہ جامع دمشق میں داخل ہوئے تو حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے ابو غالب حمصی سے کہا: اے ابو غالب! یہ خوارج اَہلِ دوزخ کے کتے ہیں، یہ اَہلِ دوزخ کے کتے ہیں، اور یہ آسمان کے نیچے بدترین مقتول ہیں۔ (پھر آپ نے طویل حدیث بیان کی۔) ابو غالب نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آپ یہ سب باتیں اپنی رائے سے کہہ رہے ہیں یا آپ نے یہ ارشادات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اگر میں نے ان کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک، دو، تین، یا سات بار بھی سنا ہوتا تو میں تم سے بیان نہ کرتا (بلکہ میں نے بے شمار مرتبہ یہ کلمات سنے ہیں) تو تمہیں بیان کر رہا ہوں۔''

(۲) امام شمس الدین السرخسی

فقہ حنفی کے معروف امام شمس الدین السرخسی (م۴۸۳ھ) خوارج کو نہ صرف باغی قرار دیتے ہیں بلکہ مسلم ریاست کے لیے ان کے خلاف غیر مسلموں سے مدد لینے کو

(۱) أبو حنيفه، الفقه الأبسط (فی العقيدة وعلم الكلام من أعمال الإمام محمد زاهد الكوثری)، باب فی القدر: ۲۰۳، ۲۰۴

بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کا فتویٰ ہے کہ:

ولا بأس بأن يستعين أهل العدل بقوم من أهل البغی وأهل الذمة على الخوارج ...... لأنهم يقاتلون لإعزاز الدين.(۱)

''مسلم حکومت کا خوارج کے خلاف باغیوں اور غیر مسلم شہریوں سے مدد لینے میں کوئی حرج نہیں ہے ...... کیوں کہ وہ کلمہ حق کی سربلندی کے لیے جنگ کر رہے ہیں۔''

(۳) حافظ ابن حجر عسقلانی

حافظ ابن حجر عسقلانی (م۸۵۲ھ) حدیث مبارکہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

في الحديث الكف عن قتل من يعتقد الخروج على الإمام ما لم ينصب لذلک حرباً، أو يستعد لذلک، لقوله ﷺ: ''فإذا خرجوا فاقتلوهم.'' وحكى الطبري الإجماع على ذلک في حق من لا يكفر باعتقاده، وأسند عن عمر بن عبد العزيز أنه كتب في الخوارج بالكف عنهم ما لم يسفكوا دما حراماً، أو يأخذوا مالاً، فإن فعلوا فقاتلوهم، ولو كانوا ولدي. ومن طريق ابن جريج: قلت لعطاء: ما يحلّ لي قتال الخوارج؟ قال: إذا قطعوا السبيل، وأخافوا الأمن. وأسند الطبري عن الحسن: أنه سئل عن رجل كان يرى رأي الخوارج ولم يخرج، فقال: العمل أملک بالناس من الرأي.(۲)

(۱) سرخسی، المبسوط، باب الخوارج، ۱۰: ۱۳۴

(۲) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۹۹

’’حدیث میں ایسے شخص کو، جو حکومت کے خلاف بغاوت کا نظریہ رکھتا ہے، قتل نہ کرنے کا حکم اُس وقت تک ہے جب تک کہ وہ اپنے نظریے کی خاطر مسلح جد و جہد کا آغاز نہ کرے یا اس کے لئے تیار نہ ہو جائے۔ یہ حکم حضور نبی اکرم ﷺ کے اِس ارشاد کی بناء پر ہے کہ اگر وہ (مسلح) خروج و بغاوت کریں تو انہیں قتل کر دو۔ امام طبری نے ایسے شخص کے حق میں، جس کی اس کے عقیدہ و نظریہ کی بنا پر تکفیر نہیں کی جاتی، اِجماعِ اُمت نقل کیا ہے اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی نسبت کہا ہے کہ انہوں نے خوارج کے بارے میں یہ حکم نامہ ارسال کیا تھا کہ ان کے ساتھ اس وقت تک جنگ نہ کی جائے جب تک کہ وہ ناحق خون نہ بہائیں یا مال نہ چھین لیں۔ پھر اگر وہ ایسا کرنے لگیں تو ان کے ساتھ ریاستی سطح پر جنگ کرو اگرچہ وہ میری اولاد ہی کیوں نہ ہو۔ اور ابنِ جریج کے طریق سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عطا سے کہا: کون سی چیز میرے لئے خوارج کے ساتھ جنگ کرنا حلال کرتی ہے؟ تو انہوں نے کہا: جب وہ راہزنی کریں اور امن عامہ کے خاتمہ کا خوف پیدا کر دیں۔ اور امام طبری نے امام حسن سے سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو خوارج کی رائے تو رکھتا ہے مگر مسلح بغاوت میں شریک نہیں ہوتا تو آپ نے فرمایا: عوام کے لیے عمل کی اہمیت رائے سے زیادہ ہے۔‘‘

حافظ ابن حجر عسقلانی خوارج کے باغی اور اہلِ فسق ہونے کا موقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَذَهَبَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْأُصُولِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ إِلَى أَنَّ الْخَوَارِجَ فُسَّاقٌ. إِنَّمَا فُسِّقُوا بِتَكْفِيرِهِمِ الْمُسْلِمِينَ مُسْتَنِدِينَ إِلَى تَأْوِيلٍ فَاسِدٍ وَجَرَّهُمْ ذَلِكَ إِلَى اسْتِبَاحَةِ دِمَاءِ مُخَالِفِيهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَالشَّهَادَةِ عَلَيْهِمْ بِالْكُفْرِ وَالشِّرْكِ. روى الخلال في السنة بإسناده، فقال:

أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللهِ (أي أحمد بن محمد بن حنبل) قِيلَ لَهُ: أَكَفَرَ الْخَوَارِجُ؟ قَالَ: هُمْ مَارِقَةٌ، قِيلَ: أَكُفَّارٌ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ مَارِقَةٌ مَرَقُوا مِنَ الدِّينِ[1].[2]

''اہلِ سنت میں سے اکثر اہلِ اُصول نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ خوارج فاسق لوگ ہیں اور ان کو فاسق اس لئے قرار دیا گیا کہ انہوں نے تاویلِ فاسد سے استناد کرتے ہوئے مسلمانوں کو کافر قرار دیا اور اس فاسد تاویل نے انہیں اپنے مخالفین کے خون اور مال کو مباح قرار دینے اور ان پر کفر و شرک کا فتویٰ لگانے تک پہنچا دیا۔ امام خلال نے اپنی سند کے ساتھ السنۃ میں یوسف بن موسیٰ سے روایت کیا ہے: حضرت ابو عبد اللہ (یعنی امام احمد بن حنبل) سے عرض کیا گیا: کیا خوارج کافر ہیں؟ انہوں نے فرمایا: یہ دین سے خارج ہو جانے والے لوگ ہیں۔ پھر کہا گیا کہ کیا یہ کافر ہیں؟ تو انہوں نے پھر وہی جواب دیا کہ وہ باغی ہیں جو دین سے خارج ہو گئے۔''

(۴) امام احمد رضا خانؒ

امام احمد رضا خانؒ (م ۱۳۴۰ھ) خوارج سے متعلق اپنا موقف یوں بیان کرتے ہیں:

''اہل نہروان جو مولا علی کرم اللہ تعالی وجهه الكريم کی تکفیر کرکے بغاوت پر آمادہ ہوئے وہ یقیناً فسّاق، فجّار، طاغی و باغی تھے اور ایک نئے فرقہ کے ساعی و ساتھی تھے جو خوارج کے نام سے موسوم ہوا اور اُمّت میں نئے فتنے اب تک

(۱) خلال، السنة، باب الإنكار على من خرج على السلطان: ۱۴۵، رقم: ۱۱۱

(۲) عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۳۰۰

اسی کے دم سے پھیل رہے ہیں۔‘‘[۱]

خوارج کے وجوبِ قتل اور اُس کے اِجماع پر ائمہ حدیث کے دلائل

گزشتہ صفحات میں ساری بحث کا مرکزی نقطہ یہ رہا ہے کہ خوارج پر کفر کا اطلاق ہوتا ہے یا بغاوت کا۔ تاہم ہر دو صورتوں میں ان سے قتال اور ان کا خاتمہ ضروری ہے۔ ذیل میں چند مزید حوالہ جات اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے پیش کئے جا رہے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خوارج کے ساتھ جنگ کرکے ریاستی سطح پر ان کا خاتمہ واجب ہے۔

خوارج کے قتل کے وجوب کی تائید حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث سے ہوتی ہے جسے ابو غالب نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے مسجد دمشق کی سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہوکر خوارج کے بارے میں فرمایا:

كِلَابُ النَّارِ، شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيْمِ السَّمَاءِ، خَيْرُ قَتْلَى مَنْ قَتَلُوْهُ. ثُمَّ قَرَأَ: ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ﴾[۲] إِلَى آخِرِ الآيَةِ. قُلْتُ لِأَبِي أُمَامَةَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا حَتَّى عَدَّ سَبْعًا مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ.

قال الترمذي: هذا حديث حسن.[۳]

’’یہ خوارج جہنم کے کتے ہیں اور آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہیں اور وہ شخص بہترین شہید ہے جسے انہوں نے قتل کیا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

---

(۱) احمد رضا خان، العطايا النبوية فی الفتاوی الرضوية، ۲۹: ۳۶۳

(۲) آل عمران، ۳: ۱۰۶

(۳) ۱۔ ترمذی، السنن، کتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ۵: ۲۲۶، رقم: ۳۰۰۰

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۵۶، رقم: ۲۲۲۶۲

﴿جس دن کئی چہرے سفید ہوں گے اور کئی چہرے سیاہ ہوں گے﴾۔ ابو غالب کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا: اگر میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک، دو، تین، چار یہاں تک کہ سات بار بھی سنا ہوتا تو ہرگز تم سے بیان نہ کرتا (یعنی سات بار نہیں بلکہ اس سے زیادہ مرتبہ سنا ہے)۔'' امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔''

امام احمد اور ابن ماجہ نے اعمش کے طریق سے حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الخوارج كلاب النار. (۱)

''خوارج جہنم کے کتے ہیں۔''

سفیان بن عیینہ کے طریق سے ابو غالب سے مروی ہے کہ حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

شَرُّ قَتْلَى قُتِلُوا تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ، وَخَيْرُ قَتِيلٍ مَنْ قَتَلُوا كِلَابُ أَهْلِ النَّارِ، قَدْ كَانَ هَؤُلَاءِ مُسْلِمِينَ، فَصَارُوا كُفَّارًا. (۲)

''یہ خوارج بدترین مقتول ہیں جنہیں آسمان کے نیچے قتل کیا گیا اور بہترین شہید وہ ہیں جنہیں اَہلِ دوزخ کے (اِن) کتوں نے قتل کیا۔ یہ لوگ (بغاوت اور دہشت گردی سے پہلے) مسلمان تھے مگر (اس خروج کی وجہ سے) کافر ہو گئے۔''

ابو غالب کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو امامہ سے پوچھا کہ اے ابو اُمامہ!

---

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، المقدمة، ۱: ۶۱، رقم: ۱۷۳
۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۵۵

(۲) ابن ماجه، السنن، المقدمة، ۱: ۶۲، رقم: ۱۷۶

یہ جو کچھ آپ نے فرمایا، کیا یہ آپ کی اپنی رائے ہے؟ تو حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (نہیں) بلکہ (یہ سب کچھ) ارشادِ نبوی ہے جسے میں نے آپ ﷺ سے براہِ راست سنا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے ان دہشت گرد خارجیوں کے متعلق یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ یہ گروہ ہر صدی اور ہر زمانے میں قیامِ قیامت اور خروجِ دجال تک نکلتے رہیں گے جیسا کہ اس حدیثِ رسول ﷺ میں آیا ہے، جسے امام احمد، نسائی، بزار اور حاکم نے روایت کیا ہے:

عَنْ شَرِيْکِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: ''قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هَذَا مِنْهُمْ – وفي رواية: قَالَ: يَخْرُجُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ رِجَالٌ كَانَ هَذَا مِنْهُمْ هَدْيُهُمْ هَکَذَا – يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ، لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ.(۱)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخری زمانہ میں ایک قوم خروج کرے گی، گویا یہ (خارجی) شخص بھی انہی میں سے ہے۔'' – اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مشرق

(۱) ۱۔ نسائي، السنن، كتاب تحريم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه في الناس، ۷: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۳
۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۴۲۱
۳۔ حاكم، المستدرك، ۲: ۱۶۰، رقم: ۲۶۴۷
۴۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۷: ۵۵۹، رقم: ۳۷۹۱۷

کی سمت سے کچھ لوگ خروج (یعنی مسلح دہشت گردی) کریں گے گویا یہ (خارجی) شخص بھی انہی میں سے ہے جن کے طور طریقے اِسی طرح کے ہوں گے۔'' - وہ قرآن مجید کی تلاوت کریں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دینِ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے (تیزی کے ساتھ) نکل جاتا ہے۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ سر منڈے ہوں گے۔ یہ لوگ ہر دور میں نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ مل کر مسلح قتال میں حصہ لے گا۔ سو تم (جس دور میں بھی) اِن سے مقابلہ کرو تو انہیں قتل کر دینا (کہ) یہ تمام لوگ بدترین مخلوق ہیں اور بدترین کرتُوتوں کے حامل ہیں۔''

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَنْشَأُ نَشْءٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ. (۱)

''ایک نسل پیدا ہوگی جو قرآن مجید کی تلاوت کرے گی مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ (ہر دور میں) جب کبھی اس خصلت کے لوگ خروج (یعنی مسلح بغاوت) کریں تو اُنہیں (فوجی آپریشن کے ذریعہ) جڑ سے کاٹ دیا جائے۔''

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو بیس سے زائد مرتبہ یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

---

(۱) ابن ماجه، السنن، المقدمة، باب فی ذکر الخوارج، ۱: ۶۱، رقم: ۱۷۴

كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ حَتَّى يَخْرُجَ فِي عِرَاضِهِمُ الدَّجَّالُ.[1]

''جب کبھی اس خصلت کے لوگ خروج کریں تو انہیں جڑ سے کاٹ دیا جائے یہاں تک کہ (ان کا آخری گروہ) دجال کی معیت میں نکلے گا۔''

اس حدیث کی تخریج امام ابن ماجہ نے کی ہے اور امام کنانی نے فرمایا: اس کی سند صحیح ہے اور اس کے تمام راویوں کو امام بخاری نے قابلِ حجت مانا ہے۔[2]

(۱) قاضی عیاض المالکی

خوارج کے وجوبِ قتل کے بارے میں قاضی عیاض (م۵۴۴ھ) صحیح مسلم کی شرح إکمال المعلم میں فرماتے ہیں:

أجمع العلماء على أن الخوارج وأشباهَهم من أهل البدع والبغى متى خرجوا وخالفوا رأى الجماعة، وشقوا عصا المسلمين، ونصبوا راية الخلاف؛ أن قتالهم واجب بعد إنذارهم والإعذار إليهم، قال الله تعالى: ﴿فَقَاتِلُوا الَّتِىْ تَبْغِىْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ﴾.[3] ...... وهذا إذا كان بغيهم لأجل بدعة يكفرون بها، وإن كان بغيهم لغير ذلك لعصبية، أو طلب رئاسة دون بدعة؛ فلا يحكم فى هؤلاء حكم الكفار بوجه، وحكمهم حكم أهل البغى.[4]

---

(۱) ابن ماجه، السنن، المقدمة، باب فى ذكر الخوارج، ۱: ۶۱، رقم: ۱۷۴

(۲) كنانى، مصباح الزجاجة، ۱: ۲۶، رقم: ۶۵

(۳) الحجرات، ۴۹: ۹

(۴) قاضى عياض، إكمال المعلم، ۳: ۶۱۳، ۶۱۴

''تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ خوارج اور ان کی طرح کے دیگر اہلِ بدعت اور باغی و دہشت گرد گروہ جب مسلمانوں کی جمعیت یعنی ہیئتِ حاکمہ کے خلاف مسلح کارروائی کریں، ان کی رائے کی مخالفت کریں، مسلمانوں کی قوت کو پارہ پارہ کریں اور ان کے خلاف علم بغاوت بلند کریں تو ان کو ڈرانے اور سمجھانے کے بعد ان سے قتال واجب ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ﴿تو اُس (گروہ) سے لڑو جو زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے﴾۔ ...... اور یہ اس وقت ہے جب ان کی بغاوت کسی ایسی بدعت کی وجہ سے ہو جس کی بناء پر ان کی تکفیر لازم آئے۔ اور اگر ان کی بغاوت اس کے علاوہ کسی عصبیت یا طلبِ جاہ و منصب کے لئے ہو تو ایسے لوگوں پر کفار کا حکم نہیں لگایا جائے گا بلکہ ان پر اہلِ بغاوت کے حکم کا اِطلاق ہوگا (مگر اس صورت میں بھی اِتمامِ حجت کے بعد ان سے قتال واجب ہوگا)۔''

(۲) امام ابن ہبیرہ الحنبلی

خوارج کے واجب القتل ہونے کے بارے میں ابن ہبیرہ الحنبلی (م ۵۸۷ھ) کا موقف یہ ہے:

وفي الحديث أن قتال الخوارج أولى من قتال المشركين، والحكمة فيه: أن في قتالهم حفظ رأس مال الإسلام، وفي قتال أهل الشرك طلب الربح، وحفظ رأس المال أولى.[1]

''حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ خوارج سے قتال مشرکوں سے قتال کی نسبت زیادہ اَجر والا اور اَفضل ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ ان کے قتال میں اسلام کے

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۵: ۱۵۷

سرمایہ کی حفاظت ہے اور اہلِ شرک کے قتال میں نفع کی طلب ہے اور اصل زر کی حفاظت افضل ہوتی ہے۔‘‘

(۳) علامہ ابنِ تیمیہ

علامہ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) کا بھی موقف یہ ہے کہ خوارج کا قلع قمع کرنے کے لیے ان سے جنگ کرنا بالاتفاق جائز ہے:

فكان قتالهم ثابتا بالسنة الصحيحة الصريحة، وباتفاق الصحابة. ...... والبغاة المأمور بقتالهم: هم الذين بغوا بعد الاقتتال، وامتنعوا من الإصلاح المأمور به؛ فصاروا بغاة مقاتلين. والبغاة إذا ابتدأوا بالقتال جاز قتالهم بالاتفاق؛ كما يجوز قتال الغواة قطاع الطريق إذا قاتلوا باتفاق الناس. (۱)

’’پس ان کے ساتھ قتال سنّتِ صحیحہ و صریحہ اور صحابہ کرام ﷡ سے بالاتفاق ثابت ہے۔ ...... اور وہ باغی جن سے قتال کا حکم دیا گیا ہے، یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں سے مقاتلہ کے بعد بغاوت اور صلح سے رُوگردانی اختیار کی، سو وہی لوگ باغی اور قاتلین ٹھہرے ہیں۔ اور باغی جب باقاعدہ قتال کی ابتداء کر دیں تو ان کے خلاف جنگ بالاتفاق جائز ہو جاتی ہے بالکل اُسی طرح جس طرح گمراہ اور راہزنوں سے؛ کہ جب وہ قتل و غارت گری شروع کر دیں تو بالاتفاق ان کے خلاف مسلح کارروائی جائز ہو جاتی ہے۔‘‘

علامہ ابن تیمیہ کے ان فتاویٰ سے ان کا موقف دو ٹوک الفاظ میں ثابت ہو جاتا ہے کہ خوارج کی سرکوبی اور خاتمہ ریاست کی ذمہ داری ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

---

(۱) ابن تيمية، النبوات: ۲۲۳، ۲۲۵

(۴) حافظ ابن حجر عسقلانی

حافظ ابن حجر عسقلانی (م۸۵۱ھ) حضور نبی اکرم ﷺ کے فرمان مبارک یمرقون من الدین کے حوالے سے لکھتے ہیں:

فی روایة أبی إسحاق عن سوید بن غفلة عند النسائی والطبری ''یمرقون من الإسلام''. وکذا فی حدیث بن عمر فی الباب وعند النسائی من روایة طارق بن زیاد عن علی ''یمرقون من الحق'' وبقوله ﷺ: ''فأینما لقیتموهم فاقتلوهم، فإن فی قتلهم أجرا لمن قتلهم یوم القیامة.''[1]

''امام نسائی کے ہاں سوید بن غفلہ کے طریق سے ابو اسحاق کی روایت میں حضور ﷺ کا ارشاد گرامی یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ بیان کیا گیا ہے۔ امام طبری نے یَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ کے کلمات ذکر کئے ہیں اور اسی طرح خوارج کے باب میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں بھی یہی الفاظ ہیں۔ اور امام نسائی کے ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی طارق بن زیاد کی روایت میں یَمْرُقُوْنَ مِنَ الْحَقِّ کے کلمات آئے ہیں۔ اور حضور ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے: ''پس تم جہاں کہیں اُن سے ملو تو (ریاستی سطح پر اُن کے خلاف کارروائی کرکے) انہیں قتل کر دو، کیونکہ ان کو قتل کرنے والے شخص کے لئے قیامت کے دن اجر (عظیم) ہوگا۔''

خارجی دہشت گردوں سے جنگ کرنے والے فوجیوں کے لیے اَجرِ عظیم

خوارج سے جنگ پر بحث کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی مزید لکھتے ہیں:

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۸۸

فی روایة زید بن وهب: ''لو یعلم الجیش الذین یصیبونهم ما قضی لهم علی لسان نبیهم لنکلوا عن العمل''. وأخرج أحمد نحو هذا الحدیث عن علی وزاد فی آخره: ''قتالهم حق علی کل مسلم". وقوله ﷺ: ''صلاتکم مع صلاتهم''. زاد فی روایة الزهری عن أبی سلمة کما فی الباب بعده "وصیامکم مع صیامهم". وفی روایة عاصم بن شمیخ عن أبی سعید: ''تحقرون أعمالکم مع أعمالهم"، ووصف عاصم أصحاب نجدة الحروری بأنهم "یصومون النهار ویقومون اللیل ویأخذون الصدقات علی السنة'' أخرجه الطبری.

ومثله عنده من روایة یحیی بن أبی کثیر عن أبی سلمة. وفی روایة محمد بن عمرو عن أبی سلمة عنده "یتعبدون یحقر أحدکم صلاته وصیامه مع صلاتهم وصیامهم". ومثله من روایة أنس عن أبی سعید وزاد فی روایة الأسود بن العلاء عن أبی سلمة ''وأعمالکم مع أعمالهم''. وفی روایة سلمة بن کهیل عن زید بن وهب عن علی: ''لیست قراءتکم إلی قراءتهم شیئا ولا صلاتکم إلی صلاتهم شیئا''. أخرجه مسلم والطبری وعنده من طریق سلیمان التیمی عن أنس "ذکر لی عن رسول الله ﷺ، قال: "إن فیکم قوما یدأبون ویعملون حتی یعجبوا الناس وتعجبهم أنفسهم''. ومن طریق حفص بن أخی أنس عن عمه بلفظ ''یتعمقون فی الدین''. وفی حدیث بن عباس عند الطبرانی فی

قصة مناظرته للخوارج قال: ''فأتيتهم فدخلت على قوم لم أر أشد اجتهادا منهم أيديهم كأنها ثفن الإبل ووجوههم معلمة من آثار السجود''. وأخرج بن أبی شيبة عن بن عباس رضی اللہ عنہ أنه ذُكِرَ عنده الخوارج واجتهادهم فی العبادة، فقال: ليسوا أشد اجتهادا من الرهبان.(۱)

''زید بن وہب کی روایت میں ہے: ''خوارج کے ساتھ جنگ کرکے انہیں قتل کرنے والی مسلمان فوج (muslim army) اگر جان لیتی کہ ان کے لئے اپنے نبی ﷺ کی زبان سے کس قدر اعلیٰ اور بلند مقام کا فیصلہ کر دیا گیا ہے تو وہ باقی سارے کام چھوڑ کر صرف (خوارج سے جنگ کرنے کا) یہی عمل اختیار کر لیتی۔'' امام احمد بن حنبلؒ نے اسی طرح کی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کر کے اس کے آخر میں یہ اضافہ بھی ذکر کیا ہے: قِتَالُهُمْ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ یعنی ان باغی دہشت گردوں کے خلاف ریاستی سطح پر کی جانے والی کارروائی میں حصہ لینا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (یہاں پر یہ جاننا ضروری ہے کہ ان کی ظاہری دین داری کو دیکھ کر ان سے قتال اور ان کے خاتمہ میں پس و پیش نہ کیا جائے کیونکہ) حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: صَلَاتُكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ اور حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی امام زہری کی روایت میں وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ کے الفاظ کا اضافہ ہے۔ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی عاصم بن شمیخ کی روایت میں تَحْقِرُوْنَ اَعْمَالَكُمْ اِلٰى اَعْمَالِهِمْ ہے اور عاصم نے اَصحابِ نجد کو الحروری کہا کہ ''وہ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو قیام کرتے اور سنت کے مطابق صدقات وصول کرتے تھے۔'' اس کو امام طبری نے روایت کیا اور حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے یحییٰ بن کثیر کی اسی طرح

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۸۸، ۲۸۹

کی روایت بھی انہوں نے بیان فرمائی ہے۔

''امام طبری کے ہاں حضرت ابوسلمہ سے مروی محمد بن عمرو کی روایت میں ہے: ''خوارج اتنی کثرت سے عبادت کریں گے کہ تم میں سے ہر کوئی اپنی نمازوں اور روزوں کو ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلے میں حقیر اور کم تر سمجھے گا۔'' اور حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت ہے۔ اور حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی اسود بن علاء کی روایت میں اَعْمَالَکُمْ مَعَ اَعْمَالِهِمْ کا اضافہ ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی زید بن وہب کی روایت میں ہے: ''تمہاری تلاوت ان کی تلاوت کے مقابلے میں اور تمہاری نماز ان کی نماز کے مقابلے میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی۔'' اس کو امام مسلم اور امام طبری نے روایت کیا ہے۔ اور امام طبری کے ہاں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی سلیمان تیمی کے طریق سے بھی روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی بیان کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم میں ایک ایسی قوم ہوگی جو (بظاہر نیک اعمال) میں بہت مشقت اٹھائیں گے اور اتنے زیادہ اعمال کریں گے کہ لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیں گے اور وہ آپ اپنے (اعمال) پر عُجب کا اظہار کریں گے۔'' اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھتیجے حفص کے طریق سے اپنے چچا (یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ) سے مروی حدیث میں يَتَعَمَّقُوْنَ فِي الدِّيْنِ (بظاہر وہ دین میں بہت پختگی اور شدت رکھتے ہوں گے یعنی extremist ہوں گے) کے کلمات ہیں۔ امام طبرانی کے ہاں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے خوارج کے ساتھ مناظرہ کے قصے پر مبنی روایت میں مذکور ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''پس میں ان (خوارج) کے پاس پہنچا تو میں ایسی قوم پر داخل ہوا جن سے بڑھ کر محنت و ریاضت کرنے والے ہاتھ میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ ان کے ہاتھ (مشقت

کی وجہ سے) ایسے سخت تھے جیسے اونٹوں کے گھٹنے اور ان کے چہرے سجدوں کے آثار سے نشان زدہ تھے۔'' ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے عبادت و ریاضت میں خوارج کی محنت و مشقت کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''راہب'' بھی تو اعمال میں اُن سے زیادہ مشقت اٹھانے والے تھے۔''

خوارِج کے بارے میں علامہ انور شاہ کاشمیری اور علامہ شبیر احمد عثمانی کا موقف

خوارج اور اس طرح کے مسلح بغاوت کرنے والے دیگر گروہوں کی تکفیر اور ان کے قتل کے حکم کے بارے میں برصغیر پاک و ہند کے دیوبند مکتبِ فکر کے دو جید علماے کرام علامہ انور شاہ کاشمیری اور علامہ شبیر احمد عثمانی نے بھی مفصل کلام کیا ہے جو ''**فتح الملهم** (۵: ۱۵۳-۱۵۷)'' میں موجود ہے۔ ذیل میں ان کی مفصل تحقیق میں سے صرف وہ حصہ نقل کیا جاتا ہے جو اُن کی اپنی رائے اور فتویٰ پر مشتمل ہے۔ ورنہ جن احادیث اور ائمہ و محدثین کی تصریحات کو انہوں نے بطورِ استشہاد و استدلال بیان کیا ہے، ہم وہ تمام حوالہ جات پہلے ہی اصل مصادر سے مختلف مقامات پر درج کر چکے ہیں۔

علامہ شبیر احمد عثمانی نے خوارج پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے اس کا عنوان ہی یہ رکھا ہے:

بحث شريف يتعلق بتكفير الخوارج وغيرهم من أهل الأهواء والملحدين، وهل يقاتلون؟ ومتى يقاتلون؟

''خوارج اور دیگر اہل اہواء اور ملحدین کی تکفیر سے متعلق بحث اور یہ کہ کیا ان کے ساتھ قتال کیا جائے گا؟ اور کب کیا جائے گا؟''

اِس کے بعد اُنہوں نے حافظ ابن حجر عسقلانی کا اِقتباس نقل کیا ہے، جس کے مطابق خوارج اہلِ فسق، باغی اور واجب القتل ہیں، کیوں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

فإذا خرجوا فاقتلوهم.

''پس جب وہ ریاست کے خلاف بغاوت کریں تو انہیں قتل کر ڈالو۔''

نیز معاً بعد امام طبری کا قول نقل کیا ہے جس میں اُنہوں نے اَحادیث مبارکہ - **هم شر الخلق؛ يمرقون من الإسلام؛ لأقتلنهم قتل عاد** - سے مستنبط کیا ہے کہ خوارج دین اسلام سے خارج ہیں اور ان سے قتال واجب ہے۔

اِسی طرح انہوں نے قاضی عیاض، امام ابو العباس القرطبی اور امام تقی الدین السبکی کا تکفیرِ خوارج کا موقف بھی اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری نہایت واضح الفاظ میں خوارج کی تکفیر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

والحق أن حديث المروق يدل على أنَّ المارقة أقرب إلى الكفر من الإيمان، ومن أصرح ما وجدت فيه ما عند ابن ماجه عن أبي أُمامة: "قد كان هؤلاء مسلمين، فصاروا كفَّاراً، قلت: يا أبا أمامة، هذا شيء تقوله؟ قال: بل سمعته من رسول الله ﷺ." قال الحافظ محمد بن إبراهيم اليماني في ''إيثار الحق'' (ص: ۴۲۱): وإسناده حسن. وحسنه الترمذي مختصراً.[1]

''حق یہ ہے کہ حدیث المروق اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ المارقة یعنی دین سے نکلنے والے ایمان کی بجائے کفر کے زیادہ قریب ہیں اور اس

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملهم، ۵: ۱۵۴

بارے میں جو کچھ میں نے ذخیرہ احادیث میں پایا اس میں سب سے زیادہ صریح ابن ماجہ میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں انہوں نے فرمایا: یہ خوارج پہلے مسلمان تھے، پھر کافر ہو گئے۔ تو حضرت ابو غالب نے پوچھا: اے ابو امامہ! یہ بات آپ اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: (نہیں) بلکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشادِ گرامی سنا ہے۔ حافظ محمد بن ابراہیم یمانی نے ''إیثار الحق (ص: ۴۲۱)'' میں فرمایا ہے: اس کی اسناد حسن ہیں اور امام ترمذی نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے۔''

علامہ شبیر احمد عثمانی احادیث مبارکہ کی روشنی میں خوارج کے واجب القتل ہونے پر اپنا موقف یوں لکھتے ہیں:

ويؤيّد القول المذكور الأمر بقتلهم مع ما تقدم من حديث ابن مسعود: ''لا يحل قتل امرئ مسلم إلّا بإحدى ثلاث'' وفيه: ''التارك لدينه: المفارق للجماعة'' وورد في بعض الروايات الصحيحة: ''المارق من الدين، التارك للجماعة.''[1]

''حضور ﷺ کا ان کے قتل کا حکم دینا بھی اسی قولِ مذکور کی تائید کرتا ہے، اس کے باوجود کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جو پہلے بیان کی گئی کہ ''کسی مسلمان آدمی کا قتل حلال نہیں سوائے تین میں سے کسی ایک صورت کے۔'' سو اس حدیث میں ہے کہ ''جو اپنے دین کے خلاف بغاوت کرنے والا ہو اور جو مسلمانوں کی جماعت سے جدا ہونے والا ہو' اور بعض صحیح روایات میں آیا ہے کہ '' دین سے نکلنے والا اور مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑنے والا ہو۔''

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملهم، ۵: ۱۵۴

اِس کے بعد علامہ شبیر احمد عثمانی خوارج کو قتل کرنے کے جواز پر حنابلہ کا موقف بیان کرتے ہوئے اپنی رائے یوں دیتے ہیں:

الظاهر عندي درايةً وروايةً قول أهل الحديث، أما روايةً: فقوله ﷺ: ''فأين لقيتموهم فاقتلوهم'' وأما قول علي رضی اللہ عنہ: فمعناه أن الإنكار على الإمام والطعن فيه لا يوجب قتلاً، حتى ينزع يده من الطاعة، فيكون باغياً، أو قاطع الطريق. (۱)

''میرے نزدیک روایتاً اور درایتاً ائمہ حدیث کا قول واضح ہے۔ رہا حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد **فأين لقيتموهم فاقتلوهم**، اور حضرت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ (مذکورہ بالا) قول، تو اس کا معنی یہ ہے کے حکمران کا انکار اور اس پر طعنہ زنی قتل کو واجب نہیں کرتے، جب تک کہ وہ حکومت کی اتھارٹی کو تسلیم کرنے سے انکار نہ کر دے اور باغی یا راہ زن نہ ہو جائے۔''

آخر میں علامہ شبیر احمد عثمانی بحث کو سمیٹتے ہوئے اپنا اور علامہ انور شاہ کشمیری کا موقف دہراتے ہیں:

وقال في موضع آخر من رسالته بعد سرد الأحاديث: "فخرج من هذه الأحاديث بهذا الوجه وجه من كفرهم من أهل الحديث، وقد نسبه "السندي رحمه الله على سنن النسائي'' إليهم، وهو قول فحل، وكذا نسبه في "فتح القدير" إليهم، وخرج عدم الفرق بين الجحُود والتأويل في القطعيات. والله سبحانه و تعالى أعلم. وخرج أن الكفر قد يلزم من حيث لا يدري، مع ما يحقر أحدكم صلاته، وصيامه مع صلاتهم وصيامهم، وأعماله مع

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملهم، ۵: ۱۵۵

أعمالهم، وليست قراء ته إلى قراء تهم شيئاً، فخذ هذه الجمل النبوية أصلاً في مسألة التكفير، فهي كأحرف القرآن، كلها شاف كاف.(۱)

''اور آپ نے اپنے مقالے میں کسی ایک مقام پر ان احادیث کو بیان کرنے کے بعد لکھا ہے: پس ان احادیث سے اس توجیہ کے ساتھ ائمہ حدیث کا بیان کردہ وہ سبب مستنبط ہوتا ہے جنہوں نے ان (خوارج) کو کافر قرار دیا۔ اسی طرح امام سندی نے سنن نسائی پر اپنے حاشیہ میں بھی کفر کو ان کی طرف منسوب کیا ہے، اور یہ ایک مضبوط قول ہے۔ اسی طرح انہوں نے ''فتح القدیر'' میں کفر کو انہی کی طرف منسوب کیا ہے۔ یاد رہے کہ قطعی عقائد میں تاویل اور جحود (انکار) کے درمیان فرق کا نہ ہونا بھی انہی احادیث سے مستنبط ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بہتر علم رکھنے والا ہے۔ اور یہ چیز بھی مستنبط ہوتی ہے کہ کفر کبھی کبھی اِس طرح لازم آ جاتا ہے جس کا پتہ بھی نہیں چلتا، اس کے باوجود کہ جن کی نماز کے ساتھ تم میں سے ہر کوئی اپنی نماز کو حقیر جانتا ہے اور جن کے روزوں کے ساتھ اپنے روزے کو حقیر جانتا ہے اور جن کے اعمال کے ساتھ اپنے اعمال کو حقیر جانتا ہے اور جن کی قراءت کے مقابلہ میں اس کی قراءت کچھ بھی نہیں۔ پس اس مسئلہ تکفیر میں حضور نبی اکرم ﷺ کے یہ جملے قرآن کے حروف کی طرح حکم صادر کرنے میں کافی و شافی ہیں۔''

گویا علامہ انور شاہ کاشمیری اور علامہ شبیر احمد عثمانی کی مفصل تحقیق سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ان کے نزدیک بھی خوارج اور ان کی راہ پر چلنے والے لوگ دین سے خارج ہیں۔ کیونکہ انہوں نے دینی تعلیمات کو مسخ کیا اور دین میں نئی نئی بدعات ایجاد کی ہیں اور ان خیالات اور اَعمال کو دین قرار دے دیا جن کا حضور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملهم، ۵: ۱۵٦

کرام رضی اللہ عنہم کے قول و عمل سے کوئی تعلق نہیں۔

غور کیا جائے تو آج اسلام کے نام پر جو اِنتہاء پسندی اور دہشت گردی ہو رہی ہے اس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ موجودہ دور میں لوگوں کا قتل عام، عورتوں اور بچوں کی بہیمانہ ہلاکت، جہاد کا معنی و مفہوم، شرعی شرائط اور تقاضے سمجھے بغیر اِسے ہر ایک پر واجب قرار دے دینا، مُردوں کو قبروں سے نکال کر ان کی بے حرمتی کرنا، صالحین کے مقابر کو تباہ کرنا، مساجد اور عبادت گاہیں مسمار کرنا اور اپنے مخالف نظریات کے حامل عامۃ المسلمین پر کفر و شرک کے فتوے لگانا اور مسلم و غیر مسلم پُر امن انسانی آبادیوں کو تباہ و برباد کرنا اور خودکش حملوں کے ذریعے انسانی جانوں کو لقمہ اجل بنانا (یہ سب کچھ) خوارج کے نظریات اور کردار کا ہی تسلسل ہے۔

مآخذ و مراجع

۱۔ القرآن الحکیم۔

(۲)تفسیر القرآن

۲۔ **طبری**، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد (۲۲۴-۳۱۰ھ/ ۸۳۹-۹۲۳ء)۔ **جامع البیان فی تفسیر القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۵ھ۔

۳۔ **ابن ابی حاتم**، ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد ادریس رازی (۲۴۰-۳۲۷ھ/ ۸۵۴-۹۳۸ء)۔ **تفسیر القرآن العظیم**۔ صیدا، لبنان: المکتبۃ العصریہ۔

۴۔ **نحاس**، ابو جعفر احمد بن محمد بن اسماعیل (م ۳۳۸ھ)۔ **معاني القرآن الکریم**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: جامعہ ام القریٰ، ۱۴۰۹ھ۔

۵۔ **سمرقندی**، ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم حنفی (۳۳۳-۳۷۳ھ)۔ **بحر العلوم (تفسیر السمرقندي)**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۶۔ **زمخشری**، جار اللہ ابو القاسم محمود بن عمر بن محمد خوارزمی (۴۶۷-۵۳۸ھ)۔ **الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل**۔ بیروت، لبنان: دار إحیاء التراث۔

۷۔ **قرطبی**، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرح (۶۷۱ھ)۔ **الجامع لأحکام القرآن والمبین لما تضمن من السنۃ وآي الفرقان**۔ قاہرہ، مصر: دار الشعب، ۱۳۷۲ھ۔

۸۔ **خازن**، علی بن محمد بن ابراہیم بن عمر بن خلیل (۶۷۸-۷۴۱ھ/ ۱۲۷۹-۱۳۴۰ء)۔ **لباب التأویل في معانی التنزیل**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

٩۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن زرع بصروی (٧٠١-٧٧۴ھ/ ١٣٠١-١٣٧٣ء)۔ **تفسیر القرآن العظیم**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ١۴٠١ھ۔

١٠۔ **ابو حفص الحنبلی**، سراج الدین عمر بن علی بن عادل دمشقی۔ **اللباب في علوم الکتاب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ١۴١٩ھ/ ١٩٩٨ء۔

١١۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (٨۴٩-٩١١ھ/ ١۴۴۵-١۵٠۵ء)۔ **الدر المنثور في التّفسیر بالمأثور**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ١٩٩٣ء۔

١٢۔ **قاضی ثناء اللہ پانی پتی** (١٢٢۵ھ)۔ **التفسیر المظھری**۔ کوئٹہ، پاکستان: بلوچستان بک ڈپو۔

(٣) الحدیث

١٣۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (١٩۴-٢۵٦ھ/٨١٠-٨٧٠ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، الیمامہ، ١۴٠٧ھ/ ١٩٨٧ء

١۴۔ **مسلم**، ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد قشیری نیشاپوری (٢٠٦-٢٦١ھ/٨٢١-٨٧۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

١۵۔ **نسائی**، ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی (٢١۵- ٣٠٣ھ/٨٣٠-٩١۵ء)۔ **السنن الکبری**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١۴١١ھ/١٩٩١ء۔

١٦۔ **ابو داؤد**، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (٢٠٢-٢٧۵ھ/ ٨١٧-٨٨٩ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ١۴١۴ھ/١٩٩۴ء

١٧۔ **ابن ماجہ**، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (٢٠٧-٢٧۵ھ/ ٨٢۴-٨٨٧ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۱۸۔ **مالک**، ابنِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اصبحی (۹۳-۱۷۹ھ/ ۷۱۲-۷۹۵ء)۔ **الموطأ**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۱۹۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ شیبانی (۱۶۴-۲۴۱ھ/۷۸۰-۸۵۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی للطباعۃ والنشر، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۲۰۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ بن محمد (۱۶۴-۲۴۱ھ/۷۸۰-۸۵۵ء)۔ **فضائل الصحابۃ**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۲۱۔ اَزدی، معمر بن راشد (م ۱۵۱ھ)۔ **الجامع**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

۲۲۔ **طیالسی**، ابو داؤد سلیمان بن داؤد جارود (۱۳۳-۲۰۴ھ/ ۷۵۱-۸۱۹ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۲۳۔ **عبد الرزاق**، ابو بکر بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶-۲۱۱ھ/ ۷۴۴-۸۲۶ء)۔ **المصنف**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

۲۴۔ **ابن ابی شیبہ**، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ الکوفی (۱۵۹-۲۳۵ھ/۷۷۶-۸۴۹ء)۔ **المصنف**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

۲۵۔ **ابن ابی عاصم**، ابوبکر عمرو بن ابی عاصم ضحاک شیبانی (۲۰۶-۲۸۷ھ/۸۲۲-۹۰۰ء)۔ **السنۃ**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۰ھ۔

۲۶۔ **نعیم بن حماد**، ابو عبد اللہ مروزی (م ۲۸۸ھ)۔ **الفتن**۔ قاہرہ، مصر: بیروت، لبنان: مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، ۱۴۰۸ھ۔

۲۷۔ **عبد اللہ بن احمد**، ابنِ محمد بن حنبل شیبانی (۲۱۳-۲۹۰ھ)۔ **السنۃ**۔ دمام: دار ابن القیم، ۱۴۰۶ھ۔

۲۸۔ **بزار**، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بصری (۲۱۵-۲۹۲ھ/۸۳۰-۹۰۵ء)۔ المسند (البحر الزخار)۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ علوم القرآن، ۱۴۰۹ھ۔

۲۹۔ **ابو یعلیٰ**، احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰-۳۰۷ھ/۸۲۵-۹۱۹ء)۔ المسند۔ دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔

۳۰۔ **رویانی**، ابو بکر محمد بن ہارون رازی طبری (م ۳۰۷ھ)۔ مسند الصحابۃ المعروف بہ: مسند الرویانی۔ قاہرہ، مصر: مؤسسہ قرطبہ، ۱۴۱۶ھ۔

۳۱۔ **ابن خزیمہ**، ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ سلمی نیشاپوری، (۲۲۳-۳۱۱ھ/۸۳۸-۹۲۴ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء۔

۳۲۔ **خلال**، ابوبکر احمد بن محمد بن ہارون بن یزید (۲۳۴-۳۱۱ھ)۔ السنۃ۔ ریاض، سعودی عرب: دار الرایہ، ۱۴۱۰ھ۔

۳۳۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰-۳۶۰ھ/۸۷۳-۹۷۰ء)۔ المعجم الصغیر۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء

۳۴۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰-۳۶۰ھ/۸۷۳-۹۷۱ء)۔ المعجم الأوسط۔ قاہرہ، مصر: دار الحرمین، ۱۴۱۵ھ۔

۳۵۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰-۳۶۰ھ/۸۷۳-۹۷۰ء)۔ المعجم الکبیر۔ موصل، عراق: مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۳۶۔ **حاکم**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱-۴۰۵ھ/۹۳۳-۱۰۱۴ء)۔ المستدرک علی الصحیحین۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ،

۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء۔

۳۷۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴-۴۵۸ھ/۹۹۴-۱۰۶۶ء)۔ السنن الکبری۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۳۸۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی (۲۷۰-۳۵۴ھ/۸۸۴-۹۶۵ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۳۹۔ **دیلمی**، ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی الھمذانی (۴۴۵-۵۰۹ھ/۱۰۵۳-۱۱۱۵ء)۔ الفردوس بمأثور الخطاب۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء۔

۴۰۔ **منذری**، ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱-۶۵۶ھ/۱۱۸۵-۱۲۵۸ء)۔ الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۴۱۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵-۸۰۷ھ/۱۳۳۵-۱۴۰۵ء)۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث + بیروت، لبنان: دارالکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء۔

۴۲۔ **کنانی**، احمد بن ابی بکر بن اِسماعیل (۷۶۲-۸۴۰ھ)۔ مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه۔ بیروت، لبنان، دارالعربیۃ، ۱۴۰۳ھ۔

۴۳۔ **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)۔ ھدي الساري مقدمة فتح الباري۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔

۴۴۔ **عبد الحق محدث دہلوی**، شیخ (۹۵۸-۱۰۵۲ھ/۱۵۵۱-۱۶۴۲ء)۔ أشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ المصابیح۔ سکھر، پاکستان: مکتبہ نوریہ رضویہ، ۱۹۷۶ء۔

۴۵۔ **البانی**، محمد ناصر الدین (۱۳۳۳-۱۴۲۰ھ/۱۹۱۴-۱۹۹۹ء)۔ سلسلة الأحادیث الصحیحة۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

(۴) شروحات الحدیث

۴۶۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر النمری، (۳۶۸-۴۶۳ھ/۹۷۹-۱۰۷۱ء)۔ التمهید لما في الموطا من المعاني والأسانید۔ مغرب (مراکش): وزارت عموم الأوقاف، ۱۳۸۷ھ۔

۴۷۔ **قاضی عیاض**، ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ یحصبی (۴۷۶-۵۴۴ھ/۱۰۸۳-۱۱۴۹ء)۔ إكمال المعلم بفوائد مسلم۔ بیروت، لبنان: دار الوفا للطباعہ والنشر والتوزیع، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء۔

۴۸۔ **ابو العباس قرطبی**، ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم (۵۷۸-۶۵۶ھ)۔ المفهم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار ابن کثیر، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء۔

۴۹۔ **نووی**، ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف بن مری (۶۳۱-۶۷۶ھ)۔ شرح النووي علی صحیح مسلم۔ بیروت، لبنان: دار إحیاء التراث، ۱۳۹۲ھ۔

۵۰۔ **ابن حجر عسقلانی**، ابو الفضل احمد بن علی بن حجر کنانی شافعی (۷۷۳-۸۵۲ھ/۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)۔ فتح الباري شرح صحیح البخاري۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۷۹ھ۔

۵۱۔ **عینی**، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود (۷۶۲-۸۵۵ھ/۱۳۶۱-۱۴۵۱ء)۔ عمدة القاری شرح صحیح

البخاری۔ بیروت، لبنان: دار اِحیاء التراث العربی

۵۲۔ **قسطلانی**، ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن محمد بن حسین بن علی (۸۵۱-۹۲۳ھ/ ۱۴۴۸-۱۵۱۷ء)۔ إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۵۳۔ **ملا علی قاری**، علی بن سلطان محمد نور الدین حنفی (م ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۶ء)۔ مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح۔ ملتان، پاکستان: مکتبہ امدادیہ۔

۵۴۔ **مبارک پوری**، ابو العلاء محمد عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم (۱۲۸۳-۱۳۵۳ھ)۔ تحفة الأحوذي في شرح جامع الترمذي۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۵۵۔ **شبیر احمد عثمانی**، شبیر احمد بن فضل الرحمان ہندی (۱۳۰۵-۱۳۶۹ھ/ ۱۸۸۹-۱۹۴۹ء)۔ فتح الملهم بشرح صحيح الإمام مسلم۔ دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء۔

(۵) أسماء الرجال

۵۶۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴-۲۵۶ھ/ ۸۱۰-۸۷۰ء)۔ التاريخ الكبير۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء۔

۵۷۔ **ذہبی**، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳-۷۴۸ھ/ ۱۲۷۴-۱۳۴۸ء)۔ سير أعلام النبلاء۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۳ھ۔

۵۸۔ **ابن حجر عسقلانی**، ابو الفضل احمد بن علی کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)۔ تهذيب التهذيب۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۴ھ۔

۵۹۔ **ابن حجر عسقلانی**، ابو الفضل احمد بن علی کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)۔ الإصابة في تمييز الصحابة۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ۔

(٦) الفقه و أصول الفقه

٦٠۔ **مالک**، ابن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اُصبحی (۹۳-۱۷۹ھ/ ۷۱۲-۷۹۵ء)۔ المدونة الکبری۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

٦١۔ **شافعی**، ابو عبد اللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع قرشی (۱۵۰-۲۰۴ھ/ ۷٦۷-۸۱۹ء)۔ الأم۔ بیروت لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۹۳ھ۔

٦۲۔ **مروزی**، ابو عبد اللہ محمد بن نصر بن الحجاج (۲۰۲-۲۹۴ھ)۔ تعظیم قدر الصلاۃ۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الدار، ۱۴۰٦ھ۔

٦۳۔ **ماوردی**، ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب بصری (۳٦۴-۴۵۰ھ)۔ الأحکام السلطانیة۔ بیروت لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

٦۴۔ **سرخسی**، شمس الدین (م۴۸۳ھ)۔ کتاب المبسوط۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

٦۵۔ **کاسانی**، علاء الدین (م ۵۸۷ھ)۔ بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۹۸۲ء۔

٦٦۔ **مرغینانی**، ابو الحسن علی بن ابو بکر بن عبد الجلیل (۵۱۱-۵۹۳ھ)۔ الهدایة شرح البدایة۔ بیروت، لبنان: المکتبۃ الاسلامیہ۔

٦۷۔ **ابن قدامہ**، ابو محمد عبد اللہ بن احمد المقدسی (۵۴۱-٦۲۰ھ)۔ المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل الشیباني۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۵ھ۔

٦۸۔ **نووی**، ابو زکریا محی الدین یحیٰ بن شرف (م ٦۷٦ھ)۔ روضة الطالبین وعمدة المفتین۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۵ھ۔

٦۹۔ **شاطبی**، ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ بن محمد اللخمی الغرناطی (م ۷۹۰ھ)۔ الاعتصام۔ مصر: المکتبۃ التجاریۃ۔

۷۰۔ **ابن مفلح**، ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ حنبلی (۸۱۶-۸۸۴ھ)۔ **المبدع في شرح المقنع**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی۔

۷۱۔ **ابن نجیم**، زین بن ابرہیم بن محمد بن محمد بن محمد بن بکر حنفی (۹۲۶-۹۷۰ھ)۔ **البحر الرائق شرح کنز الدقائق**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۷۲۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۲۵۵ھ)۔ **نیل الأوطار شرح منتقی الأخبار**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۹۷۳ء۔

۷۳۔ **ابن عابدین شامی**، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴-۱۳۰۶ھ)۔ **رد المحتار علی الدر المختار علی تنویر الأبصار**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۸۶ھ۔

۷۴۔ **عبد الرحمٰن جزیری**۔ **الفقه علی المذاهب الأربعة**۔ بیروت، لبنان: دار إحیاء التراث العربي۔

۷۵۔ **فوزان**، صالح بن فوزان بن عبد اللہ۔ **الجهاد و ضوابطة الشرعية**۔

(۷) السیرۃ

۷۶۔ **قاضی عیاض**، ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ یحصبی (۴۷۶-۵۴۴ھ/۱۰۸۳-۱۱۴۹ء)۔ **الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربي۔

(۸) العقائد

۷۷۔ **ابو حنیفہ**، امامِ اعظم نعمان بن ثابت (۸۰-۱۵۰ھ)۔ **الفقه الأبسط** (مجموعة العقيدة وعلم الكلام للشيخ زاهد الكوثری)۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء۔

۷۸۔ **طحاوی**، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ (۲۲۹-۳۲۱ھ/ ۸۵۳-۹۳۳ء)۔ **العقیدة الطحاویة**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۷۹۔ **آجری**، ابو بکر محمد بن حسین بن عبد اللہ (م ۳٦۰ھ)۔ **الشریعة**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الوطن، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۸۰۔ **شہرستانی**، ابو الفتح محمد بن عبدالکریم بن ابی بکر احمد (۴۷۹-۵۴۸ھ)۔ **الملل والنحل**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفة، ۲۰۰۱ء۔

۸۱۔ **ابن تیمیہ**، ابو العباس احمد بن عبد الحلیم حرانی (٦٦۱-۷۲۸ھ/ ۱۲٦۳-۱۳۲۸ء)۔ **النبوات**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۸۲۔ **ابن ابی العز**، صدر الدین محمد بن علاء الدین حنفی اذرعی صالحی دمشقی (۷۳۱-۷۹۲ھ)۔ **شرح العقیدة الطحاویة**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۸۳۔ **عبد القاہر بغدادی**، ابو منصور بن طاہر بن محمد (م ۴۲۹ھ/ ۱۰۳۷ء)۔ **الفرق بین الفرق وبیان الفرقة الناجیة**۔ بیروت، لبنان: دار الآفاق الجدیدة، ۱۹۷۷ء۔

۸۴۔ **عبد العزیز محدث دہلوی** (م۱۲۲۹ھ)۔ **تحفة اثنا عشریة**۔ استنبول، ترکی: مکتبة الحقیقة، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

(۹) الفتاوی

۸۵۔ **ابن تیمیہ**، ابو العباس احمد بن عبد الحلیم حرانی (٦٦۱-۷۲۸ھ/ ۱۲٦۳-۱۳۲۸ء)۔ **مجموع الفتاوی**۔ مکتبہ ابن تیمیہ۔

۸٦۔ **ابن علاء**، عالم بن العلاء انصاری دہلوی حنفی (م ۷۸٦ھ)۔ **الفتاوی التاتارخانیة فی الفقه الحنفی**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیة، ۲۰۰۵ء۔

۸۷۔ **ابن بزاز**، محمد بن محمد بن شہاب کردری (۸۲۷ھ)۔ **الفتاوٰی البزازیة علی**

هامش الفتاوٰی العالمکیریة۔ بیروت، لبنان: دار المعرفة،۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء۔

۸۸۔ **احمد رضا،** محدثِ ہند ابنِ نقی علی خاں قادری (۱۲۷۲-۱۳۴۰ھ/ ۱۸۵۶-۱۹۲۱ء)۔ العطایا النبویة في الفتاویٰ الرضویة۔ لاہور، پاکستان: رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، ۱۹۹۱ء۔

۸۹۔ **فہد الحصین**۔ الفتاوی الشرعیة في القضایا العصریة۔

(۱۰) التصوف

۹۰۔ **ابونعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶-۴۳۰ھ/ ۹۴۸-۱۰۳۸ء)۔ حلیة الأولیاء وطبقات الأصفیاء۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

(۱۱) التاریخ

۹۱۔ **طبری**، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴-۳۱۰ھ/۸۳۹-۹۲۳ء)۔ تاریخ الأمم و الملوک۔ بیروت، لبنان، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۹۲۔ **خطیب بغدادی،** ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد (۳۹۲-۴۶۳ھ/ ۱۰۰۳-۱۰۷۱ء)۔ تاریخ بغداد۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۹۳۔ **ابن اثیر،** ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم شیبانی جزری (۵۵۵-۶۳۰ھ/ ۱۱۶۰-۱۲۳۳ء)۔ الکامل في التاریخ۔ بیروت، لبنان: دار صادر، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۹۴۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر (۷۰۱-۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱-۱۳۷۳ء)۔ البدایة و النهایة۔ بیروت، لبنان: مکتبہ المعارف۔

A. قرآنیات

01. عرفانُ القرآن (اُردو ترجمہ قرآنِ حکیم)
02. تفسیر منہاجُ القرآن (سورۃُ الفاتحہ، جزو اوّل)
03. تفسیر منہاجُ القرآن (سورۃُ البقرہ)
04. حکمتِ اِستعاذہ
05. تسمیۃُ القرآن
06. معارِفُ الکوثر
07. فلسفۂ تسمیہ
08. معارفِ اِسم اللہ
09. مَناھِجُ العرفان فی لفظِ القرآن
10. لفظِ ربُّ العالمین کی علمی و سائنسی تحقیق
11. صفتِ رحمت کی شانِ اِمتیاز
12. اَسمائے سورۂ فاتحہ
13. سورۂ فاتحہ اور تصورِ ہدایت
14. اُسلوبِ سورۂ فاتحہ اور نظامِ فکر و عمل
15. سورۂ فاتحہ اور تعلیماتِ طریقت
16. سورۂ فاتحہ اور اِنسانی زندگی کا اِعتقادی پہلو
17. شانِ اَوّلیت اور سورۂ فاتحہ
18. سورۂ فاتحہ اور حیاتِ اِنسانی کا عملی پہلو (تصورِ عبادت)
19. سورۂ فاتحہ اور تعمیرِ شخصیت
20. فطرت کا قرآنی تصوّر
21. تربیت کا قرآنی منہاج
22. لا إکراہ فی الدین کا قرآنی فلسفہ
23. ''کنز الایمان'' کی فنی حیثیت
24. معارِفِ آیۃ الکرسی
25. العِرفَانُ فِي فَضَائِلِ وَآدَابِ الْقُرآنِ
26. اَلتِّبيَان فِي فَضْلِ بَعْضِ سُوَرِ الْقُرآن ﴿قرآن حکیم کی منتخب سورتوں کے فضائل﴾
27. التصوّر الإسلامی لطبیعةِ البشریة
28. نهجُ التربیةِ الإجتماعیةِ فی القرآن الکریم
29. Irfan-ul-Qur'an (English Translation of the Holy Qur'an)
30. Qur'anic Concept of Human Guidance
31. Islamic Concept of Human Nature

B. الحدیث

32. اَلْخُطْبَةُ السَّدِيْدَة فِي أُصُوْلِ الْحَدِيْثِ وَفُرُوْعِ الْعَقِيْدَة
33. العَبْدِيَّة فِي الْحَضْرَةِ الصَّمَدِيَّة ﴿بارگاہِ الٰہی سے تعلقِ بندگی﴾
34. الْبَيَان فِي رَحْمَةِ الْمَنَّان ﴿رحمتِ الٰہی پر اِیمان اَفروز احادیثِ مبارکہ کا مجموعہ﴾
35. مُخْتَصَرُ الْمِنْهَاجِ السَّوِيّ مِنَ الْحَدِيْثِ النَّبَوِيّ ﴿عربی متن، اُردو ترجمہ اور تحقیق و تخریج﴾
36. هِدَايَةُ الْأُمَّة عَلَى مِنْهَاجِ الْقُرآنِ وَالسُّنَّة (الجزء الأوّل): اُمتِ محمدیہ کے لیے قرآن و حدیث سے ضابطہ رُشد و ہدایت
37. جَامِعُ السُّنَّة فِيمَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ آخرُ الأمَّة

﴿کِتَابُ الْمَنَاقِب﴾ (اَنبیاء کرام، اہلِ بیتِ اَطہار، صحابہ کرام اور اَولیاء و صالحین کے فضائل و مناقب مع عربی متن، اُردو ترجمہ و تحقیق وتخریج)

38. الأربعین فی فضائلِ النبی الأمین ﷺ ﴿حضور نبی اکرم ﷺ کے فضائل ومناقب﴾

39. اَلْمَکَانَةُ الْعَلِيَّة فِي الْخَصَائِصِ النَّبَوِيَّة ﴿حضور نبی اکرم ﷺ کے نبوی خصائصِ مبارکہ﴾

40. اَلْمِيْزَاتُ النَّبَوِيَّة فِي الْخَصَائِصِ الدُّنْيَوِيَّة ﴿حضور نبی اکرم ﷺ کے دُنیوی خصائصِ مبارکہ﴾

41. اَلْعَظَمَةُ النَّبَوِيَّة فِي الْخَصَائِصِ الْبَرْزَخِيَّة ﴿حضور نبی اکرم ﷺ کے برزخی خصائصِ مبارکہ﴾

42. اَلْفُتُوْحَاتُ النَّبَوِيَّة ﷺ فِي الْخَصَائِصِ الأُخْرَوِيَّة ﴿حضور نبی اکرم ﷺ کے اُخروی خصائصِ مبارکہ﴾

43. اَلْجَوَاهِرُ النَّقِيَّة فِي الشَّمَائِلِ النَّبَوِيَّة ﴿شمائلِ مصطفیٰ ﷺ کا تذکرہ﴾

44. اَلْمَطَالِبُ السَّنِيَّة فِي الْعَادَاتِ النَّبَوِيَّة ﴿عادات ومعمولاتِ مصطفیٰ ﷺ کا تذکرہ﴾

45. اَلْوَفَا فِي رَحْمَةِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى ﷺ ﴿جمیع خلق پر حضور نبی اکرم ﷺ کی رحمت و شفقت﴾

46. بُشریٰ للمؤمنین فی شفاعةِ سیدِ المرسلین ﷺ ﴿شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ پر منتخب اَحادیثِ مبارکہ﴾

47. البدر التمام فی الصلوٰة علیٰ صاحبِ الدُّنُوّ والمقام ﷺ ﴿درود شریف کے فضائل و برکات﴾

48. کَشْفُ الْأَسْرَار فِي مَحَبَّةِ الْمَوْجُوْدَاتِ لِسَيِّدِ الْأَبْرَار ﷺ ﴿حضور ﷺ سے حیوانات، نباتات اور جمادات کی محبت﴾

49. عُمْدَةُ الْبَيَان فِي عَظَمَةِ سَيِّدِ وَلَدِ عَدْنَان ﷺ ﴿حضور نبی اکرم ﷺ کی عظمت اور اِختیارات﴾

50. النِّعْمَةُ الْعُلْيَا عَلٰى أَوَّلِ الْخَلْقِ وَآخِرِ الْأَنْبِيَاء ﷺ ﴿حضور ﷺ کا شرفِ نبوت اور اَوّلیتِ خلقت﴾

51. رَاحَةُ الْقُلُوْب فِي مَدْحِ النَّبِيِّ الْمَحْبُوْبِ ﷺ ﴿مدحت ونعتِ مصطفیٰ ﷺ پر منتخب آیات و احادیث﴾

52. اَلصَّفَا فِي التَّوَسُّلِ وَالتَّبَرُّكِ بِالْمُصْطَفَى ﷺ ﴿حضور نبی اکرم ﷺ سے توسّل اور تبرک﴾

53. أَحْسَنُ السُّبُل فِي مَنَاقِبِ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُل ﴿اَنبیاء ورُسل کے فضائل و مناقب﴾

54. العِقد الثّمین في مناقب أمهات المؤمنین ﴿اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کے فضائل و مناقب﴾

55. الدرة البیضاء فی مناقب فاطمة الزهراء سلام اللہ علیها ﴿سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کے فضائل ومناقب﴾

56. مرج البحرین فی مناقب الحسنین علیهما السلام ﴿حسنین کریمین علیہما السلام کے

فضائل ومناقب﴾

57. السیف الجلی علٰی منکر ولایة علی علیه السلام ﴿اِعلانِ غدیر﴾

58. القول المعتبر فی الإمام المنتظر علیه السلام ﴿امام مہدی علیه السلام﴾

59. اَلنَّجَابَةُ فِيْ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ وَالْقَرَابَةِ ﴿صحابہ کرام و اہلِ بیت اَطہار رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب﴾

60. الإجابة في مناقب القرابة ﴿اہلِ بیتِ اطہار سلام اللہ علیہم کے فضائل ومناقب﴾

61. الإنابة في مناقب الصّحابة ﴿صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب﴾

62. القول الوثیق فی مناقب الصدیق رضی اللہ عنہ ﴿سیدنا صدیقِ اَکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب﴾

63. القَوْلُ الصَّوَاب فِي مَنَاقِب عُمَرَ بنِ الخَطَّاب رضی اللہ عنہ ﴿سیدنا فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب﴾

64. رَوْضُ الجِنَان فِي مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّان رضی اللہ عنہ ﴿سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب﴾

65. كَنْزُ الْمَطَالِبِ فِيْ مَنَاقِبِ عَلِيّ بْنِ أَبِيْ طَالِب رضی اللہ عنہ ﴿سیدنا علی کرم اللہ وجهه کے فضائل ومناقب﴾

66. روضة السّالكين في مناقب الأولياء والصّالحين ﴿اَولیاء و صالحین کے فضائل ومناقب﴾

67. الكنز الثمين فی فضيلة الذكر والذاكرين ﴿ذِکرِ اِلٰہی اور ذاکرین کے فضائل﴾

68. البَيِّنَاتُ فِي الْمَنَاقِبِ وَالْكَرَامَاتِ ﴿فضائل و کرامات ...... اَحادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں﴾

69. اَلْمَنَاهِلُ الصَّفِيَّة فِي شَرَفِ الْأُمَّةِ الْمُحَمَّدِيَّة صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ﴿اُمتِ محمدیہ کا شرف اور فضیلت﴾

70. تَكْمِيْلُ الصَّحِيْفَة بِأَسَانِيْدِ الْحَدِيْث فِي الإمام أبي حَنِيْفَة رضی اللہ عنہ

71. الأنوارُ النَّبَوِيَّة فِي الأسانيدِ الْحَنَفِيَّة (مَعَ أُحادِياتِ الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ)

72. النَّجَاة فِي إِقَامَةِ الصَّلاَة ﴿فضائلِ نماز پر منتخب آیات و احادیث اور آثار و اَقوال﴾

73. الصَّـلاَةُ عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ فِي ضَوءِ السُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ ﴿حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقۂ نماز﴾

74. التَّصْرِيْحُ فِي صَلَاةِ التَّرَاوِيْحِ ﴿بیس رکعت نمازِ تراویح کا ثبوت﴾

75. الدُّعَاءُ وَالذِّكْرُ بَعْدَ الصَّلَاةِ ﴿نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے اور ذکر بالجہر کرنے پر مجموعہ آیات و اَحادیث﴾

76. الإِنْعَام فِي فَضْلِ الصِّيَامِ وَالْقِيَام ﴿روزہ اور قیام اللیل کی فضیلت پر منتخب آیات و احادیث﴾

77. الإِنْتِبَاهُ لِلْخَوَارِجِ وَالْحَرُوْرَاءِ ﴿گستاخانِ رسول ...... اَحادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں﴾

78. اللُّبَابُ فِي الْحُقُوْقِ وَالآدَابِ ﴿اِنسانی حقوق و آداب ...... اَحادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں﴾

79. اَلنَّجَاح فِي أَعْمَالِ الْبِرّ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلَاح

80. مِنْهَاجُ السَّلَامَة فِي الدَّعْوَةِ إِلَى الْإِقَامَة ﴿إقامتِ دین اور اَمن وسلامتی کی راہ﴾

81. تُحْفَةُ النُّقَبَاء فِي فَضِيْلَةِ الْعِلْمِ وَالْعُلَمَاء ﴿فروغِ علم وشعور کی اَہمیت وفضیلت﴾

82. أَحْسَنُ الصَّنَاعَة فِي إِثْبَاتِ الشَّفَاعَة ﴿عقیدۂ شفاعت: اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں﴾

83. الْقَولُ الْقَوِيّ في سَمَاعِ الْحَسَنِ عَنْ عَلِيّ رضی اللہ عنہ (عربی)

84. اَلْقَوْلُ الْقَوِيّ فِي سَمَاعِ الْحَسَنِ عَنْ عَلِيّ رضی اللہ عنہ ﴿مع اُردو ترجمہ: اِمام حسن بصریؒ کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور سماع﴾

85. سلسلہ مروياتِ صوفیاء (۱): اَلْمَرْوِيَّاتُ السُّلَمِيَّةُ مِنَ الْأَحَادِيْثِ النَّبَوِيَّة ﴿امام ابو عبد الرحمان محمد السلمیؒ کی مرفوع متصل روایات﴾

86. سلسلہ مروياتِ صوفیاء (۲): اَلْمَرْوِيَّاتُ الْقُشَيْرِيَّةُ مِنَ الْأَحَادِيْثِ النَّبَوِيَّةِ ﴿امام ابو القاسم عبد الکریم القشیریؒ کی مرفوع متصل روایات﴾

87. سلسلہ مروياتِ صوفیاء (۳): اَلْمَرْوِيَّاتُ السُّهْرَوَرْدِيَّةُ مِنَ الْأَحَادِيْثِ النَّبَوِيَّةِ ﴿شیخ شہاب الدین السہر وردیؒ کی مرفوع متصل روایات﴾

88. سلسلہ مروياتِ صوفیاء (٤): مَرْوِيَّاتُ الشَّيْخِ الْأَكْبَرْ مِنْ أَحَادِيْثِ النَّبِيِّ الْأَطْهَر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ﴿شیخ اکبر محی الدین ابن العربیؒ کی مرفوع متصل روایات﴾

89. اَلْمُنْتَقٰى لِأَسَانِيْدِ الْعَسْقَلَانِي إِلَى أَئِمَّةِ التَّصَوُّف وَالْعِلْمِ الرَّبَّانِي

90. سلسلۂ اَربعینات: اَلْعَسَلُ النَّقِيّ فِي أَسْمَاءِ النَّبِيّ ﴿اَسماے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چالیس اَحادیث مبارکہ﴾

91. سلسلۂ اَربعینات: اَلفَوْزُ الْجَلِيّ فِي التَّوَسُّلِ بِالنَّبِيّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ﴿حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل پر چالیس اَحادیث مبارکہ﴾

92. سلسلۂ اَربعینات: اَلشَّرَفُ الْعَلِيّ فِي التَّبَرُّكِ بِالنَّبِيّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ﴿حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اَقدس سے حصولِ برکت پر چالیس اَحادیث مبارکہ﴾

93. سلسلۂ اَربعینات: اَلتَّصَرُّفَاتُ النَّبَوِيَّة فِي الْأُمُوْرِ التَّشْرِيْعِيَّة ﴿تشریعی اُمور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصرفات پر چالیس اَحادیث مبارکہ﴾

94. سلسلۂ اَربعینات: اَلْأَخْبَارُ الْغَيْبِيَّة فِي الْعُلُوْمِ النَّبَوِيَّة ﴿حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان فرمودہ غیب کی خبروں پر مشتمل چالیس اَحادیث مبارکہ﴾

95. سلسلۂ اَربعینات: اَلْعَطَاءُ الْعَمِيْم فِي رَحْمَةِ النَّبِيّ الْعَظِيْم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ﴿رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چالیس اَحادیث مبارکہ﴾

96. سلسلۂ اَربعینات: اَلنُّوْرُ الْمُبِيْن فِي حَيَاةِ

النَّبِيِّ الْأَمِين ﷺ ﴿حضور ﷺ کی حیاتِ برزخی پر چالیس اَحادیث مبارکہ﴾

97. سلسلۂ اَربعینات: اَلْمَنْهَلُ الصَّفِيّ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿زیارتِ قبرِ نبی ﷺ پر چالیس اَحادیث مبارکہ﴾

98. سلسلۂ اَربعینات: اَلْفُتُوحَات فِي الْأَذْكَارِ بَعْدَ الصَّلَوَات ﴿نمازِ پنجگانہ کے بعد اَذکار پر چالیس اَحادیث مبارکہ﴾

99. کتبِ حدیث میں مرویاتِ اِمام اَعظم رضی اللہ عنہ

100. The Ghadir Declaration

101. The Awaited Imam

102. Virtues of Sayyedah Fatimah (سلام اللّٰہ علیہا)

103. Pearls of Remembrance

C. اِیمانیات

104. اَرکانِ اِیمان

105. دینِ اِسلام کے تین درجات ﴿اِسلام، اِیمان اور اِحسان﴾

106. اِیمان اور اِسلام

107. شہادتِ توحید

108. حقیقتِ توحید و رِسالت

109. اِیمان بالرسالت

110. اِیمان بالکتب

111. اِیمان بالقدر

112. اِیمان بالآخرت

113. مومن کون ہے؟

114. منافقت اور اُس کی علامات

115. مومن جي سنجاڻپ

116. Islam and Freedom of Human Will

D. اِعتقادیات

117. کتابُ التّوحید (جلد اوّل)

118. کتابُ التّوحید (جلد دُوُم)

119. کتاب البدعة ﴿بدعت کا صحیح تصور﴾

120. تصورِ بدعت اور اُس کی شرعی حیثیت

121. لفظ بدعت کا اِطلاق (اَحادیث و آثار کی روشنی میں)

122. اَقسامِ بدعت (اَحادیث و اَقوالِ اَئمہ کی روشنی میں)

123. البِدْعَةُ عِنْدَ الْأَئِمَّة وَ الْمُحَدِّثِين (بدعت اَئمہ ومحدثین کی نظر میں)

124. حیاۃُ النبی ﷺ

125. مسئلہ اِستغاثہ اور اُس کی شرعی حیثیت

126. تصورِ اِستعانت

127. کتاب التوسل (وسیلے کا صحیح تصوّر)

128. کتاب الشفاعۃ

129. عقیدۂ علمِ غیب

130. شہرِ مدینہ اور زیارتِ رسول ﷺ

131. اِیصالِ ثواب اور اُس کی شرعی حیثیت

132. خوابوں اور بشارات پر اِعتراضات کا علمی محاکمہ

133. سُنّیت کیا ہے؟

134. منہاجُ العقائد

135. التَّوَسُّل عِنْدَ الأئمَّة وَالْمُحَدِّثِين (توسل: اَئمہ ومحدثین کی نظر میں)

136. عقیدۂ توحید کے سات اُرکان (سورۂ اخلاص کی روشنی میں)
137. مبادیاتِ عقیدۂ توحید
138. عقیدۂ توحید اور غیر اللہ کا تصوّر
139. عقیدۂ توحید اور اِشتراکِ صفات
140. عقائد میں اِحتیاط کے تقاضے
141. تبرک کی شرعی حیثیت
142. زیارتِ قبور
143. وسائطِ شرعیہ
144. تعظیم اور عبادت
145. توحيد جي عقيدي جا ست رُڪن (سورت اخلاص جي روشني ۾)
146. Beseeching for Help (*Istighathah*)
147. Islamic Concept of Intermediation (*Tawassul*)
148. Real Islamic Faith and the Prophet's Status

E. سیرت وفضائلِ نبوی ﷺ

149. مقدّمہ سیرۃُ الرسول ﷺ (حصہ اوّل)
150. مقدّمہ سیرۃُ الرسول ﷺ (حصہ دُوم)
151. سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد دُوم)
152. سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد سوُم)
153. سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد چہارُم)
154. سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد پنجم)
155. سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد ششم)
156. سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد ہفتم)
157. سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد ہشتم)
158. سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد نہم)
159. سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد دہم)
160. سیرتِ نبوی ﷺ کا علمی فیضان
161. سیرتِ نبوی ﷺ کی تاریخی اُہمیت
162. سیرۃُ الرسول ﷺ کی عصری و بین الاقوامی اُہمیت
163. قرآن اور سیرتِ نبوی ﷺ کا نظریاتی و اِنقلابی فلسفہ
164. قرآن اور شمائلِ نبوی ﷺ
165. نورِ محمدی: خِلقت سے وِلادت تک (میلاد نامہ)
166. میلاد النبی ﷺ
167. تاریخِ مولدُ النبی ﷺ
168. مولدُ النبی ﷺ عند الأئمة والمحدّثين (میلاد النبی ﷺ: ائمہ و محدّثین کی نظر میں)
169. کیا میلاد النبی ﷺ منانا بدعت ہے؟
170. معمولاتِ میلاد
171. فلسفۂ معراجُ النبی ﷺ
172. حسنِ سراپائے رسول ﷺ
173. خصائصِ مصطفیٰ ﷺ
174. شمائلِ مصطفیٰ ﷺ
175. برکاتِ مصطفیٰ ﷺ
176. اَسمائے مصطفیٰ ﷺ
177. معارفِ اِسم محمد ﷺ
178. معارفُ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى ﷺ
179. تحفة السرور في تفسير آية نور
180. نور الأبصار بذكر النبي المختار ﷺ
181. تذکارِ رِسالت

182. ذکرِ مصطفیٰ ﷺ (کائنات کی بلند ترین حقیقت)
183. صلوٰۃ و سلام سنتِ اِلٰہیہ ہے
184. فضیلتِ درود و سلام
185. فضیلتِ درود و سلام اور عظمتِ مصطفیٰ ﷺ
186. اِیمان کا مرکز و محور (ذاتِ مصطفیٰ ﷺ)
187. عشقِ رسول ﷺ: وقت کی اَہم ضرورت
188. عشقِ رسول ﷺ اِستحکامِ اِیمان کا واحد ذریعہ
189. غلامیِ رسول: حقیقی تقویٰ کی اَساس
190. تحفظِ ناموسِ رِسالت
191. اَسیرانِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ
192. مطالعہ سیرت کے بنیادی اُصول
193. سیرت کا جمالیاتی بیان (قرآن حکیم کی روشنی میں)
194. سیرۃُ الرسول ﷺ کی دینی اَہمیت
195. سیرۃُ الرسول ﷺ کی آئینی و دستوری اَہمیت
196. سیرۃُ الرسول ﷺ کی ریاستی اَہمیت
197. سیرۃُ الرسول ﷺ کی اِنتظامی اَہمیت
198. سیرۃُ الرسول ﷺ کی علمی و سائنسی اَہمیت
199. سیرۃُ الرسول ﷺ کی شخصی و رِسالتی اَہمیت
200. سیرۃُ الرسول ﷺ کی تہذیبی و ثقافتی اَہمیت
201. سیرۃُ الرسول ﷺ کی اِقتصادی اَہمیت
202. كشف الغطا عن معرفة الأقسام للمصطفى ﷺ
203. مقامِ محمود
204. عالمِ اَرواح کا میثاق اور عظمتِ مصطفیٰ ﷺ
205. روزِ محشر اور شانِ مصطفیٰ ﷺ
206. تعلق بالرِّسالت: آشنائی سے وفا تک
207. Sirat-ur-Rasul ﷺ, vol. 1
208. Greetings and Salutations on the Prophet (ﷺ)
209. Salawat auf den Propheten (ﷺ)

F. ختم نبوت

210. مناظرۂ ڈنمارک
211. عقیدۂ ختمِ نبوت
212. حیات و نزولِ مسیح علیہ السلام اور وِلادتِ اِمام مہدی علیہ السلام (عقیدۂ ختم نبوت کے تناظر میں)
213. عقیدۂ ختمِ نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی
214. مرزائے قادیان اور تشریعی نبوت کا دعویٰ
215. مرزائے قادیان کی دِماغی کیفیت
216. عقیدۂ ختمِ نبوت اور مرزائے قادیان کا متضاد موقف

G. عبادات

217. اَرکانِ اِسلام
218. فلسفۂ نماز
219. آدابِ نماز
220. نماز اور فلسفۂ اِجتماعیت
221. نماز کا فلسفۂ معراج
222. فلسفۂ صوم
223. فلسفۂ حج

H. فقہیات

224. نص اور تعبیرِ نص
225. تحقیقِ مسائل کا شرعی اُسلوب
226. اِجتہاد اور اُس کا دائرۂ کار
227. عصرِ حاضر اور فلسفۂ اِجتہاد

228. تاریخِ فقہ میں ہدایہ اور صاحبِ ہدایہ کا مقام

229. دہشت گردی اور فتنۂ خوارج (مبسوط تاریخی فتویٰ)

230. خونِ مسلم کی حرمت

231. منہاج المسائل

232. الحکم الشرعی

233. نصابِ تربیت (حصہ اوّل)

234. التصوّر التشریعی للحکم الإسلامی

235. فلسفۃُ الإجتهاد و العالم المعاصر

236. منهاجُ الخطبات للعيدينِ و الجمعات

237. Introduction to the Fatwa on Suicide Bombings and Terrorism

238. Philosophy of Ijtihad and the Modern World

239. Ijtihad (meanings, application and scope)

I. رُوحانیات

240. اِطاعتِ اِلٰہی

241. ذکرِ اِلٰہی

242. محبتِ اِلٰہی

243. خشیتِ اِلٰہی اور اُس کے تقاضے

244. حقیقتِ تصوّف

245. اِسلامی تربیتی نصاب (جلد اوّل)

246. اِسلامی تربیتی نصاب (جلد دُوُم)

247. سلوک وتصوف کا عملی دستور

248. اَخلاقُ الانبیاء

249. تذکرے اور صحبتیں

250. حسنِ اَعمال

251. حسنِ اَحوال

252. حسنِ اَخلاق

253. صفائے قلب و باطن

254. فسادِ قلب اور اُس کا علاج

255. زندگی نیکی اور بدی کی جنگ ہے

256. ہر شخص اپنے نشۂ عمل میں گرفتار ہے

257. ہمارا اَصلی وطن

258. جرم، توبہ اور اِصلاحِ اَحوال

259. طبقاتُ العباد

260. حقیقتِ اِعتکاف

261. دل جي صفائي

262. Divine Pleasure (The Ultimate Ideal)

263. Qur'anic Philosophy of Benevolence (*Ihsan*)

J. اَوراد و وظائف

264. الفیوضات المحمدیة ﷺ

265. الأذکار الإلٰهية

266. اَلدَّعَوَاتُ وَالْأَذْكَارُ مِنْ سُنَّةِ النَّبِيِّ الْمُخْتَار ﷺ ﴿مسنون دعاؤں اور اَذکار پر مشتمل مجموعہ آیات واَحادیث﴾

267. دَلائِلُ الْبَرَكَات فِي التَّحِيَّاتِ وَالصَّلَوَات (عربی)

268. دَلائِلُ الْبَرَكَات فِي التَّحِيَّاتِ وَالصَّلَوَات (بارگاہِ رِسالت مآب ﷺ میں اَڑھائی ہزار درود و سلام کا ہدیۂ عقیدت ومحبت)

269. مناجاتِ اِمام زینُ العابدین علیہ السلام

270. الدعوات القدسية

271. أَحْسَنُ الْمَوْرِدِ فِي صَلٰوةِ الْمَوْلِدِ

272. صَلَوَاتُ سُوَرِ الْقُرْآنِ عَلٰی سَیِّدِ وَلَدِ عَدْنَانَ (ﷺ)

273. أَسْمَاءُ حَامِلِ اللِّوَاءِ مُرَتَّبَةٌ عَلٰی حُرُوْفِ الْهِجَاءِ

274. صَلَاةُ الْأَکْوَان (درودِ کائنات)

275. صَلَاةُ الْمِیْلَادِ (درودِ میلاد)

276. صَلَاةُ الشَّمَائِل (درودِ شمائل)

277. صَلَاةُ الْفَضَائِل (درودِ فضائل)

278. صَلَاةُ الْمِعْرَاج (درودِ معراج)

279. صَلَاةُ السِّیَادَة (درودِ سیادت)

280. دعا اور آدابِ دعا

K. علمیات

2 81. اِسلام کا تصوّرِ علم

282. علم......توجیہی یا تخلیقی

283. مذہبی اور غیر مذہبی علوم کے اِصلاح طلب پہلو

284. تعلیمی مسائل پر اِنٹرویو

285. Islamic Concept of Knowledge

L. اِقتصادیات

286. معاشی مسئلہ اور اُس کا اِسلامی حل

287. بلاسود بنکاری کا عبوری خاکہ

288. بلاسود بنکاری اور اِسلامی معیشت

289. بجلی مہنگی کیوں؟ IPP s کا معاملہ کیا ہے؟

290. اِقتصادیاتِ اِسلام ﴿تشکیل جدید﴾

2 91. اِسلام کا تصورِ ملکیت

292. اِسلام اور کفالتِ عامہ

293. اِسلامی نظامِ معیشت کے بنیادی اُصول

294. قواعدُ الإقتصادِ فی الإسلام

295. الإقتصاد الأربوی و نظام المصر فی الإسلام

M. جہادیات

296. حقیقتِ جہاد

297. جہاد بالمال

298. شہادتِ اِمام حسین علیہ السلام (فلسفہ وتعلیمات)

299. شہادتِ اِمام حسین علیہ السلام (حقائق و واقعات)

300. شہادتِ اِمام حسین علیہ السلام: ایک پیغام

301. ذبحِ عظیم (ذبحِ اسماعیل علیہ السلام سے ذبحِ حسین علیہ السلام تک)

N. فکریات

302. قرآنی فلسفۂ انقلاب (جلد اول)

303. قرآنی فلسفۂ انقلاب (جلد دوم)

304. اِسلامی فلسفۂ زندگی

305. فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟

306. منہاجُ الافکار (جلد اَوّل)

307. منہاجُ الافکار (جلد دُوم)

308. منہاجُ الافکار (جلد سُوم)

309. ہمارا دینی زوال اور اُسکے تدارک کا سہ جہتی منہاج

310. اِیمان پر باطل کا سہ جہتی حملہ اور اُس کا تدارک

311. دورِ حاضر میں طاغوتی یلغار کے چار محاذ

312. خدمتِ دین کی توفیق

313. قرآنی فلسفۂ تبلیغ

314. اِسلام کا تصورِ اِعتدال وتوازُن

315. نوجوان نسل دین سے دُور کیوں؟

316. تحریکِ منہاج القرآن: ''اَفکار و ہدایات''

317. تحریکِ منہاج القرآن: اِنٹرویوز کی روشنی میں

318. تحریکِ منہاج القرآن کی اِنقلابی فکر

319. روایتی سیاست یا مصطفوی اِنقلاب ...... !

320. اِجتماعی تحریکی کردار کے چار عناصر

321. اَہم اِنٹرویو

322. معهد منهاج القرآن

323. Islamic Philosophy of Human Life

324. Islam in Various Perspectives

O. اِنقلابیات

325. نظامِ مصطفیٰ (ایک اِنقلاب آفریں پیغام)

326. حصولِ مقصد کی جدّ و جہد اور نتیجہ خیزی

327. پیغمبرانہ جد و جہد اور اُس کے نتائج

328. پیغمبرِ اِنقلاب اور صحیفۂ اِنقلاب

329. قرآنی فلسفۂ عروج و زوال

330. باطل قوتوں کو کھلا چیلنج

331. سفرِ اِنقلاب

332. مصطفوی اِنقلاب میں طلبہ کا کردار

333. سیرتُ النبی ﷺ اور اِنقلابی جدّ و جہد

334. مقصدِ بعثت انبیاء علیہم السلام

P. سیاسیات

335. سیاسی مسئلہ اور اُس کا اِسلامی حل

336. تصوّرِ دین اور حیاتِ نبوی ﷺ کا سیاسی پہلو

337. نیو ورلڈ آرڈر اور عالمِ اِسلام

338. آئندہ سیاسی پروگرام

339. قیامِ پاکستان کی فکری و نظریاتی اَساس

340. اِسلامی ریاست میں غیر مسلم کے جان و مال کا تحفظ

341. فتنۂ خوارج ﴿تاریخی، نفسیاتی، علمی اور شرعی جائزہ﴾

342. سياسي مسئلو ۽ انهي جو اسلامي حل

343. Islam - The State Religion

344. The Islamic State

Q. قانونیات

345. میثاقِ مدینہ کا آئینی تجزیہ

346. اِسلامی قانون کی بنیادی خصوصیات

347. اِسلامی اور مغربی تصوّرِ قانون کا تقابلی جائزہ

348. اِسلام میں سزائے قید اور جیل کا تصور

349. الجريمة في الفقهِ الإسلامي

350. Islamic Penal System and its Philosophy

351. Islam and Criminality

352. Islamic Concept of Law

353. Qur'anic Basis of Constitutional Theory

354. Legal Character of Islamic Punishments

355. Legal Structure of Islamic Punishments

356. Classification of Islamic Punishments

357. Islamic Philosophy of Punishments

358. Islamic Concept of Crime

R. شخصیات

359. پیکرِ عشقِ رسول: سیدنا صدیقِ اَکبر رضی اللہ عنہ

360. سیدنا صدیقِ اَکبر رضی اللہ عنہ کا مقامِ قربت و معیت

361. فضائل و مراتبِ سیدنا فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ

362. حبِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم

363. سیرتِ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

364. سیرتِ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

365. سیرتِ سیدۂ عالم فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش
www.MinhajBooks.com

366. اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اِمام الائمہ فی الحدیث (جلد اوّل)
367. صحابہ کرام اور اَئمہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم سے اِمام اَعظم رضی اللہ عنہ کا اَخذِ فیض
368. اِمام اَعظم رضی اللہ عنہ اور اِمام بخاریؒ (نسبت و تعلق اور وجوہاتِ عدمِ روایت)
369. تذکرۂ مسانیدِ اِمامِ اَعظم رضی اللہ عنہ
370. اِمام اَعظم رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں جلیل القدر اَئمہ حدیث
371. اِمام اَعظم رضی اللہ عنہ کی اِمامت وثقاہت (ائمہ و محدثین کی نظر میں)
372. شاہ ولی اللہ محدث دِہلوی اور فلسفۂ خودی
373. حضرت مولانا شاہ اَحمد رضا خاں (بریلوی) کا علمی نظم
374. اِقبالؒ کا خواب اور آج کا پاکستان
375. اِقبالؒ اور پیغامِ عشقِ رسول ﷺ
376. اِقبال اور تصوّرِ عشق
377. اِقبال کا مردِ مومن
378. تذکرۂ فریدِ ملّتؒ (مجموعہ مضامین)
379. Imam Bukhari and the Love of the Prophet ﷺ (Al-Hidayah Series: Volume 1)

S. اِسلام اور سائنس

380. اِسلام اور جدید سائنس
381. تخلیقِ کائنات (قرآن اور جدید سائنس کا تقابلی مطالعہ)
382. اِنسان اور کائنات کی تخلیق و اِرتقاء
383. اَمراضِ قلب سے بچاؤ کی تدابیر
384. شانِ اَولیاء (قرآن اور جدید سائنس کی روشنی میں)
385. Creation of Man
386. Spiritualism and Magnetism
387. Islam on Prevention of Heart Diseases
388. Qur'an on Creation and Expansion of the Universe
389. Creation and Evolution of the Universe

T. عصریات

390. اِسلام میں اِنسانی حقوق
391. حقوقِ والدین
392. اِسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام
393. اِسلام میں خواتین کے حقوق
394. اِسلام میں اَقلیتوں کے حقوق
395. اِسلام میں بچوں کے حقوق
396. اِسلام میں عمر رسیدہ اور معذور اَفراد کے حقوق
397. عصرِ حاضر کے جدید مسائل اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
398. Peace, Integration & Human Rights
399. Clarity Amidst Confusion: Imam Mahdi and End of Time
400. Islam and Christianity

U. سلسلہ تعلیماتِ اِسلام

401. سلسلہ تعلیماتِ اِسلام (1): تعلیماتِ اِسلام
402. سلسلہ تعلیماتِ اِسلام (2): اِیمان
403. سلسلہ تعلیماتِ اِسلام (3): اِسلام
404. سلسلہ تعلیماتِ اِسلام (4): اِحسان
405. سلسلہ تعلیماتِ اِسلام (5): طہارت اور نماز
406. سلسلہ تعلیماتِ اِسلام (6): روزہ اور اِعتکاف